ریاضیاتی تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ

پہلی مرتبہ حروفِ مقطعات کے راز سے پردہ اٹھتا ہے



غلام حسین

نام کتاب	ریاضیاتی تحفظِ ناموسِ رسالت
مصنف	غلام حسین
اشاعت اول	ستمبر 2010ء
کل صفحات	160
تعداد	500
ہدیہ	80 روپے

ملنے کا پتہ

فلیٹ نمبر 105-B این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور
موبائل: 0334-6017530

مکتبہ اسلامیہ
بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد
فون: 041-2631204, 2034256

Print by: DOGAR Computers Fsd.
0344-786 86 92, 0300-66 50 361

فہرست ابواب

پہلی مرتبہ حروف مقطّعات کے راز سے پردہ اٹھتا ہے

ریاضیاتی تحفظِ ناموسِ رسالت

تحریر: غلام حسین

انتساب

اُس عظیم ہستیؐ کے نام جو

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فُرقاں وہی یسٰیں وہی طٰہٰ

دیباچہ

شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہی مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے والے بچے کے ذہین میں اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول سلامُ علیہ کی عقیدت ومحبت ڈال دی جاتی ہے۔ باقی معاملات خواہ کتنے ہی افتراق وانتشار کا شکار کیوں نہ ہوں چنانچہ نبی آخرالزمانؐ کے سلسلہ میں خاص کر تمام مسلمان بہت ہی حساس واقع ہوئے ہیں۔

نبی سلامُ علیہ کی زندگی میں بھی مخالفین آپ پر مختلف الزامات جیسے مجنون، کاہن، جادوزدہ، شاعر، مفتر لگایا کرتے تھے اور مخالفانہ پراپیگنڈہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی مختلف ادوار میں مختلف لوگ وہی مخالفانہ پالیسی پر عمل پیرا رہے ہیں اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

حال ہی میں بھی غیر ملکی اخبارات میں آپ کے توہین آمیز خاکے شائع کئے گئے جس پر پوری اسلامی دنیا میں شدید رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور اب بھی کیا جارہا ہے۔ جلسے جلوسوں، ریلیوں وغیرہ میں مسلمان شدید احتجاج ریکارڈ کروارہے ہیں لیکن دشمن ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتا بلکہ اُلٹا انٹرنیٹ کی ویب سائٹ فیس بک پر خاکے بنانے کا مقابلہ شروع کروادیا دل تو چاہتا ہے کہ ایسے عناصر کے ساتھ آ ہنی ہاتھوں سے نبٹا جائے۔ لیکن اس سے پہلے دیکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں یا ایسے حالات میں کیا سٹرٹیجی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جہاں بس چلتا ہے مسلمان قرآن اور نبی سلامُ علیہ کی توہین کرنے والوں کو قتل بھی کردیتے ہیں اور اُن کی بستیاں بھی جلادیتے ہیں جن میں کئی بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس بارے اللہ کا قانون کیا کہتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ

قرآن کا موٴقف تفصیلی طور پر سامنے آجائے۔ پہلے تو مخالفین جو کہا کرتے تھے وہ سامنے لایا جائے پھر اس کا رد اللہ تعالیٰ نے کس طرح کیا اور اپنے نبی سلامُ علیہ اور صحابہؓ کو کیا پالیسی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔

انسانوں میں شروع ہی سے ایک طبقہ جن کو Athists کہتے ہیں یعنی اللہ کا انکار کرنے والوں کا رہا ہے۔ جن کا موٴقف ہے کہ یہ کائنات اتفاقاً ہے۔ زمانہ ہی ہمیں پیدا کرتا ہے زمانہ ہی مارتا ہے۔ ان لوگوں پر کائناتی حیرت انگیز نظام، چاند سورج کا طلوع وغروب نباتات، جمادات، حیوانات تمام مخلوقات میں قانون قدرت بالکل نظر نہیں آتا۔ اب ایسے لوگوں کا کیا کیا جا سکتا تھا؟

جدید دور میں قرآن پر ہونے والی ریاضیاتی کمپیوٹرائزڈ تحقیقات جو اس کتاب میں شامل کی گئیں ہیں۔ یہ بات منکشف کرتی ہیں کہ شروع سے ہی قرآن جو یہ چیلنج کرتا آرہا ہے کہ جن وانس مل کر بھی کوشش کریں کہ اس کتاب جیسی کتاب بنا کر لے آئیں جو کہ نہیں لا سکتے جو ریاضیاتی فارمولا قرآن میں استعمال کیا گیا ہے یہ کوئی انسان یا جن کر ہی نہیں سکتا۔

اللہ کے منکروں کا تمام موٴقف اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو صرف ان سے یہ سوال ہے کہ کیا کوئی انسان یا انسانوں کا گروہ ایسی کتاب بنا سکتا ہے؟

جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے نبی آخرالزماںؐ کی ناموس کا تحفظ کیا ہے اور جو مقام ومرتبہ ان کو دیا ہے کیا یہ بھی اتفاقیہ ہے؟

اس کتاب میں جو قرآنی آیات بمع ترجمہ لکھی گئیں ہیں وہ جناب کرنل (ر) عمر شبیر صاحب کے زیر طبع قرآن کے اردو ترجمہ (قرآن بلتحقیق) سے لی گئیں ہیں میں ان کا بہت مشکور ہوں کہ قرآن کا ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کی حیثیت سے اس سے بہتر قرآن کا ترجمہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس ترجمہ میں الفاظ کے اندر ان کی اصل روح ڈال دی گئی ہے اس سے پہلے کرنل صاحب کے معرکتہ الراء ناول ''منزل'' اور ''گرج''

جو کہ مسلم قوم کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے اور بے ہمت اور نفسیاتی طور پر شکست خوردہ اور پسے ہوئے طبقہ کو ہمت اور حوصلہ کا عزم دیتے ہیں ان ناولوں سے بھی مخالفین کی علمی کاٹ کرنے کا

حوصلہ اور ہمت ملی ہے۔

صاحبانِ بصیرت سے گذارش ہے کہ جہاں کہیں اِملاء کی غلطیاں رہ گئیں ہوں ان سے صرفِ نظر کرتے ہوئے درگزر فرمائیں اور مطلع فرمادیں۔

جہاں کہیں علمی لغزش محسوس فرمائیں تو یہ میری کم فہمی ہوسکتی ہے آخری اور حتمی بات قرآن کی ہی تسلیم کی جائے گی۔

جہاں جہاں آیات کے حوالہ جات دیئے گئیں ہیں وہاں اوپر (سورۃ کانمبر/آیات کانمبر) یعنی ((21/107 کا مطلب ہے سورۃ نمبر 21اور آیت نمبر 107۔

غلام حسین

پیش لفظ

اس زمین پر جہاں جہاں انسان آباد ہیں وہاں ہر روز بچے پیدا بھی ہو رہے ہیں اور انسان مر بھی رہے ہیں خواہ ان کا کوئی بھی مذہب قوم ذات یا برادری ہو۔ جغرافیائی حالات اور زبان کا اختلاف بھی اس راہ میں قطعی رکاوٹ کا باعث نہیں ہے۔ جو بچہ جس ماحول میں پیدا ہوتا ہے اسی کے مطابق ماں باپ ہی اسے عیسائی، یہودی، ہندو، مسلمان یا کوئی بھی مذہب اختیار کروا دیتے ہیں۔ اکثر بچپن ہی کی تعلیمات وعقائد اس بچے کو مختلف مذاہب سے نفرت ودشمنی پر محمول کیئے رکھتی ہیں تاریخ میں جو جنگیں مختلف مذاہب کے درمیان ہوئی ہیں تقریباً وہ بھی اس بچے کے ذہن میں ڈال دی جاتی ہیں اس طرح دشمنیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چلتا رہتا ہے جو انسانیت میں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اور کروڑوں انسان جنگوں کی نظر ہو چکے ہیں۔

لیکن انسانوں کے درمیان کچھ اقدار مشترک بھی چلی آ رہی ہیں جو کہ یونیورسل ہیں ان میں ایک کائناتی مظاہر کے بارے میں کئی مشترک مشہور چیزیں ہیں بے شک زبانیں مختلف ہیں لیکن ہر انسان پانی کو پانی سمجھتا ہے زمین سورج، چاند، ستارے، بارش، روشنی، ہوا بجلی کی گرج وغیرہ کے بارے میں تقریباً مشترک رویے اور سوچ رکھتے ہیں لیکن اگر ہر مذہب میں اباء واجداد سے چلی آنے والی رسوم ورواج وعقائد کو عقلی اور سائنسی بنیاد پر اگر مشترک سوچ میں کائناتی مظاہر کی طرح اختیار کر لیا جائے اور خاص کر نفسیات (Phycology) کے اندر ہونے والی روز افزوں ترقی کو رواج دے کر انسانیت کے دکھوں اور دشمنیوں کو کم کیا جا سکتا ہے۔ اور انسانیت اپنے ارفع واعلیٰ منزل کی طرف امن ومحبت سے گامزن رہ سکتی ہے۔ اسلحہ کے اوپر خرچ ہونے والے کھربوں ڈالر انسانیت کی فلاح وترقی پر

خرچ ہو سکتے ہیں(Scientific Believes) یعنی سائنسی عقائد کی اصطلاح شائد سب کو عجیب لگے کیونکہ عقائد کی شکل آج تک کسی نے 4=2+2 کی صورت میں نہیں دیکھی، لیکن یہ ایسے ہے، زیرِ نظر معروضات میں اسی بات پر تحقیق پیش کرنا مقصودِ نظر ہے۔

کائناتی مظاہر پر ایک ہی طرح کا رویہ یا تصور ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے زیادہ تر انسان اس کائنات کو چلانے والی اور پیدا کرنے والی ہستی یا طاقت پر بھی یقین رکھتے ہیں لیکن اسے پکارتے اپنی اپنی زبان میں ہیں کوئی بھگوان کوئی گاڈ، پرماتما، یزداں، خدا اور اللہ وغیرہ وغیرہ۔

انسان کی حیثیت کائنات میں موجود، نباتات، جمادات اور حیوانات جیسی نہیں اسے سوچنے، سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت بھی عطا کی گئی ہے۔ جس ہستی نے انسان کو پیدا کیا اسی نے اس کے لئے ہدایت ورہنمائی بھی دی۔ ہدایت کے قوانین پیدا کرنے والی ذات کی طرف سے منتخب کردہ انسانوں کے ذریعے عطا کئے جاتے رہے۔ جنہیں انبیاء کہا جاتا ہے۔ اور آخر میں ان کی تکمیل اپنے آخری نبی جناب محمد سلامُ علیہ کے ذریعے قرآن کی شکل میں تمام نوع انسانی کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اختتام پذیر کی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ سائنٹفک ہیں یا نہیں۔

غلام حسین

تخلیق کائنات

تخلیق کائنات پر غور وفکر کرنے والے سائنسدان اور فلسفی متین طور پر تو اب تک کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکے۔ البتہ قیاس آرائیوں کی بنا پر مختلف تھیسز پیش کیئے ہیں جن میں ایک بگ بینگ تھیوری بھی ہے۔ جس کے مطابق تمام کرّے یعنی چاند، سورج، زمین، کہکشائیں ایک ہی جثہ تھے جو کسی وقت ایک بڑے سیارے کے پاس گزرنے کی وجہ سے بکھر **Scattered** ہوکر موجودہ شکل میں اپنے اپنے مداروں **Orbites** پر گردش کرنے لگے۔

کسی دانا، نے کائنات کی تخلیق پر غور وفکر پر عمر گزارنے کے بعد جو بیان **Statment** جاری کیا وہ شائد ہمیشہ قائم رہے۔ وہ بیان یہ ہے کہ ''اس'' کائنات کی کتاب لکھنے والے نے اس کا پہلا اور آخری صفحہ پھاڑ دیا ہے۔''

یعنی نہ تو یہ معلوم ہے کہ یہ کب وجود پذیر ہوئی اور نہ ہی یہ معلوم کہ یہ کب تک قائم رہے گئی؟ کائنات کے کھربوں کُروں میں ایک کرہ زمین بھی ہے جس پر زندگی کا وجود کسی وقت ظہور پذیر ہوا جمادات، نباتات اور حیوانات میں انسان کی بولنے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اسے باقی اشیاء کائنات سے ممتاز کرتی ہے۔ انسان کی پیدائش کی تاریخ پر بھی سائنس کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر پائی کہ یہ کب اور کیسے شروع ہوئی؟

سلسلہ ہدایت

تخلیق کائنات کرنے والی ہستی نے انسان کے علاوہ باقی اشیاء کی خصوصیات ان کی

Instinct یعنی جبلت میں رکھ دیں جن سے وہ سرموانحراف نہیں کرسکتیں۔سورج، چاند ستاروں کا طلوع وغروب ہونا زمین کا سورج کے گرد اپنے مدار پر گردش کرنا اسی ہدایت کا حصہ ہے اسی طرح حیوانات کا مشاہدہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تمام اپنی اپنی جبلتوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ جو شیر آج سے ایک لاکھ سال پہلے تھا وہی آج ہے اور ایک لاکھ سال بعد بھی وہ انہی خصوصیات کا حامل ہوگا۔

لیکن کیونکہ انسان صاحب ارادہ واختیار ہے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں رکھتا ہے اس لئے اس کی جبلت باقی اشیاء سے مختلف ہے۔اس کو رہنمائی وہدایت اس کو تخلیق کرنے والی ہستی نے اپنے پاس سے انہیں انسانوں میں سے برگزیدہ انسانوں کے ذریعے دی جنہیں انبیاء علیہ سلامُ کہا جاتا ہے۔ جو مختلف ادوار میں مختلف اقوام کی طرف پیغام لاتے رہے اور انہیں محترّم انسانوں نے اس ہستی کا تعارف بھی اس کی دی ہوئی رہنمائی میں کروایا کہ اس کائنات اور تمہارا الہٰ ایک ہی ہے وہ رزق دیتا ہے وہ ہی موت دیتا ہے اور ایک دن تمام مرے ہوئے، انسانوں کو حساب کتاب کے لئے زندہ کرے گا۔ اس کی بھیجی ہوئی ہدایت کے مطابق اچھے کام کرنے والوں کو جنت ملے گی اور انکار کرنے والوں اور بُرے کام کرنے والوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا اور یہ سب اس کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق ہوگا۔ان انبیاء کو جن اقوام کی طرف بھیجا جاتا تھا انہیں اقوام کی زبان میں رہنمائی وہدایت کی کتاب دی جاتی تھی۔ان انبیاء کو پیغام لوگوں تک پہنچانے میں اور انہیں سیدھے راستے پر لگانے میں سخت تکالیف ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔انبیاء کے دنیا سے جانے کے بعد اقوام ان کی لائی ہوئی کتابوں میں تبدیلی کردتیں اور دوبارہ گمراہی کے راستوں پر چل پڑتیں۔

خالق کائنات نے سلسلہ ہدایت کی آخری کڑی جناب سیدنا محمد علیہ سلامُ پر ختم کردی اور تا قیامت انسانوں کے لئے قوانین کی کتاب قرآن مجید ان کے ذریعے انسانیت کو عطا فرمادی اور خالق کائنات نے اس کتاب عظیم کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لے لیا۔

قرآن مجید

قرآن مجید عربی زبان میں تقریباً چودہ سو سال پہلے نبی محمد سلامُ‘ علیہ پر نازل کیا گیا کیوں آپ عرب کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور ان کی مادری زبان عربی تھی۔ عربی زبان اس وقت انتہائی ترقی یافتہ اور سائنٹفک زبان تھی۔ عرب لوگ باقی اقوام کو عجمی یعنی گونگا کہا کرتے تھے۔ عربی زبان میں ہر لفظ کے تقریباً تین بنیادی حروف ہوتے ہیں جن کو اس لفظ کے روٹ کیا جاتا ہے ان روٹس میں اس لفظ کے بنیادی معنی ہوتے ہیں اور ان حروف سے بننے والے الفاظ کا ایک پورا خاندان ہوتا ہے جو بنیادی معنی کے اردگرد گومتا ہے۔

اس طرح قرآن میں بیان کئے گئے حقائق عام افراد کو بھی آسانی سے سمجھ آجاتے ہیں اور دوسری طرف انتہائی پڑھے لکھے افراد کو بھی ورطہ حیرت میں مبتلا کرتے ہوئے ہر زمانے میں حیرت انگیز طور پر قابل فہم بھی ہیں۔

نبی سلامُ‘ علیہ پر تقریباً تیس سال میں نازل ہونے والی اس کتاب کو منشاء خداوندی کے مطابق ترتیب دے کر صاحب قرآن نے اسے امت کے حوالے کیا۔ کتاب بائنڈنگ شیپ میں دیئے گئے لکھے ہوئے کاغذات کو کہا جاتا ہے ہڈیوں، کھجور کے پتوں، لکڑی کے ٹکڑوں وغیرہ پر بکھری ہوئی اشیاء پر لکھی گئی تحریر کتاب کیسے کہلا سکتی ہے؟

اور تقریباً جناب سیدنا عیسیٰ سلامُ‘ علیہ کے **570** سال بعد آپ کی ولادت ہوئی اور جب آپ کی عمر چالیس سال تھی اس وقت نزول وحی کا آغاز ہوا۔ یعنی جناب عیسیٰ سلامُ‘ علیہ کے **610** سال

بعد۔ اور قرآن میں یہود ونصارا کو بعض مقامات پر اپنی اپنی کتاب پیش کرنے کا کہا گیا ہے۔
یعنی 610 سال پہلے کی کتاب تو بائنڈنگ شیپ میں ہو اور کتاب عظیم قرآن بکھری ہوئی؟

کاغذ کی ایجاد جو کہ آج سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے ہو چکی تھی سے پہلے کی تحریریں تو لکڑی، پتھر وغیرہ پر ہو سکتی ہیں لیکن قرآن کے بارے ایسی بات نا قابل فہم و نا قابل قبول ہے۔

سابقہ انبیاء کی زبان

سابقہ ابنیاء پر نازل ہونے والی کتابوں کی زبان کیا تھی، کسی کی عبرانی، ہیبرو وغیرہ وغیرہ لیکن

ان انبیاء نے اپنی قوم سے جو ڈائیلاگ (باتیں) کئے یا جو باتین اللہ تعالیٰ سے کئیں یا جو دعائیں اپنی زبان میں مانگیں وہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں ترجمہ Translate کر کے قرآن میں دیں کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا۔ مثلاً جناب سید موسیٰ ؑ کی مشہور دعا۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (25)

موسیٰ نے عرض کیا! اے میرے نشوونما دینے والے! (یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا) میرے لئے میرا سینہ کشادہ کر دے (یعنی اب مجھ میں تحمل، لاخوفی، ارادہ، حوصلہ اور ڈٹ جانے کی ہمت پیدا کر دے تا کہ میں اس ذمہ داری کو نبھا سکوں)۔

وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ (26)

اور (اے میرے نشوونما دینے والے) میری (جدوجہد کے) معاملات کو میرے لئے آسان کر دینا۔

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ (27)

اور (اے میرے نشوونما دینے والے) میری زبان کی گرہ کھول دے (یعنی میری زبان میں ایسی طاقت اور روانی پیدا کر دے کہ میں تیرے پیغامات کو آسانی سے دوسروں تک پہنچا سکوں)۔

یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ (28)

اور میری بات ان کی سمجھ میں آ جائے۔

لٰہذا جب خالق کائنات سابقہ اقوام کی باتوں کی عربی میں Translation کر سکتے ہیں تو قرآن کو عربی سے ہر زبان میں Translate کیا جاسکتا ہے۔قرآن کو عربی زبان میں نازل کرنے کا بڑا مقصد جو بیان کیا گیا وہ یہ ہے کہ "تم اسے سمجھو" مندرجہ ذیل مقامات قرآن سے ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

قرآن عربی زبان میں نازل ہوا

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ)(12/2

اور اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا جو فصاحت سے لبریز ہے (عربیاً) (یعنی قرآن حقائق کو صاف صاف پیش کرنے والا ہے) تا کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لے سکو۔((12/2

وَ کَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ حُکْمًا عَرَبِیًّا وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ)(13/37

لٰہذا، اسی مقصد کے لئے ہم نے اس ضابطۂ احکام کو وضاحت کے ساتھ صاف صاف بیان کر دینے والا بنا کر نازل کیا۔(اس کے باوجود، اے نوعِ انساں!) جبکہ یہ علم تمہارے پاس آچکا ہے تو اگر تم نے ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی (جنہوں نے درست و روشن راہ کو گم کر رکھا ہے) تو پھر تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی تمہارا ولی ہو گا اور نہ ہی کوئی تمہیں بچانے والا ہو گا۔((13/37

کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ)(41/3

(اور یہ) قران ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات الگ الگ نکھار کر بیان کر دی گئی ہیں اور اس کی زبان بھی بڑی واضح اور صاف رکھی گئی ہے تا کہ جو علم رکھنے والی قوم ہے (اگر وہ اسے سمجھنا چاہے تو اس کے سامنے اس کے مطالب واضح طور پر آجائیں)۔((41/3

وَ کَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا وَ تُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ

لاَرَیۡبَ فِیۡہِ فَرِیۡقٌ فِی الۡجَنَّۃِ وَ فَرِیۡقٌ فِی السَّعِیۡرِ)(42/7

اور اِسی طرح ہم نے یہ صاف اور واضح ضابطۂ احکام وقوانین اِس لئے وحی کیا ہے تا کہ (سب سے پہلے) اِس مرکزی بستی (مکہ) اور اِس کے اردگرد کی آبادیوں کو اُن کی غلط راہ کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دو۔ اور تم انہیں اِس کی بھی تنبیہہ کر دو کہ اِس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ وہ دن جب سب کو جمع کر لیا جائے گا (وہ طاری ہو کر رہے گا۔ اور اپنے اپنے اعمال کی جزا اور سزا کے مطابق) ایک گروہ ابدی مسرتوں کے باغات میں ہوگا اور دوسرا گروہ دوزخ میں ہوگا۔ (42/7)

اِنَّا جَعَلۡنٰہُ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ)(43/3

اِس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رکھنا کہ ہم نے قرآن کو عربی میں بنایا (یعنی قرآن کو واضح اور غیر مبہم بنایا) تا کہ تم عقل وفکر سے کام لے کر اِسے سمجھو۔ (43/3)

وَ مِنۡ قَبۡلِہٖ کِتٰبُ مُوۡسٰۤی اِمَامًا وَّ رَحۡمَۃً وَ ھٰذَا کِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَ بُشۡرٰی لِلۡمُحۡسِنِیۡنَ)(46/12

حالانکہ ہم نے، اس سے پہلے، موسیٰ کی طرف جو کتاب نازل کی تھی، وہ بھی درست راستوں کے لئے رہنما تھی اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتی ہوئی انہیں ان کے کمال تک لے جانے والی تھی۔ اور اب یہ کتاب (یعنی قرآن، اُنہی دعووں کو) سچ کر دکھانے کے لئے بھیجی گئی ہے جو اُس کتاب میں پیش کیے گئے تھے۔ اس کتاب (قرآن) کو نہایت واضح زبان میں (نازل کیا گیا ہے) تا کہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو جو ظالم ہیں یعنی جو دوسروں کے حقوق سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرتے ہیں، انہیں ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دے اور محسنیین کو یعنی ان لوگوں کو جو زندگی میں حسن وتوازن قائم رکھنے کے لئے دوسروں کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں، انہیں ان کی بہترین روش کے بہترین نتائج کی خوشخبری دے دے۔ (46/12)

وَ لَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّھُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِیۡ یُلۡحِدُوۡنَ اِلَیۡہِ اَعۡجَمِیٌّ وَّ ھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیۡنٌ)(16/103

اور اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہمیں علم ہے! کہ وہ جو (انکار کرنے والے ہیں وہ) کہتے

ہیں! کہ یہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس (رسولؐ) کو ایک آدمی یہ باتیں آ کر سکھا جاتا ہے (اور یہ انہیں وحی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے)۔ حالانکہ جس آدمی کی طرف یہ اسے منسوب کرتے ہیں اس کی تو اپنی زبان ہی عجمی ہے اور یہ (قرآن) واضح عربی زبان میں ہے۔ ((16/103

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ) (26/195

(اسی وجہ سے قرآن کو) ایسی واضح، صاف اور نکھری ہوئی زبان میں (نازل کیا گیا ہے کہ اس میں کسی قسم کا تضاد، الجھاؤ اور ابہام نہیں ہے)۔ ((26/195

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ) (41/44

اور (ہم نے اس قرآن کو انہی کی زبان عربی میں نازل کیا تا کہ اس کی ہر بات واضح طور پر سمجھ میں آ جائے۔ لیکن) اگر ہم قرآن کو عجمی بنا دیتے (یعنی اگر یہ قرآن مبہم زبان میں ہوتا) تو یہ اعتراض کر دیتے کہ اس کے احکام وقوانین صاف صاف کیوں نہیں بیان کیے گئے۔ (اور اعتراض کرتے کہ) کیا کتاب عجمی اور رسول عربی؟ ان سے کہہ دو! کہ یہ قرآن اہلِ ایمان کے لئے ہدایت ہے اور (زندگی کی بیماریوں کے لئے) شفا ہے۔ اور جو لوگ اس کی صداقتوں کو تسلیم نہیں کرتے تو ان کے کانوں میں بہرے پن کا بوجھ ہے اور ان کے لئے اندھا پن ہے۔ (اور انہیں اس کے الفاظ یوں معلوم ہوتے ہیں) جیسے یہ لوگ کسی دُور کی جگہ سے پکارے جا رہے ہوں (اور آواز مبہم اور غیر واضح سنائی دے)۔ (41/44)

رسلتمابؐ کو کیونکہ تمام بنی نوع انسان کی طرف نبیؐ بنا کر بھیجا گیا جیسے کہا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا نِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) (7/158

(اے رسولؐ) نوعِ انسان کو بتلا دو! کہ ہر تحقیق یہ گواہی دیتی رہے گی کہ مجھے اس اللہ نے تم

سب کی طرف رسول بنا کے بھیجا ہے جس کی ملکیت و اختیار میں سارے کے سارے آسمان اور زمین ہیں (یعنی پوری کی پوری کائنات ہے)۔ اس لئے اس کے سوا کسی اور کی پرستش و غلامی کی ہی نہیں جا سکتی۔ یہ ہے وہ اللہ جو زندگی عطا کرتا ہے اور موت طاری کرتا ہے۔ اس لئے اس اللہ کو اور اس کے رسول (محمدؐ) کو جو اُمی نبی ہے، انہیں تسلیم کر کے اطمنان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لو۔ لہٰذا تم اللہ کو اور اس کی باتوں کو (یعنی قرآن کو) تسلیم کر لو اور ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ تاکہ تم اس درست و روشن راہ پر چل پڑو جو سیدھی اطمنان بھری منزل کو جاتی ہے۔ (7/158)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ تمام انسانوں کی زبان تو عربی نہیں، لہٰذا آپ کا دیا ہوا پیغام Translate ہو کر ہی تمام انسانوں تک پہنچ سکتا ہے۔ اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد ایسا ہی ہو رہا ہے کہ دنیا کی تقریباً تمام بڑی زبانوں میں قرآن کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور ان سے جو انسان مستفید ہونا چاہیں ہو سکتے ہیں اور ہو بھی رہے ہیں۔

تدبر فی القرآن

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا (47/24)

یہ لوگ قرآن پر غور و تدبر کیوں نہیں کرتے؟ اور کیوں اِن کے دلوں پر ایسے تالے پڑ گئے ہیں (کہ اِن میں عقل و بصیرت کی کوئی بات جاتی ہی نہیں)۔ (47/24)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ عرب لوگوں کی طرف عربی زبان میں نازل ہونے والی کتاب جس کے متعلق سورہ القمر میں چار مقامات 54/17 54/40,54/32,54/22, میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ

چنانچہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے آگاہی دینے کے لئے قرآن کو کس قدر آسان بنا رکھا ہے (لیکن اے نوعِ انساں) کیا کوئی سبق سیکھنے والا ہے (یا نہیں)۔ ,54/40, 54/32 54/22,54/17

''تو پھر کیسا تدبر مقصود ہے؟ 47/24 ہر دور کے انسانوں کو دعوت تدبر ہے یعنی قرآن میں غالباً ایسے حقائق (سائنسی، معاشی، معاشرتی، ریاضیاتی وغیرہ) موجود ہیں جو ہر دور میں منکشف ہوتے رہیں گے۔اسی لئے ارشاد ربانی ہے

سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ (41/53)

(جو لوگ قرآن کی صداقتوں سے انکار کرتے ہیں تو انہیں کرنے دو۔ مگر) ہم بہت جلد اپنی نشانیاں ان کو آفاق میں یعنی خارجی کائنات کے اطرافِ عالم میں اور خود ان کے نفسوں میں یعنی ان کی ذات کے اندر دکھا دیں گے حتیٰ کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ (قرآن) ایک نا قابلِ انکار سچائی ہے۔ (چنانچہ انکار کرتے رہنے والوں کے لئے) کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب ہر چیز کو براہِ راست دیکھ رہا ہے۔ (41/53)

☆

قرآن اور صاحبِ قرآن کے مخالفین

تمام جلیل القدر انبیاء شروع سے ایک ہی دین انسانوں کی طرف لاتے رہے ہیں۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْم بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًام بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (2/213)

(یہ روّیے صرف یہودیوں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہیں بلکہ یوں ہے کہ) تمام انسان ایک ہی امت تھے۔ پھر اللہ نے ان کی آگاہی کے لئے نبیوں کو بھیجا تاکہ وہ انہیں بہترین اعمال کے بہترین نتائج کی خوشخبریاں دیں (مبشرین) اور بُرے اعمال کے تباہ کن نتائج کے بارے میں خوف زدہ کریں (منذرین)۔ اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ضابطہء حیات (الکتب) نازل کیا جس کی سچائی اپنی گواہی آپ دے رہی تھی (بالحق)۔ یہ اس لئے کیا گیا تاکہ انسان جن باتوں میں اختلافات رکھتے تھے یہ ان کے درمیان فیصلہ کرکے (ان میں یک جہتی پیدا کریں) لیکن اس کے بعد کسی اور نے نہیں بلکہ وہ لوگ کہ جنہیں روشن دلائل پر مبنی آگاہی (البینٰت) عطا ہو چکی تھی انہوں نے ہی آپس میں ختلافات شروع کردیے اور سرکشی و بغاوت پر اتر آئے۔ مگر ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں کو

تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی تھی اور انہوں نے جس چیز کے لئے اختلاف کیا (وہ کسی ضد یا سرکشی کی وجہ سے نہیں) بلکہ وہ صداقت پر مبنی تھا۔ اس لئے اللہ نے انہیں اپنے قانون کے مطابق ایسی درست اور روشن راہ دکھا دی جو اطمینان بھری منزل کو جاتی تھی اور جس کے لئے وہ مناسب سمجھتا ہے اسے صراطِ مستقیم کی طرف چلا دیتا ہے۔ (یعنی ایسے اصول و طریقے اپنانے کی آگاہی دے دیتا ہے جو نازل کردہ احکام کے مطابق ہوتے ہیں)۔ (2/213)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ وَ مَآ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (46/9)

(اے رسولؐ) ان سے کہہ دو کہ میں رسولوں میں سے کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ (اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوتا ہے وہ میرے علم کی وجہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ) میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ خود میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (لہٰذا، جو میں کہتا ہوں یہ وہی ہے جس کا مجھے وحی کی بناء پر پتا چلتا ہے۔ اسی لئے) میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور (اسی وجہ سے، اے نوعِ انسان!) میرا مقصد سوائے اس کے کہ تمہیں غلط روش کے تباہ کن نتائج سے صاف صاف آگاہ کردوں اور کوئی نہیں ہے۔ (46/9)

کے مطابق رسالتمابؐ بھی انبیاء کے سلسلہ میں کوئی نئے یا مختلف نہیں تھے۔

اِن آیات پر تھوڑا سا تدبر بھی کرلیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے۔ کہ ہر نبی صاحب کتاب ہوتا تھا اور جو وحی اُس نبیؐ پر نازل ہوتی تھی وہ صرف اور صرف اُسی کی اتباع کرتا تھا۔

(ہمیں جو تعلیم دی جاتی ہے کہ صرف چار کتابیں ہی نازل ہوئیں اور چند صحیفے)

بعثت نبیؐ سے پہلے اللہ پر ایمان

بعثت رسالت مابؐ سے پہلے اگرچہ تقریباً تمام عرب معاشرہ شرک میں مبتلا تھا لیکن وہ اللہ کو بھی مانتے تھے اس کا ذکر متعدد آیات میں کیا گیا ہے۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى

يُؤْفَكُوْنَ)(29/61

(ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ خارجی کائنات میں اللہ کے قوانین کے اٹل ہونے کو تو تسلیم کرتے ہیں لیکن انسان کی دنیا کو اس سے باہر رکھنا چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر) اگر ان سے پوچھو! کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے اور کس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے یعنی قوانین کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے تو یہ کہیں گے کہ اللہ ہی نے ایسا کر رکھا ہے (تو پھر ان سے پوچھا جائے کہ تم انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کی تشکیل بھی اسی کے قوانین کے مطابق کیوں نہیں کرتے) اور پھر یہاں پہنچ کر تم کیوں الٹے پھر جاتے ہو؟((29/61

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْم بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ((29/63

اور (آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بارے میں پوچھنے کے بعد) اگر تم ان سے پوچھو! کہ کس نے آسمان سے پانی نازل کیا اور پھر اس سے مُردہ زمین کو زندگی عطا کر دی (اور لہلہاتی ہوئی نباتات اُبھر آئیں) تو یہ ضرور کہیں گے! کہ یہ اللہ (نے ہی ایسا کیا ہے)۔ تو پھر ان سے کہو کہ (جب تم اعتراف کرتے ہو کہ) ساری تحسین و آفرین اللہ ہی کے لئے ہے تو پھر تم میں سے اکثر لوگ عقل کیوں نہیں استعمال کرتے (تاکہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی بھی اسی اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق تشکیل پا جائے)۔((29/63

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ((31/25

حالانکہ (ایسے لوگوں کے تضادات کی کیفیت یہ ہے کہ) اگر تم ان سے پوچھو! کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ تو وہ بلاشبہ یہی کہیں گے کہ اللہ نے (انہیں تخلیق کیا ہے۔ تو پھر انہیں) آگاہ کر دو! کہ الحمدُ لِلّٰہ یعنی اللہ کی لامحدود و بے خطا عظمتوں کا اعتراف ہی اس کی تحسین و ستائش ہے مگر ان میں اکثر کو اس کا علم نہیں ہے۔((31/25

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ

دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ھَلْ ھُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ھَلْ ھُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ((39/38

کیونکہ اگر تم اِن سے پوچھو! کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے تو وہ اتنا ضرور کہیں گے کہ اللہ نے (انہیں تخلیق کر رکھا ہے)۔ اِن سے کہو! کہ کیا تم غور نہیں کرتے ہو کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن سے دعائیں کرتے ہو تو وہ اللہ اگر مجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ سب مل کر اس تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں؟ اور اگر وہ کمال کی جانب میری قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرنا چاہے تو کیا وہ سب مل کر اُس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ اُن سے کہو (کہ جب اصل حقیقت ہی یہ ہے تو پھر) میرے لئے اللہ ہی کافی ہے چنانچہ بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ((39/38

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَھُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ((43/9

اور اگر تم ان سے پوچھو! کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے تو بلاشبہ وہ یہی کہیں گے کہ انہیں اس نے تخلیق کیا ہے جو لامحدود قوتوں والا ہے اور ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔ ((43/9

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ)(44/87

اور (دوسری طرف ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر تم ان سے پوچھو! کہ انہیں کس نے تخلیق کیا ہے؟ تو وہ اقرار کریں گے کہ اللہ (نے ہی تخلیق کیا ہے)۔ (تو ان سے پوچھو کہ) پھر تم کدھر الٹے چلے جا رہے ہو؟ (اسی اللہ کے احکام وقوانین کی طرف کیوں نہیں آتے؟)۔ ((44/87

ان آیات سے عربوں کے ہاں "اللہ" کا ماننا تو ثابت ہے تو پھر

جھگڑا کس سے اور کیوں؟

بنظر غائر مطالعہ تاریخ اور قرآن کریں تو پتہ چلتا ہے کہ بغض اور عداوت صرف اور صرف قرآن اور صاحبِ قرآنؐ سے ہی تھی۔ سلسلہ نبوت جو کہ جناب ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم سلامٌ علیہ سے چلا زیادہ تر ان کے دو بیٹوں سیدنا اسحاق سلامٌ علیہ اور سیدنا اسماعیل سلامٌ علیہ میں رہا۔ زیادہ انبیاء سیدنا اسحاق سلامٌ علیہ کی نسل سے مبعوث ہوتے رہے۔ چنانچہ جناب سیدنا عیسیٰ سلامٌ علیہ کے بعد اور ان کی طرف سے انجیل میں دی گئی آخری نبیؐ کی بشارت کی بنا پر یہود ونصارا آخری نبیؐ کو بھی جناب سیدنا اسحاق

سلامُ‘ علیہ کی ہی نسل سے تصور کئے بیٹھے تھے لیکن جناب رسلتما بسلامُ‘ علیہ جناب سیدنا اسماعیل سلامُ‘ علیہ کی نسل سے معبوث ہوئے جو کہ بالکل اُن کے خلاف امید تھا۔لہٰذا نبی سلامُ‘ علیہ کی مخالفت کی ایک تو یہ بڑی وجہ تھی دوسرا قرآن کا پیغام تھا جس کے تحت تمام بنی نوعِ انسان قابل احترام تھی۔غلام اور لونڈیوں کی آزادی،ایک اللہ کی حاکمیت صرف اللہ کے قانون کی حکمرانی اوراسی ایک کی عبادت وغیرہ۔

مکہ کے سرداروں کی سرداری پر زد پڑتی تھی۔اس پیغام سے ان کا قبائلی تفاخر نسلی وعلاقائی امتیاز تمام ختم ہوتا تھا۔ابولہب کواپنی اور بلال ؓ کی برابری گوارہ نہ تھی لہٰذا بنی سلامُ‘ علیہ کی مخالفت میں ان سرداروں،رشتہ داروں اوران کے حواریوں نے ریڑی چوٹی کازورلگادیا۔

☆

رسالت

رسولوں کی بعثت کا مقصد اللہ تعالی کی آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کی اصلاح کرنا اور انہیں ظلمت سے نکال کر روشنی کی طرف لے جانا ہوتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (157)

وہ لوگ جو اس رسول کے پیچھے پیچھے چلیں گے جو اُمی نبی سلامُ علیہ ہیں (یعنی نہ محمد سلامُ علیہ نے کسی انسان سے علم حاصل کیا اور نہ کسی نے اُسے علم دیا اور نہ اس نے کسی سے کچھ سیکھا اور نہ کسی نے اسے کچھ سکھایا) اور جس کے بارے میں تورات والے اور انجیل والے اپنی ان کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ (یہ رسولؐ یعنی محمد سلامُ علیہ آئے گا) اور وہ ان باتوں کا حکم دیتا ہے جسے اللہ کی وحی صحیح تسلیم کرتی ہے اور ان باتوں سے روکتا ہے جو اس وحی کی رو سے ناپسندیدہ ہیں۔ اور (اسی وحی کی رو سے وہ زندگی کی) تمام پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے جو خرابیاں پیدا کرنے والی نہیں ہیں اور تمام چیزوں کو جو خرابیاں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں انہیں حرام قرار دیتا ہے۔ اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے (یعنی اس رسولؐ نے انسان پر توا ہم اور خوف کے بوجھ ختم کر دیے) اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے (یعنی ان خودساختہ ضابطوں کو ختم کر دیا جو انسان نے اپنی بے جا رسموں اور بے جا عقیدوں کے ذریعے کہ جن کا ذکر وحی میں نہیں ہے اپنے اوپر مسلط کر رکھے تھے)۔ لہٰذا، جو لوگ (محمدؐ کی رسالت کو اور ان پر جو سچائیاں نازل کی گئی ہیں) انہیں تسلیم کر لیں اور اس کے ساتھ مل کر اس کی قوت

بن جائیں اوراس کی مدد کریں اوراس نور(یعنی وحی کی روشنی کے) پیچھے پیچھے چلتے جائیں کہ جواس پر نازل کی گئی ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو یقینی طور پر کامرانیاں حاصل کرلیں گے۔

ابراہیم سلامُ علیہ اپنی اولاد میں بعثت رسالت کی دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ)(2/129

اوراے ہمارے پروردگار!(ہماری نسلوں میں اطاعت کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے یہاں تک کہ)ان میں سے ایسا رسول اٹھ کھڑا ہو جو تیرے احکام وقوانین کوان کے سامنے(یعنی نوع انساں کے سامنے)پیش کردے۔اورانہیں نازل کردہ ضابطۂ حیات کی تعلیم دےاورانہیں حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنا سکھائے اور اس طرح ان کی (صلاحیتوں) کی نشوونما کردے کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ تُو ہی لامحدود غلبہ رکھنے والا ہےاورحقائق کی باریکیوں کے مطابق اٹل فیصلے کرنے والا ہے۔((2/129

جب اللہ تعالیٰ نے محمد سلامُ علیہ کورسول بنا کر بھیجا تو آپ نے بھی لوگوں کواللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کرہی لوگوں کی اصلاح کی۔جیسا کہ سورۃ البقرہ آیت 151 میں فرمایا۔

کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَوَ یُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ)(2/151

چنانچہ اسی مقصد کے لئے ہم نے تم میں سے ہی(تمہارے پاس)رسول بھیجا ہے جوتمہارے سامنے ہمارے احکام وقوانین پیش کرتا ہےاورتمہاری(صلاحیتوں) کی نشوونما کرتا ہےاور تمہیں نازل کردہ ضابطہءحیات کی تعلیم دیتا ہےاور تمہیں حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اورنادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنا سکھاتا ہے۔غرض یہ کہ وہ تمہیں ایسا کچھ سکھاتا ہے جوتم جانتے نہ تھے۔

((2/151

اللہ تعالیٰ اپنے رسول اس لئے بھیجا کرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر ظالم لوگوں پران کے اعمال

کی وجہ سے عذاب آ جائے تو پھر وہ کہنے لگیں۔۔۔

وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ تُصِیۡبَہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا

فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَ نَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ)(28/47

اور (یہ ہم نے اِس لئے کیا کہ) کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اِن کے اعمال کی وجہ سے اِن پر کوئی مصیبت آئے تو یہ کہیں کہ اے ہمارے رب! اگر تُو نے ہماری طرف بھی کوئی رسول بھیجا ہوتا تو ہم تیرے احکام وقونین کی پیروی کرتے اور ہم بھی اُن میں سے ہوتے جو نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی حالت میں داخل ہو جاتے ہیں (مومینین)"۔ (28/47)

لٰہذا بعثت رسالت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی آیات سے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا ثابت ہوا۔اور رسول کا منکر محض رسول کا منکر ہی نہیں بلکہ دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا منکر ہوتا ہے((2/33 کیونکہ رسول انہیں کہتا ہی کیا ہے سوائے اس کے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کی ہدایت کی کوشش کرتا ہے۔

وَ مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡن

اور رسول کے ذمہ تو صاف صاف (احکام اللہ کا) پہنچا دینا ہے((24/54

گذشتہ اقوام کے پاس جب اُن کے رسول آتے تو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر ان کی اصلاح کی کوشش کرتے اور تکفیر کی صورت میں جب ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ثابت ہو جاتا تو رسول یہ فرماتے ہوئے چل دیتے۔

فَتَوَلّٰی عَنۡہُمۡ وَ قَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَ نَصَحۡتُ لَکُمۡ فَکَیۡفَ اٰسٰی عَلٰی قَوۡمٍ کٰفِرِیۡنَ)(7/93

چنانچہ (شعیبؑ) نے ان سے منہ پھیر لیا اور (اوندھی پڑی ہوئی) اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا! کہ ہر تحقیق گواہی دیا کرے گی کہ میں نے اپنے نشوونما دینے والے کے پیغامات تم تک پہنچا دیے

تھے اور میں نے تمہیں نصیحت بھی کر دی تھی (یعنی میں نے تمہیں بہترین زندگی کی جانب لے جانے کی بہت تگ ودو کی لیکن تم اپنی روش سے باز نہ آئے) اس لئے ایسی قوم کو جس نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو مسترد کر کے سرکشی اختیار کر رکھی تھی (مجھے اس کے برباد ہونے پر) کوئی غم اور افسوس نہیں ہے۔(7/93)

رسول اللہؐ سے فرمایا جا رہا ہے

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ)(5/67

اے رسول! تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے جو کچھ تمہاری جانب نازل کیا گیا ہے (اسے نوعِ انسان کی طرف) پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ فریضہء رسالت کی عدم ادائیگی ہوگی۔ (اور اس سلسلے میں تم مخالفین کی مخالفت کی قطعاً پروا نہ کرو)۔ اللہ انسانوں (کی شرانگیزیوں سے) تمہاری حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ کافروں کی قوم کو وہ راہ نہیں دکھاتا جو اطمینان بھری منزل کو جاتی ہے (کیونکہ انہوں نے انکار وسرکشی کی جو راہ اختیار کی ہوتی ہے اللہ انہیں اُسی کی طرف چلائے رکھتا ہے 4/115)۔(5/67)

رسول اللہؐ بھی یہی فرماتے ہیں کہ میرے ذمے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (احکام کا) اور اس کے پیغاموں کا پہنچا دینا ہے۔

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا)(72/23)

(لہٰذا، میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں کسی قسم کی قوت واختیار رکھتا ہوں، میرا کام) صرف یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو پیغام مجھے ملتا ہے وہ میں تم تک پہنچا دوں۔ (اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ اس کے پیغام میں دیے گئے احکام وقوانین کو تسلیم کرو یا رد کرو، 18/29۔ مگر یہ یاد رکھو کہ) جو شخص بھی اللہ کی نافرمانی کرے گا اور اس کے رسول (کی اطاعت کرنے سے انکار کر دے گا جس نے کہ اس کے پیغام کو عملی شکل دی ہے) تو پھر یقیناً ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ تا ابد ہمیشہ رہیں گے۔

(72/23)

اللہ تعالیٰ اپنے غیب کی خبریں کسی پر ظاہر نہیں کرتا بجز اس رسول کے جسے وہ اس کے لئے پسند فرمائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ جسے رسول بنا کر بھیجتا ہے اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر فرما دیتا ہے تا کہ دیکھے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچائے یا نہیں۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا)(72/26

(صرف وہی) غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو بھی آ گاہی نہیں ہونے دیتا۔ (72/26)

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْم رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُکُ مِنْم بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا)(72/27

سوائے رسولوں میں سے (اس رسول کے) جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لئے) پسند کر لیا ہو۔ پھر یقیناً وہ اس کے آگے اور پیچھے ایسے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔ (72/27)

لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا)(72/28

تا کہ (وہ نگہبان مددگار بھی رہیں اور انہیں) علم ہو جائے کہ حقیقتاً ان (رسولوں) نے اپنے رب کے پیغامات (اپنی ذمہ داری کے مطابق) پہنچا دیے ہیں کیونکہ جو کچھ (بھی انہیں دیا گیا ہوتا ہے اور) ان کے پاس ہوتا ہے اس کا تو اللہ نے احاطہ کیا ہوا ہوتا ہے اور (حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے) ہر شے کو گنتی میں شمار کر رکھا ہوتا ہے (اس لئے وہ رسول جو غیب کی آگاہی کے لئے منتخب ہوتے ہیں وہی اس کی نوعیت جان سکتے ہیں)۔ (72/28)

سورۃ الاعراف کی آیات نمبر (144 میں

قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِکَلَامِیْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُکَ وَ کُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ)(7/144

ارشاد ہوا! کہ اے موسیٰ یہ حقیقت ہے کہ میں نے تمہیں انسانوں پر اپنے پیغامات اور کلام کے ذریعے ممتاز کر کے منتخب کر لیا۔ لہٰذا، میں نے تمہیں جو کچھ عطا کیا ہے (یعنی جو احکام وقوانین عطا کیے

ہیں)انہیں تھام لو اور ان میں شامل ہو جاؤ جو شکر کرنے والے ہیں۔ ((7/144

وَ کَتَبۡنَا لَہٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَۃً وَّ تَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ فَخُذۡھَا بِقُوَّۃٍ وَّ اۡمُرۡ قَوۡمَکَ یَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِھَا سَاُورِیۡکُمۡ دَارَ الۡفٰسِقِیۡنَ)(7/145

اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ کر ہر چیز کے بارے میں آ گاہی عطا کر دی اور ہر شے کی تفصیل بھی فراہم کر دی۔ (اور اس سے کہا کہ ان احکام وقوانین کو) تم مضبوطی سے تھامے رکھو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ ان پر اس طرح عمل کریں کہ زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے کی تگ ودو جاری رکھیں۔ اور میں بہت جلد تمہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ (یعنی انجام) دکھا دوں گا جو نشوونما دینے والے نازل کردہ احکام وقوانین کی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمنانی اور خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کرتے ہیں (الفٰسقین)۔ ((7/145

اور پھر آیت نمبر ((5/44 اس پر گواہ ہے کہ انبیاء علمائے بنی اسرائیل نے اسی کتاب اللہ کی مضبوطی سے تھاما اور انہوں نے اسی کے مطابق لوگوں میں احکامات جاری کیے۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰۃَ فِیۡھَا ھُدًی وَّ نُوۡرٌ یَحۡکُمُ بِھَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ کِتٰبِ اللّٰہِ وَ کَانُوۡا عَلَیۡہِ شُھَدَآءَ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ اخۡشَوۡنِ وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ)(5/44

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور تھا (یعنی تورات زندگی کی ایسی روشن راہ کے لئے رہنمائی دیتی تھی جو انسان کو اطمینان بھری منزل تک لے جانے والی تھی)۔ اور اس کے ذریعے ہمارے انبیاء یہودیوں کو حکم دیتے رہے (اور ان کے فیصلے کرتے رہے) کیونکہ وہ (یعنی انبیاء) اللہ کے فرماں بردار تھے۔ اور ان کے علماء اور رب والے (یعنی رب کا ذکر کرتے رہنے والے بھی اُسی تورات کے مطابق حکم دیتے اور فیصلے کیا کرتے تھے) کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے۔ (اس لئے ان یہودیوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ تمام معاملات کے فیصلے اُنہی احکام کے مطابق کرو) اور تم، لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میرے احکام وقوانین کو

ذرا ذرا سے معاوضے لے کر بیچنا چھوڑ دو (یعنی قیمت لے کر مفادات کے مطابق فیصلے کے لئے تورات کی آیات کو ذریعہ نہ بناؤ)۔اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں (5/44)

لہٰذا ثابت ہوا کہ کتاب اللہ ہی اصل رسالات ربی ہوتی ہے جس کے لئے رسولوں کو منتخب کیا جاتا ہے اور جن کا امت تک پہنچا دینا نبی سلامٌ علیہ کا فرض ہوتا ہے رسول اللہؐ نے بھی اپنی امت کو اپنے رب کی رسالات پہنچا دینے کا حق ادا کر دیا اور فرمایا:۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَھِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَ کُمْ بِہٖ وَ مَنْم بَلَغَ اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی قُلْ لَّآ اَشْھَدُ قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ)(6/19

(اے رسولؐ! ان سے) کہو کہ! شہادت دینے میں سب سے بڑھ کر کون ہے؟ (اور پھر ان کو آگاہی دیتے ہوئے) بتلاؤ کہ! میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے، تا کہ اس کے ذریعے تمہیں اور ہر اس شخص کو جس تک (یہ ضابطہء حیات) پہنچے، ان خوفناک نتائج سے آگاہ کر دوں (جو اس کے احکام وقوانین کو اختیار نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوں گے)۔(لہٰذا، اب بتلاؤ کہ) کیا تم واقعی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرے بھی ہیں جن کی پرستش و اطاعت کی جائے؟ (اے رسولؐ) کہہ دو! کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا۔اور یہ بھی کہہ دو کہ پرستش واطاعت کے لئے صرف وہی ایک اللہ ہے اور میں اُن سب کو مسترد کرتا ہوں جنہیں تم اللہ کے اختیار میں شریک کرتے ہو۔(6/19)

وَ ھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ)(6/155

اور (اب) یہ کتاب (یعنی قرآن) برکت والی کتاب ہے یعنی یہ ثبات واستحکام عطا کرنے والی کتاب ہے اور اِسے ہم نے نازل کیا ہے۔لہٰذا، تم اس کی پیروی کیا کرو اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹے رہو تا کہ قدم بہ قدم تمہاری مدد و رہنمائی کرتے ہوئے تمہیں تمہارے کمال تک لے جایا جائے۔(6/155)

قرآن مجید نے تو اس بات کی گواہی دے دی کہ محمد سلامُ' علیہ نے وہ تمام ماانزل اللہ پیغامات لوگوں تک پہنچا دیئے جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے لوگوں کی نصیحت کی غرض سے نازل ہوئے تھے۔

سورۃ الاعراف اور سورۃ یونس کی مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجئے۔

وَ اِذَا لَمۡ تَاۡتِهِمۡ بِاٰيَةٍ قَالُوۡا لَوۡ لَا اجۡتَبَيۡتَهَا قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ مِنۡ رَّبِّىۡ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ (7/203)

اور (یہ لوگ مفاہمت کے لئے رسولؐ سے قرآن میں اپنی پسند کی آیات نازل کروانے کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن، اے رسولؐ) جب تم انہیں (ان کی پسند کی آیت) لا کے نہیں دیتے تو یہ کہتے ہیں! کہ (اگر تمہارا اللہ ایسی آیت دینے پہ راضی نہیں ہوتا) تو تم اپنی طرف سے ایسی آیت کیوں نہیں وضع کر لیتے؟ ان سے کہو! (کہ میں کوئی آیت اپنی طرف سے نہیں بنا سکتا) میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے میرے پروردگار کی طرف سے ملتی ہے۔ (اور یہ آیات تو) تمہارے پروردگار کی جانب سے بصیرتیں عطا کرنے والی ہیں۔ اور وہ قوم جو اِن آیات کو یعنی ان نازل کردہ سچائیوں و احکام وقوانین کو تسلیم کر لیتی ہے تو یہ اسے درست و روشن راہ دکھاتی ہیں اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والی ہیں۔ (7/203)

وَ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَيۡرِ هٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ قُلۡ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِىۡ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّىۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ (10/15)

اور جب ان کے سامنے ہمارے واضح دلائل اور احکام وقوانین پیش کیے جاتے ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے تو وہ کہتے ہیں! کہ یا تو اس قرآن کے علاوہ کچھ اور لے کر آؤ یا پھر اس میں ردو بدل کر دو۔ (اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ میں اس میں ردو بدل کروں۔ میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے کیونکہ میں اس بات سے خوف زدہ ہوں کہ اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس عظیم دن کے عذاب (کی گرفت میں

آجاؤں گا جب اعمال کی جوابدہی ہوگی)۔((10/15

ان آیات سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

1۔قرآن مجید کا ماانزل اللہ دین ہونا ثابت ہوا۔کفار بھی قرآن مجید کے ہی ماانزل اللہ دین ہونے کے قائل تھے اسے لئے وہ رسول اللہؐ سے غیر قرآن لانے یا اس قرآن کو بدلنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔اور جب آیات نازل نہ ہوتیں تو کفار آیات خود بنا لینے کی طنز کرتے ہیں۔

2۔کفار کی طرف سے غیر قرآن لانے یا اسے بدلنے کے مطالبے پر رسول اللہؐ اپنی طرف سے بریت کا اظہار کرتے ہیں کہ میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا میں تو خود اُنہی احکام کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف مجھ پر وحی ہوتے ہیں۔

3۔قرآن مجید کو بدلنا اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کے مترادف ہے جس کا ٹھکانا دوزخ ہے((10/15

4۔رسول اللہؐ کو حرام حلال ٹھہرانے کا اختیار نہیں ہے آپ خود ماانزل اللہ احکام کی پیروی کرتے ہیں اور ان احکام کی خلاف ورزی سے خائف ہیں۔

5۔ رسول اللہؐ قرآن مجید کو بدلنے کے مجاز نہیں۔

6۔رسول اللہؐ کا اپنی رسالت (رسالات ربی۔قرآن مجید) کا پیرو کار ہونا ثابت ہوا۔

7۔ رسول اللہؐ قرآن مجید کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

8۔رسول اللہؐ احکام قرآن کو منسوخ نہیں کرسکتے اور نہ بدل سکتے ہیں۔

9۔رسولؐ کی ذات کا تنزیل کے ساتھ کوئی عمل دخل نہیں ہوتا جو بذریعہ وحی حکم ہوتا ہے آپ اسی کی پیروی کرتے ہیں اور آپ پر نازل ہونے والی وحی کا نام قرآن ہے جس کے ہم وارث ٹھہرے اور اسی کی اتباع کا ہمیں حکم ہوا۔

10۔احکام کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان فرق نہیں کیا جاسکتا ((4/150۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا)(4/150

یہ بھی حقیقت ہے کہ جولوگ (ان بنیادی سچائیوں کو یعنی) اللہ اوراس کے رسولوں کوتسلیم کرنے سے انکار کردیتے ہیں اور اللہ اوراس کے رسولوں کے درمیان (یوں) فرق پیدا کرنا چاہتے ہیں (کہ کائنات تو اللہ کے قوانین کے تحت چل رہی ہے مگر اُن قوانین کا انسانوں سے تعلق نہیں جو رسولوں کے ذریعے بھیجے گئے ہیں) اور (انسانوں میں ایسے بھی ہیں) جو یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں (کہ وہ اللہ کی ہی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ مگر) بعض دوسروں کو ہم تسلیم نہیں کرتے (کہ وہ بھی رسول تھے)۔ چنانچہ (وہ اس طرح اقرار اور انکار) کے درمیان کی راہ اختیار کرنے کا ارادہ کرتے رہتے ہیں ((4/150

رسول بحیثیت ایک رسول کے جو بھی فرماتا ہے وہ فرمان باری تعالیٰ ہوتا ہے جس کی آپ خود بھی پیروی کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اسی کی اتباع کا حکم دیتے ہیں۔ ((6/155

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ)(6/155

اور (اب) یہ کتاب (یعنی قرآن) برکت والی کتاب ہے یعنی یہ ثبات واستحکام عطا کرنے والی کتاب ہے اور اِسے ہم نے نازل کیا ہے۔ لہٰذا، تم اس کی پیروی کیا کرو اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹے رہو تا کہ قدم بہ قدم تمہاری مدد و رہنمائی کرتے ہوئے تمہیں تمہارے کمال تک لے جایا جائے۔ ((6/155

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

پس فیصلہ کرو ان کے درمیان ماانزل اللہ کے مطابق

مشابہت رسالت

محمد سلامُ علیہ ویسے ہی رسول ہیں جیسے موسیٰ سلامُ علیہ رسول تھے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا)(73/15

(لہٰذا، اے نوعِ انسان) کسی کو کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہنا چاہیے کہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول (محمدؐ کو) بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے (کہ تم درست راستہ اختیار کرتے ہو یا غلط راہ پر چلتے

رہتے ہو۔اور یہ مقصد کسی رسول کے لئے نیا نہیں بلکہ یہ ایسے ہی ہے) جیسے ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔(73/15)

محمد سلامُ علیہ ویسے ہی رسول ہیں جیسے پہلے رسول گذر چکے۔

عیسیٰ سلامُ علیہ کے بارے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ)(5/75)

(یاد رکھو کہ) مسیح ابنِ مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ بس ایک رسول تھا۔اور یہ حقیقت ہے کہ اُس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گذر چکے تھے۔اُس کی ماں ایک راستباز سچی خاتون تھی۔اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے (مسیح کے اللہ ہونے کے خلاف یہی دلیل کافی ہے)۔غور کرو کہ ہم کس طرح احکام وقوانین کو وضاحت سے بیان کرتے جا رہے ہیں اور یہ کس طرح (اپنے انہی باطل عقائد کی طرف) پھرے جا رہے ہیں۔(5/75)

رسول اللہ سلامُ علیہ کے بارے فرمایا

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ)(3/144)

اور (موت کے سلسلے میں ایک اور اصول یاد رکھو کہ زندگی اور موت اور اس کی قوت کا راز نازل کردہ نظامِ حیات کے استحکام میں ہے نہ کہ اس رسولؐ کے زندہ رہنے میں جس پر یہ نازل ہوا۔ چنانچہ) محمد تو صرف اللہ کے رسول ہیں۔اور یہ حقیقت ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں۔ لٰہذا (اے اہلِ ایمان) اگر (تمہارا رسولؐ) وفات پا جائے یا شہید کر دیا جائے (تو کیا تم) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔اور (یاد رکھو کہ) جو کوئی اپنے الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا۔ اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) وہ وقت دُور نہیں جب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ عطا کرے گا۔(3/144)

ان آیات سے ثابت ہوا جس طرح عیسیٰ سلامُ علیہ ویسے ہی رسول ہیں جیسے پہلے رسول گذر چکے۔بعینہ اسی طرح رسول اللہ بھی پہلے رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں۔

محمد سلامٌ علیہ کوئی نئے رسول نہیں ہیں۔

قرآن مجید کی آیت ہے((46/9 میں

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ)(46/9

(اے رسولؐ) ان سے کہہ دو کہ میں رسولوں میں سے کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔(اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوتا ہے وہ میرے علم کی وجہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ) میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ خود میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔(لہٰذا، جو میں کہتا ہوں یہ وہی ہے جس کا مجھے وحی کی بناء پر پتا چلتا ہے۔ اسی لئے) میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور (اسی وجہ سے، اے نوعِ انسان!) میرا مقصد سوائے اس کے کہ تمہیں غلط روش کے تباہ کن نتائج سے صاف صاف آگاہ کر دوں اور کوئی نہیں ہے((46/9

رسول اللہؐ کی طرف آنے والی وحی ویسی ہی وحی تھی جیسی پہلے رسولوں کی طرف وحی آیا کرتی تھی

قرآن مجید کی آیت ہے((4/163

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا)(4/163

(اے محمدؐ) یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تمہاری طرف وحی کی ہے جیسے ہم نے نوح کی طرف اور اس کے بعد (دوسرے) نبیوں کی طرف وحی کی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل اور اسحاق و یعقوب اور (ان کی) اولاد (میں سے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے ان کی طرف وحی کی)۔ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی تھی۔((4/163

لہٰذا ما انزل اللہ دین ہونے کے اعتبار سے جب پہلے رسولوں کے ما انزل اللہ دین میں وحی خفی یا جلی کو کوئی معاملہ نہیں تھا صرف کتاب اللہ کی وحی کو ہی ما انزل اللہ دین قرار دیا جاتا تھا تو ہمارے رسولؐ کے لائے ہوئے دین میں بھی ایسا نہیں ہو سکتا لہٰذا ما انزل اللہ دین کتاب اللہ ہی ٹھہرے گی۔

محمد سلامٌ علیہ ویسے ہی ہادی ہیں جیسے پہلے امتوں میں ہدایت کرنے والے رسول آیا کرتے تھے۔

قرآن مجید کی آیت ہے((13/7

وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ)(13/7

اور وہ لوگ جنھوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے، وہ کہتے ہیں! کہ اس (رسولؐ) پر اس کے پروردگار کی جانب سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل کی گئی۔ (حالانکہ انہیں علم ہونا چاہیے کہ، اے رسولؐ!) تم صرف انہیں یہ آگاہی دینے والے ہو کہ نازل کردہ احکام وقوانین کی خلاف ورزیوں کے نتائج خوف ناک نکلتے ہیں۔ اور (یہ آگاہی صرف ان کے لئے ہی نہیں بلکہ) تم ہر قوم کے لئے ہدایت دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔((13/7 پہلے رسول اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کی اصلاح کیا کرتے تھے ((10/71

وَ اتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَ شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّۃً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ)(10/71

اور (نازل کردہ صداقتوں سے انکار کرنے والے گذری ہوئی قوموں کی حالت پر غور کریں۔

اور اس سلسلے میں، اے رسولؐ) انہیں قومِ نوح کی داستان سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا! کہ اگر میرا یہاں ٹھہرنا اور تمھیں اللہ کے احکام وقوانین سے آگاہ کرنا دشوار گزرتا ہے (تو گزرتا رہے۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کیونکہ) میں نے صرف اللہ پر مکمل بھروسہ کر رکھا ہے۔ لہٰذا، تم اکھٹے ہو کر (میرے خلاف جو) معاملہ کرنا ہے کر لو اور اپنے حمائیتیوں کو بھی بلا لو اور اسے اچھی طرح دیکھ بھال لو (کہ میری مخالفت کا کوئی) پہلو رہ نہ جائے، پھر میرے ساتھ جو کرنا ہے کر گذرو اور مجھے قطعاً مہلت نہ دو۔ (مگر یاد رکھو! کہ تم کامیاب ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ میں نے مکمل طور پر اللہ پر بھروسہ کر رکھا ہے)۔((10/71

اور رسول اللہ کا بھی یہی طریقہ کار رہا(2/151)

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (2/151)

چنانچہ اسی مقصد کے لئے ہم نے تم میں سے ہی (تمہارے پاس) رسول بھیجا ہے جو تمہارے سامنے ہمارے احکام و قوانین پیش کرتا ہے اور تمہاری (صلاحیتوں) کی نشوونما کرتا ہے اور تمہیں نازل کردہ ضابطہء حیات کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنا سکھاتا ہے۔ غرض یہ کہ وہ تمہیں ایسا کچھ سکھاتا ہے جو تم جانتے نہ تھے۔ (2/51)

(نوٹ: ماخوذ ماہنامہ بلاغ القرآن، جولائی 2010 از اعجاز رسول)

★

اعلان نبوت سے پہلے صادق اور امین سے ملقب ہونے والے اور انتہائی پاکیزہ اور توازن بھری شخصیت کے مالک

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَ لَآ اَدْرٰکُمْ بِہٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ)(10/16)

(اور ان سے یہ بھی) کہہ دو! کہ اگر یہ اللہ کی مرضی نہ ہوتی تو میں یہ (قرآن) تمہارے سامنے پیش ہی نہ کرتا اور نہ ہی وہ اس کے متعلق تمہیں خبر ہونے دیتا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ میں اس (قرآن کے نازل ہونے) سے پہلے تمہارے درمیان اک عمر گذار چکا ہوں۔مگر پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے (کہ تمہارے سامنے میری ساری زندگی کس بات کی شہادت دیتی ہے جھوٹا ہونے کی یا سچا ہونے کی؟ لہٰذا، فیصلہ بھی تم اسی شہادت کی بنیاد پر کرو)۔((10/16

جناب سیدنا محمد سلامٌ علیہ کے قرآنی قوانین کے پرچار کرنے کے ساتھ ہی مخالفین نے آپ کے خلاف بڑی ہی شدومد سے پراپیگنڈہ شروع کر دیا۔ایک تو یہ کہا کرتے تھے۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ((41/26

اور کافر یعنی وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں سے انکار کر رکھا ہے (وہ اپنے ساتھیوں سے) کہتے ہیں! کہ تم اِس قرآن کو مت سنا کرو(اس سے تمہارے عقائد خراب ہو جائیں گے۔ بلکہ جہاں دیکھو کہ کوئی شخص قرآن کی بات پیش کرتا ہے) تو وہاں اس میں شور مچا دو۔اس طرح ہوسکتا ہے کہ تم (ان لوگوں پر) غالب آسکو۔((41/26

اس آیت کے مطابق ''مسلمانوں پر غلبہ پانے کے لئے'' کفار کی سٹرٹیجی یہ تھی کہ قرآن کو نہ خود سنا جائے اور اگر کوئی سننے لگے تو ایسی حرکات (شوروغل) کی جائیں کوئی دوسرا بھی نہ سن سکے۔کیوں؟

کیونکہ سننے والے عربی تھے اور قرآن کی زبان واضح عربی ہی ہے لہٰذا وہ لوگ قرآنی حقائق کو سمجھ جاتے اور اس طرح سے مسلمان ہوجاتے۔

لہٰذا سرداران قریش چاہتے ہی نہیں تھے کہ کوئی قرآن سمجھے۔نہایت ہی قابل غور بات ہے کہ کون نہیں چاہتے تھے کہ قرآن سمجھا جائے؟ ہم بھی قرآن کو نہ سمجھ کر کن کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں؟

ساحر ہے

فَقَالَ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَر ((74/24

یہ کہہ کر وہ چل دیا کہ یہ سوائے جادو کے اور کچھ نہیں ہے۔(اس لئے یہ غلط ہے کہ یہ وحی ہے اوراللہ کے فیصلے ہیں۔ یہ وہی جادو ہے) جسے پہلے والوں سے نقل کیا گیا ہے۔((74/24

سابقہ انبیاء کو بھی ان کی اقوام نے لائے گئے پیغامات کے متعلق یہی کہا کہ جھوٹ ہے جادو ہے وغیرہ

کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ)(51/53

(لیکن بظاہر یوں نظر آتا ہے، اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ) کیا ان لوگوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی ہوگی (کہ تم رسولوں کی مخالفت میں ایسے ہی بُرے روّیے اختیار کرتے رہنا؟ نہیں ایسا نہیں ہے) بلکہ (سچائیوں کا انکار کرنے والوں اور مفادات کی پرورش کرنے والوں کی ذہنیت ایک جیسی ہوتی ہے۔ اس لئے) یہ سب لوگ (ملتے جلتے طریقوں میں ایک ہی جیسے) سرکش و باغی تھے۔((51/53

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَ ھُمْ ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ)(46/7

اور جب ان کے سامنے ہماری آیات واضح دلائل کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں جبکہ وہ (قرآن کی صورت میں) ان کے پاس آچکی ہیں تو جو سچائیوں سے انکار کرنے والے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں! کہ یہ تو کُھلا کُھلا جادو ہے۔((46/7

مجنون ہے

وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوْٓا اٰلِھَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ((37/36

اور وہ کہا کرتے تھے! کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک مجنون شاعر کی خاطر چھوڑ دیں؟ ((37/36

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْہُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ((44/14

لیکن انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے! کہ (کوئی نہ کوئی) اسے سکھا جاتا ہے (اور پھر یہ انہیں اللہ کی وحی کہہ کر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ) یہ دیوانہ ہے (اس کی باتیں مت سنو)۔ (44/14)

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ (68/51)

(یہ ہے یاددہانی کے لئے یونسؑ کی سرگذشت۔ اس لئے مخالفین کی باتوں کی پرواکیے بغیر اپنے مقصد کی تکمیل میں ڈٹے رہو، 68/48)۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں جب (قرآن کی اس) آگاہی کو سنتے ہیں تو (اے رسولؐ) تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ گویا تمہارے قدم اکھاڑ دیں گے۔ (اور اس کلام کو سن کر) وہ کہہ دیتے ہیں کہ بلاشبہ یہ دیوانہ ہے۔ (68/51)

جادوزدہ

وہ جو رحمت الاعالمین تھے دشمن انہیں مسحور یعنی جادو زدہ بھی کہا کرتے تھے تاکہ اپنے پروپیگنڈہ کے زور پر اُن پر نازل ہونے والے پیغام کو مشکوک کردیا جائے۔ کس خوبصورت طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِہٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْکَ وَاِذْ ھُمْ نَجْوٰٓی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (17/47)

(اور اے رسولؐ! جب یہ مخالفین تمہاری مجلسوں میں آکر بیٹھتے ہیں اور بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو بڑے غور سے سن رہے ہیں، مگر) ہمیں علم ہے کہ جب وہ کان لگا کر تمہاری بات سنتے ہیں تو وہ اس کو کس غرض سے سنتے ہیں اور جب وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں تو یہ ظالم لوگ کیا کہتے ہیں؟ (یہ کہتے ہیں! کہ) تم ایک سحر زدہ آدمی ہو جس کی تم لوگ پیروی کرر ہے ہو۔ (17/47)

اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا (17/48)

(اے رسولؐ) دیکھو! یہ لوگ تمہارے بارے میں کس قسم کی مثالوں کے ذریعے باتیں کرتے

ہیں۔دراصل ان سے درست راہ ہی گم ہو چکی ہے اور (اب وہ اس طرح بھٹک رہے ہیں کہ) انہیں کوئی راہ ہی نہیں مل رہی۔((17/48

اَوْ يُلْقٰى اِلَيْهِ كَنزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا)(25/8

(چلو یہ نہ سہی، مگر) یا تو اس کی طرف کوئی خزانہ اتارا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان سے) روزی حاصل کر لیتا اور یہ ظالم (اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ) کہتے ہیں کہ تم ایسے شخص کی پیروی کیوں کرتے ہو جس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے۔((25/8

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا((25/9

(اے رسولؐ) تم دیکھتے جاؤ کہ یہ تمہارے متعلق کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں۔(لیکن اس سے تمہارا کیا بگڑتا ہے) یہ خود ہی زندگی کے صحیح راستے سے بھٹک گئے ہیں۔لہٰذا (اس طرح وہ سچائیوں کو جان لینے کی مسرتوں کا) کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔((25/9

جادو کے متعلق اگر کہیں بات ہو رہی ہو تو لوگ۔جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ جادو ''برحق'' ہے کیونکہ یہ نبی پر بھی ہو گیا تھا (نعوذ باللہ)

اور یہ سب اُس شان نزول کی وجہ سے ہے جو ہماری تفاسیر و روایات کی کتابوں میں آخری دو سورتوں ''سورہ فلق'' اور ''سورہ والناس'' کی دی گئیں ہیں۔

محولہ آیات پر تدبر کریں اور سوچیں کہ نبی سلامُ علیہ کو جادو زدہ کون کہا کرتے تھے؟ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق کیا فرمایا ہے؟۔

شاعر ہے

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍم بَلِ افْتَرٰهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ(21/5)

بلکہ وہ (یعنی مخالفین) یہ کہتے ہیں کہ (یہ تو محمد کے اپنے ہی) پریشان خواب ہیں (جو اسے وحی

بن کردکھائی دیتے ہیں۔ یہ کچھ اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور کہتے ہیں! نہیں بلکہ یہ) باتیں تو (اس شخص نے) خود گھڑ لی ہیں اور اللہ سے منسوب کردی ہیں۔ (اور بعض کہتے ہیں، نہیں) بلکہ یہ تو ایک شاعر ہے (جو اپنے وجدان کو اللہ کی وحی سمجھتا ہے)۔ اور اگر یہ (واقعیٔ اللہ کا رسول ہے تو جس طرح ہم سنتے ہیں کہ) پہلے رسولوں کو (معجزات دیے گئے تھے) تو یہ بھی اسی طرح ہمارے پاس کوئی معجزہ لے آئے۔ (21/5)

مفتر

مخالفین کا یہ بھی ایک رویہ تھا کہ جو وحی یہ پیش کر رہا ہے یہ اس نے خود ہی گھڑی ہے یہ اللہ کی طرف سے نہیں۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ قُلۡ اِنِ افۡتَرَیۡتُهٗ فَلَا تَمۡلِكُوۡنَ لِیۡ مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا هُوَ اَعۡلَمُ بِمَا تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡهِ كَفٰى بِهٖ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَكُمۡ وَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ((46/8

بلکہ وہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں! کہ اس (قرآن کو رسولؐ نے) خود ہی گھڑ لیا ہے (اور اللہ سے منسوب کردیا ہے)۔ ان سے کہو! کہ اگر میں نے اسے خود ہی بنا لیا ہے تو تم میں میرے لئے کچھ بھی طاقت نہیں کہ مجھے اللہ سے بچا سکو۔ (مگر یاد رکھو کہ) اس (قرآن) کے متعلق تم جو باتیں بناتے ہو تو اُن کا اُسے پورا پورا علم ہے۔ اور میرے اور تمہارے درمیان وہ ان (حقائق) کی گواہی دینے کے لئے کافی ہے۔ (یاد رکھو کہ) وہ تباہیوں سے محفوظ کر کے ہر اس کو اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے جو اس کی حفاظت میں آنا چاہتا ہے (الغفور) اور وہی سنورنے والوں کی بتدریج مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔ ((46/8

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ بَلۡ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ((52/33

(اور قرآن کی اس قدر شفاف اور ناقابلِ انکار آگاہی کو بجائے تسلیم کر لینے کے) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے یعنی رسول نے اسے یعنی قرآن کو خود سے گھڑ لیا ہے؟ (اور اسے اللہ سے منسوب دیا ہے)۔ لیکن اصل یہ ہے کہ (ان کا جی ہی نہیں چاہتا کہ اپنے مفادات اور تکبر) کو چھوڑ کر نازل کردہ

سچائیوں اوراحکام وقوانین کوتسلیم کر کے اطمینان و بےخوفی کی راہ اختیار کرلیں۔((52/33

اِنۡ ھٰذَآ اِلَّا قَوۡلُ الۡبَشَرِ (74/25)

لٰہذا، یہ صرف ایک انسانی کلام ہے(جسے خود وضع کر کے اللہ کی وحی کہہ کر پیش کر دیا گیا ہے)۔((74/25

اللہ تعالٰی نے انسانوں کو ہر طریقہ سے بات سمجھائی جیسے کہ مندرجہ ذیل آیات سے واضع ہے۔

وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤی اَکۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوۡرًا)(17/89

اوراگرتم تحقیق کروتو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لئے (مختلف معاملات وحقائق کو) ہر طرح کی مثال سے بار بار بیان کیا ہے لیکن اس کے باوجود اکثر انسان اسے قبول نہ کر کے اس کی ناشکری کرتے رہتے ہیں۔((17/89

وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِیَذَّکَّرُوۡا وَ مَا یَزِیۡدُھُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا)(17/41

اوراگرتم تحقیق کروتو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے اس قرآن میں (حقائق) کوطرح طرح سے واضع کیا ہے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل کریں۔لیکن (صداقتوں کاانکارکرتے رہنے والوں کا عالم یہ ہے کہ) اس سے ان کی نفرت (میں بجائے کمی آنے کے اس میں) اوراضافہ ہوجاتا ہے۔((17/41

وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ وَ کَانَ الۡاِنۡسَانُ اَکۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا)(18/54

اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لئے ہر طرح کی مثال کولوٹا لوٹا کر بیان کیا ہے(تا کہ بات ہر گوشے اور ہر پہلو سے صاف اور واضع ہوجائے۔لیکن اس کے باوجود حالت یہ ہے کہ) انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے(اور کوئی نہ کوئی دلیل انکار اور اختلاف کی نکالتا رہتا ہے)۔((18/54

وَ کَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّ صَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِکْرًا (20/113)

اور (یہ ہے وہ آگاہی) جس کے لئے ہم نے اس قرآن کو اس قدر واضع اور شفاف انداز میں نازل کیا ہے اور اس میں مختلف انداز سے زندگی کی غلط راہ پر چلنے کے نتائج اور انجام کو بیان کر دیا ہے (الوعید) تا کہ لوگ غلط راہ سے بچ جائیں (یتقون) یا اس کی تعلیم و آگاہی (ذکر) ان میں (سمجھنے سوچنے کی صلاحیتیں) پیدا کر دے۔ (20/113)

افتر کا الزام ہی لے لیجئے ایک طریقہ تو اُوپر بیان کر دیا گیا ہے دوسرا ایک آیت ملاحظ کیجئے

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (53/3)

(وہ تمہیں جو جو آگاہی دے رہا ہے اس کے لئے) وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا ہے۔ (53/3)

اب اس آیت کی تفسیر قرآن سے ہی ملاحظ کریں اور اسے تیسرا طریقہ سمجھیں

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (2/189)

(اے رسولؐ) لوگ تم سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کون سے مبارک ہیں اور کون سے منحوس ہیں)۔ ان سے کہو! (کہ ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان سے) انسانوں کے لئے اوقات کا تعین ہو جاتا ہے (جیسے کہ) حج' (اور اس سلسلے میں انہیں یہ بھی آگاہی رہنی چاہیے کہ کسی توہم پرستی کی بنیاد پر) اپنے گھروں میں ان کی پشت کی طرف داخل ہونا نیکی نہیں ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ خود پر اس قدر اختیار حاصل کر لو کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین سے چمٹے رہو۔ لہٰذا' تم اپنے گھروں میں ان کے دروازوں کے ذریعے داخل ہُوا کرو۔ اور اللہ کے احکام سے ہم آہنگ رہو تا کہ تمہاری کوششیں یقینی کامیابیوں اور کامرانیوں تک پہنچ سکیں (فلاح)۔ (2/189)

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَاتَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ)(2/215

(لہٰذا' صراطِ مستقیم کے وہ مرحلے جن سے گزر کر ابدی مسرتوں سے لبریز جنتیں میسر آتی ہیں' ان میں اہم مرحلہ مالی ایثار کا بھی ہے۔ کیونکہ اے رسولؐ! تمہارے ساتھی) تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں۔ تم بتلا دو کہ جس قدر مال و دولت (تمہارے پاس ہے اسے) کھلا رکھو اس طرح کہ ماں باپ کے لئے، قریبی رشتہ داروں کے لئے اور یتیموں یعنی بے یار و مددگاروں کے لئے اور ان کے لئے جن کے روزی کے ذرائع ساکن ہو گئے ہوں اور مسافروں کے لئے (جو مسافری کی وجہ سے کسی مشکل و مصیبت میں ہوں) اور تم کسی کے لئے جو بھی خوشگواری و آسانی پیدا کرتے ہو (خیر) تو یقیناً اللہ کو اس کے بارے میں مکمل علم ہوتا ہے۔ ((2/215

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ قُلْ قِتَالٌ فِیْہِ کَبِیْرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ کُفْرٌم بِہٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَھْلِہٖ مِنْہُ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ وَ الْفِتْنَۃُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَ لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَ ھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ)(2/217

(اے رسولؐ) لوگ تم سے حرمت والے مہینے میں جنگ کے حکم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ (اس میں جنگ کرنی چاہیے یا نہیں)۔ تم انہیں بتلا دو کہ اس میں جنگ بڑا گناہ ہے۔ (مگر دوسری طرف اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھو کہ) اللہ کی راہ سے روکنا (یعنی نازل کردہ احکام و قوانین کو اپنانے سے روکنا) اور ان سے انکار و سرکشی کرنا اور مسجدِ حرام یعنی خانہ کعبہ سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا' اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اور یہ فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور (یہ مخالفین) تو تم سے ہمیشہ جنگ جاری رکھیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر انہیں اتنی طاقت حاصل ہو جائے۔ اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے اور پھر وہ کافر ہی مرے تو ایسے لوگوں کے دنیا اور آخرت میں اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اور یہی لوگ جہنم والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں

گے۔((2/217

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَ الۡمَیۡسِرِ قُلۡ فِیۡہِمَاۤ اِثۡمٌ کَبِیۡرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثۡمُہُمَاۤ اَکۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِہِمَا وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ قُلِ الۡعَفۡوَ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَتَفَکَّرُوۡنَ)(2/219

(صراطِ مستقیم کے مراحل میں اگلا مرحلہ ان چیزوں سے بچنے کا ہے جو ان کی جدوجہد کے راستے میں حائل ہوسکتی ہیں' ان میں کچھ ایسی ہیں جن کے بارے میں لوگ آگاہی چاہتے ہیں) اور سوال کرتے ہیں کہ الخمر یعنی وہ اشیاء جن کا مقصد عقل وجذبات واحساسات کو ڈھانپ لینا ہوتا ہے اور المیسر یعنی جُوا کے بارے میں (کیا حکم ہے)۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے مگر انسانوں کے لئے ان دونوں میں فائدے بھی ہیں۔ (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) ان کا گناہ ان کے فائدوں سے بڑھ کر ہے اور (یہ لوگ) پوچھتے ہیں! کہ ہم اللہ کے احکام کے مطابق کتنا خرچ کریں؟ آپ ان سے کہہ دیں کہ جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے۔ اللہ اسی طرح تمہارے لئے اپنے احکام وقوانین شفاف طور پر بیان کر دیتا ہے تا کہ تم دنیا (کے معاملات) اور آخرت (کی جوابدہی) کے لئے غوروفکر کرسکو۔((2/219

فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡیَتٰمٰی قُلۡ اِصۡلَاحٌ لَّہُمۡ خَیۡرٌ وَ اِنۡ تُخَالِطُوۡہُمۡ فَاِخۡوَانُکُمۡ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ الۡمُفۡسِدَ مِنَ الۡمُصۡلِحِ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَاَعۡنَتَکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ)(2/220

اور دنیا وآخرت میں (معاملات کے ذریعے سرفرازی حاصل کرنے کے لئے اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اے رسولؐ! اہلِ ایمان) تم سے پوچھتے ہیں! کہ یتیموں (یعنی بے یارومددگار لوگوں کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کیا جائے)۔ انہیں بتلا دو کہ ان کے (معاملات) کو سنوارنا بہتر ہے۔ اور اگر انہیں (کاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو (یاد رکھو کہ) وہ بھی تمہارے بھائی ہیں (اس لئے اگر ایسا ہو تو بہت بہتر ہے)۔ مگر جو زندگی کا حسن وتوازن بگاڑ کر امن واطمینان تباہ کرنے والے ہیں اور وہ جو سنورنے کی تگ ودو کرنے والے ہیں (ان دونوں کے بارے میں) اللہ کو پورا پورا علم ہے (یعنی جو کسی

پر مصیبت و مشقت کے حالات طاری ہوتے ہیں تو وہ اللہ تم پر بھی ڈال سکتا ہے' لٰہذا اس حقیقت کو سامنے رکھ کر یتیموں کے ساتھ سلوک کرو)۔ کیونکہ یہ تو حقیقت ہے کہ اللہ لامحدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔(2/220)

وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡمَحِیۡضِ قُلۡ ھُوَ اَذًی فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الۡمَحِیۡضِ وَ لَا تَقۡرَبُوۡھُنَّ حَتّٰی یَطۡھُرۡنَ فَاِذَا تَطَھَّرۡنَ فَاۡتُوۡھُنَّ مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ)(2/222

(نکاح کے بعد میاں بیوی کی قربت کا سوال آتا ہے اسی لئے یہ لوگ اے رسولؐ!) آپ سے پوچھتے ہیں! کہ حیض کے بارے میں کیا حکم ہے تو انہیں آگاہی دو کہ یہ عورتوں کے لئے اذیت ناک ناپاکی ہے۔ لٰہذا حیض کے دوران بیویوں کے ساتھ قربت اختیار نہ کرو' یہ اس وقت اختیار کرو جب وہ مکمل طور پر پاک ہوجائیں۔ پھر جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کے پاس آؤ' جس راستے سے اللہ نے تمہیں اجازت دے رکھی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو توبہ کرنے والے ہیں یعنی جو درست راہ کی طرف پلٹ آتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو پاک و صاف رہنے والے ہیں۔(2/222)

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمۡ قُلۡ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَ مَا عَلَّمۡتُمۡ مِّنَ الۡجَوَارِحِ مُکَلِّبِیۡنَ تُعَلِّمُوۡنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوۡا مِمَّآ اَمۡسَکۡنَ عَلَیۡکُمۡ وَ اذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہِ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ)(5/4

(حرام چیزوں کے لئے رہنمائی دی گئی ہے۔ لیکن اے محمدؐ! یہ) لوگ تم سے سوال کرتے ہیں۔ کہ ان کے لئے کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ ان سے کہو کہ! سب صاف ستھری چیزیں جو خرابیاں پیدا کرنے والی نہ ہوں وہ حلال ہیں۔ اور وہ شکاری جانور جنہیں تم شکار پر دوڑاتے ہوئے یوں سدھار لیا ہو کہ تم انہیں (شکار کے وہ طریقے) سکھاتے ہو جو تمہیں اللہ نے سکھائے ہیں، تو تم اس (شکار) میں سے کھاؤ جو وہ (شکاری جانور) تمہارے لئے روک رکھیں۔ اور (اس شکار کو ذبح کرتے وقت اس) پر

اللہ کا نام لیا کرو اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام کے مطابق عمل کیا کرو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ بڑی تیزی سے حساب کر لینے والا ہے (یعنی ہر عمل کا نتیجہ اس عمل میں ہی شامل ہوتا ہے اس لئے اللہ کے حساب میں تاخیر نہیں ہوتی)۔ (5/4)

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (7/187)

اے رسولؐ! یہ پوچھتے ہیں کہ قیامت کی وہ گھڑی (جس کے بارے میں تم اس قدر دھمکیاں دے رہے ہو) کب واقع ہوگی؟ ان سے کہو! کہ اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے۔ اسے اپنے وقت پر اس کے سوا کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔ اور وہ (وقت) آسمانوں میں اور زمین میں بہت بھاری ہو گا۔ اور وہ تم پر اچانک آ جائے گا۔ یہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہو۔ ان سے کہہ دو! کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اکثر انسان اس کا علم نہیں رکھتے (مگر اس کے متعلق بحثوں میں الجھے رہتے ہیں)۔ (7/187)

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (8/1)

(جو نازل کردہ نظامِ زندگی تم نافذ کر رہے ہو اس کے طے شدہ انتظام کے مطابق) جو مال و دولت زیادہ ہونے کی وجہ سے بچ جاتا ہے (تو اے رسولؐ اس کے بارے میں) یہ تم سے پوچھتے ہیں! (کہ اس کا کیا کیا جائے؟ ان سے) کہو! کہ یہ زائد مال و دولت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے (تا کہ رسولؐ، اللہ کے حکم کے مطابق ان میں تقسیم کرے اور ان پر خرچ کرے جو حقیقی ضرورت مند ہیں۔ اور اہم بات یہ ہے کہ دنیا کے مال و دولت کے لئے تم غلط راستے اختیار نہ کر بیٹھو)۔ لہٰذا، تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے تم نازل کردہ احکام و قوانین کو اختیار کئے رکھو اور آپس کے معاملات کو درست طور پر سنوارتے رہو۔ اور اگر تم نے نازل کردہ حقیقتوں کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی ہے تو

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔(8/1)

(نوٹ: انفال: کا مادہ (ن ف ل) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ''ہر وہ عمل جو واجب سے زائد ہو'' اسے النفل
بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ ان سے کہو!
کہ میں (تمہیں) اس کا بھی مختصر حال بیان کرتا ہوں۔

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا (20/105)

اور (اے رسولؐ قیامت کے دن کی یہ باتیں سن کر تعجب کے ساتھ) یہ لوگ تم سے پہاڑوں کے متعلق پوچھتے ہیں (کہ ان کا کیا ہوگا)۔ ان سے کہہ دو! کہ میرا رب انہیں (خاک کی طرح) اڑا کر بکھیر دے گا (20/105)

یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَکُوْنُ قَرِیْبًا (33/63)

(اس پر یہ فتنہ وفساد پیدا کرنے والے) انسان تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ گھڑی (کب طاری ہو گی جسے قیامت کہا جاتا ہے۔ تم ان سے) کہہ دو! کہ اس کا علم سوائے اللہ کے کسی کے پاس نہیں۔ لیکن تم خبردار رہو! کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ وہ گھڑی قریب ہی آ چکی ہو (اور کسی وقت بھی طاری ہو جائے)۔ (33/63)

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا (79/42)

اور (یہ سب کچھ سننے کے بعد، اے رسولؐ! لوگ) آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ (قیامت) کی گھڑی کب آ کر ٹھہرے گی؟ (79/42)

فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰهَا (79/43)

(تو ان سے کہہ دو! کہ اس کی سچائی کو تسلیم کئے رکھو۔ لہٰذا) اس کے (وقت یا مدت) کے ذکر سے (اے رسولؐ) تمہیں کیا غرض! (البتہ بہت جلد انہیں اس کے بارے میں علم ہو جائے گا، (78/5)۔(79/43)

اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَهٰهَا (79/44)

(لیکن حقیقت یہ ہے کہ قیامت کی گھڑی) کی انتہا کے بارے میں (مکمل ترین علم) تمہارے رب کی طرف ہے۔((79/44

نبی کریمؐ سے لوگ مختلف سوالات پوچھا کرتے تھے۔ اُن کی تفصیل مندرجہ بالا آیات دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ ایک دو یا تین نہیں بلکہ پورے چودہ مقامات ہیں حیرت کی بات ہے کہ رسول سلامُ علیہ سے پوچھے گئے لیکن کسی ایک بھی سوال کا جواب نبی سلامُ علیہ نے اپنے پاس سے جواب نہیں دیا۔ جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آیا۔

اگر مزید کوئی سوال پوچھا جاتا تو کیا اُس کا جواب وحی کے ذریعے نہ آتا؟ مندرجہ ذیل آیات میں مومنوں کو مزید کوئی سوال کرنے سے روک دیا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ)(5/101

اے اہلِ ایمان! تم ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کیا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں اور اگر تم ان کے بارے میں اُس وقت سوال کرو گے جب قرآن نازل کیا جا رہا ہو تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ (بہرحال، قرآن نازل ہونے سے پہلے جو کچھ تم کر چکے سو کر چکے اور اس سلسلے میں) اللہ نے درگزر کیا ہے، کیونکہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر گرفت نہ کرتے ہوئے سنورنے کے لئے مہلت عطا کرنے والا ہے (حلیم)۔((5/101

فتویٰ

وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْھِنَّ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا کُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِہٖ عَلِیْمًا)(4/127

اور (اس نظامِ زندگی کا وہ گوشہ جو عائلی زندگی کے بارے میں ہے اور جس کے لئے پہلے بھی آگاہی دی جا چکی ہے، اے رسولؐ! یوں ہے کہ) لوگ تم سے عورتوں کے بارے میں تازہ و توانا علمی آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں (فتویٰ)۔ ان سے کہو! کہ ان کے متعلق اللہ تمہیں ان احکام (کے تسلسل

میں جو پہلے) کتاب میں دیے جا چکے ہیں، یتیم عورتوں کے بارے میں اٹل آ گاہی دے رہا ہے کہ تم ان کے وہ (حقوق) تو دیتے نہیں جو ان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور چاہتے ہو کہ ان کے ساتھ خود نکاح کرلو۔ اور (یاد رکھو کہ) بے بس بچوں کے بارے میں اور یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو اور جو بھی تم خیر کا کام کرتے ہو تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ اسے مکمل طور پر جانتا ہے۔ (4/128)

یَسۡتَفۡتُوۡنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ فِی الۡکَلٰلَۃِ اِنِ امۡرُؤٌا ھَلَکَ لَیۡسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَہٗۤ اُخۡتٌ فَلَھَا نِصۡفُ مَا تَرَکَ وَھُوَ یَرِثُھَاۤ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّھَا وَلَدٌ فَاِنۡ کَانَتَا اثۡنَتَیۡنِ فَلَھُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ وَاِنۡ کَانُوۡۤا اِخۡوَۃً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ (4/176)

(ان صداقتوں کی آ گاہی کے ساتھ ساتھ، اے رسولؐ!) لوگ تم سے کلالہ کے بارے میں تازہ وتوانا علمی آ گاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں (کہ وراثت کے حوالے سے مزید بتایا جائے کہ کلالہ کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی۔ چنانچہ) کہہ دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں اس اٹل حکم کی آ گاہی دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو مگر اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لئے اس (مال) کا آدھا ہے جو اس نے چھوڑا ہے۔ اور (اگر اس کے برعکس بہن کلالہ ہو تو اس کے مرنے کی صورت میں اس کا) بھائی وارث ہوگا اگر اس (بہن) کی کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر (کلالہ بھائی کی موت پر) دو (بہنیں وارث) ہوں تو ان کے لئے اس (مال) کا دو تہائی (حصہ) ہے۔ جو اس نے چھوڑا ہے۔ اور اگر (مرنے والے کلالہ کے) چند بھائی بہنیں مرد اور عورتیں (وارث) ہوں تو پھر ہر ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہوگا۔ یہ (احکام) اللہ تمہارے لئے کھول کر بیان کر رہا ہے تا کہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر شے کے بارے میں مکمل علم رکھنے والا ہے۔ (4/176)

(نوٹ: وراثت کی یہ تقسیم بھی قرضہ کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد ہوگی، (4/12)۔

پورے قرآن میں یہ دو مقامات ہیں جن میں نبی سلامٌ علیہ سے فتویٰ مانگا گیا لیکن یہ فتویٰ بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی بذریعہ وحی دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی سلامٌ علیہ نے خود اپنے پاس سے فتویٰ

نہیں دیا تاکہ کہیں قرآن میں افتراء کا معمولی سا بھی شائبہ نہ ہو۔ نبی سلام' علیہ نے اس حد تک قرآن کو افتراء سے محفوظ رکھا۔

عجمی کا سکھایا ہوا

وَ لَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّهُمۡ يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِىۡ يُلۡحِدُوۡنَ اِلَيۡهِ اَعۡجَمِىٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِيۡنٌ ((16/103

اور اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہمیں علم ہے! کہ وہ جو (انکار کرنے والے ہیں وہ) کہتے ہیں! کہ یہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس (رسولؐ) کو ایک آدمی یہ باتیں آکر سکھا جاتا ہے (اور یہ انہیں وحی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے)۔ حالانکہ جس آدمی کی طرف یہ اسے منسوب کرتے ہیں اس کی تو اپنی زبان ہی عجمی ہے اور یہ (قرآن) واضح عربی زبان میں ہے۔ ((16/103

استہزاء

یٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ((36/30

کس قدر افسوس ناک ہے بندوں کی یہ حالت کہ ان کے پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا (جس نے انہیں زندگی اور سربلندی کا پیغامِ وحی نہ پہنچایا ہو) مگر وہ اس کی ہنسی اڑاتے رہے۔ ((36/30

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ يَّتَّخِذُوۡنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِىۡ يَذۡكُرُ اٰلِهَتَكُمۡ ۚ وَهُمۡ بِذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ)(21/36

اور (اے رسولؐ) جب یہ کافر لوگ تمہیں دیکھتے ہیں (تو وہ دلیل و برہان سے تو تمہاری باتوں کا جواب نہیں دے سکتے اور لاجواب ہو کر) تمہارا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) دیکھو یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کا (اس طرح) ذکر کرتا ہے (اور انہیں باطل اور بے حقیقت کہتا ہے) اور (ان لوگوں کی اپنی حالت یہ ہے کہ) رحمن (جو حقیقی معبود ہے) اس کا نام تک سننے کے روادار نہیں اور اس سے یکسر انکار کرتے ہیں۔ ((21/36

وَ لَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ)(6/10

اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں (کہ یہ لوگ اس اہم معاملہ کو سنجیدگی سے لیتے ہی نہیں اور اسے یونہی ہنسی مذاق سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ، اے محمدؐ! یہ کچھ تمہارے ساتھ ہی نہیں ہو رہا، بلکہ) تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا (کیونکہ اُنھوں نے اِن کو آگاہی دی تھی کہ ان کے طریقے ان کو تباہی کی طرف لیے جا رہے تھے)۔ پھر اُن میں سے ہنسی اڑانے والوں کو اُسی (تباہی) نے آ گھیرا جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ (6/10)

وَ لَقَدِ اسۡتُھۡزِیٔ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَاَمۡلَیۡتُ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ثُمَّ اَخَذۡتُھُمۡ فَکَیۡفَ کَانَ عِقَابِ) (13/32)

اور یہ بھی حقیقت ہے (کہ یہ سب کچھ مرحلہ وار ہو گا اور اے رسولؐ! یہ تمہاری باتوں کا مذاق بھی اڑائیں گے لیکن تم اس سے دلبرداشتہ نہ ہونا، کیونکہ) تم سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ مذاق کیا جاتا رہا مگر ہم کافروں کو مہلت دیتے رہے۔ پھر ہم نے انہیں گرفت میں لے لیا۔ (لہٰذا، اب تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو جان لو گے کہ) ہماری جانب سے دی گئی سزا کس قدر سخت تھی۔ (13/32)

وَ لَقَدِ اسۡتُھۡزِیٔ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡھُمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَھۡزِءُوۡنَ) (21/41)

اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ (ان کی طرف سے رسولؐ کا مذاق اڑایا جانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ اے رسولؐ) تم سے پہلے رسولوں کا بھی اسی طرح مذاق اڑایا جاتا رہا ہے۔ (لیکن ان کے مذاق کا نتیجہ کیا نکلا؟) یہی کہ جو لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے انہیں اس (عذاب) نے آ گھیرا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (21/41)

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوۡا اِلٰی شَیٰطِیۡنِھِمۡ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَکُمۡ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَھۡزِءُوۡنَ) (2/14)

اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جنھوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی ہے، تو انہیں کہتے ہیں! کہ ہم (بھی تمہاری طرح) ایمان لے آئے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ جب وہ تنہائی میں اپنے جیسے شیطانوں سے ملتے ہیں تو انہیں

کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں (کیونکہ اصل میں ہمارا طریقہ اور عقیدہ تو وہی ہے جو تمہارا ہے) ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔((2/14

یہ وہ باتیں تھیں جو رسلتماب ؐ کو اذیت دینے والی تھیں

وَ لَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّکَ یَضِیۡقُ صَدۡرُکَ بِمَا یَقُوۡلُوۡنَ((15/97

اور حقیقتاً ہمیں علم ہے کہ (قرآن کی آگاہی کے خلاف جو یہ مخالفین) کہتے رہتے ہیں تو اس سے تمہارے احساسات کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔((15/97

اس کے علاوہ قرآن اور خود اللہ تعالیٰ کے متعلق بے سروپا باتیں بھی آپ کیلئے باعث اذیت ہوتیں جیسے اللہ تعالیٰ کے متعلق کہتے تھے کہ

وَ قَالَتِ الۡیَہُوۡدُ عُزَیۡرُ ۨ ابۡنُ اللّٰہِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَی الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ قَوۡلُہُمۡ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ۚ یُضَاہِـُٔوۡنَ قَوۡلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ قٰتَلَہُمُ اللّٰہُ ۚ۫ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ((9/30

اور (ان اہلِ کتاب کی تو یہ حالت ہے کہ اللہ کی جانب سے وحی آجانے کے باوجود) یہودی کہتے ہیں ! کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں ! کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے ۔ یہ ان (لوگوں کی دیکھا دیکھی) اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کی باتوں جیسی ہیں جو ان سے پہلے کفر کر چکے ہیں۔ (یہ تو سیدھا اللہ سے دُور ہٹ گئے ہیں۔ اس لئے) اللہ انہیں غارت کرے کہ یہ کس طرف بہکے چلے جارہے ہیں۔((9/30

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ ۙ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطۡعَمَہٗۤ ٭ۖ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ 36/47

اور (اس ضمن میں عجیب عجیب قسم کے اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً) جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ نشوونما کے لئے جو سامانِ زندگی تمہیں اللہ نے دے رکھا ہے، تم اسے (حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے) کھلا رکھو، تو جو لوگ نازل کردہ احکام وقوانین اور سچائیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے والے ہیں تو وہ اہلِ ایمان سے کہتے ہیں کہ ! کیا ہم اسے کھانے کو دیں جسے اگر اللہ مناسب سمجھتا تو اُسے کھانے کو دے دیتا۔ (حالانکہ ایسا) نہیں ہے (اور تم اس لئے نہیں سمجھ رہے

کہ)تم واضح طور پر گمراہی میں مبتلا ہو چکے ہو۔(کیونکہ اللہ کے لئے تو بہت آسان ہے کہ سب کو ایک جیسا کردے اور سب ایک ہی قانون کے تحت سرگرمِ عمل ہو جائیں اور سب سے اختیار و ارادہ چھین لیا جائے۔مگر اس طرح انسان بھی کائنات کی ایک شے بن کر رہ جائیں گے جبکہ انسان کی ذمہ داری یہ ہے کہ نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق صحیح معاشرہ تشکیل دے یعنی نظامِ صلوٰۃ قائم کرے، (2/3)۔(36/47)

اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ((52/39

(دعویٰ تو ان کا یہ ہے کہ یہ عالمِ بالا کی باتیں براہِ راست سن لیتے ہیں لیکن ان کی عقل و فکر کا یہ عالم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد بھی ہے اور اولاد بھی ایسی کہ) اللہ کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے ہیں (یعنی یہ اپنے لئے کبھی بیٹیاں پسند نہیں کرتے)((52/39

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ((2/98

(اور ان کی یہ دشمنی صرف جبرائیل تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔اس لئے اے محمدؐ انہیں تنبیہہ کردو کہ) جو کوئی بھی اللہ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کے رسولوں سے اور جبرائیل سے اور میکائیل سے دشمنی رکھے گا (تو یاد رکھو کہ) شبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ ایسے تمام انکار کرنے والوں کا دشمن ہے۔((2/98

اس کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں تھیں جو نبی سلامُ علیہ کو دکھ اور اذیت کا سبب بنتی۔اس سب پر آپ کو کیا حکم تھا۔وہ تھا صرف اور صرف صبر کا۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ)(10/109

اور (اے رسولؐ) تم اسی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے اور ثابت قدمی سے ڈٹے رہو حتیٰ کہ اللہ کا فیصلہ آجائے کیونکہ وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔((10/109

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى)(20/130

لٰہذا (جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے تنگ نہ پڑو بلکہ) جو وہ کہتے ہیں (انہیں کہنے دو مگر) تم

ثابت قدمی سے ڈٹے رہو۔ اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کے اوقات میں اور دن کے اطراف میں (یعنی ہر وقت) اپنے رب کی عظمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی تحسین و آفرین کرتے رہو (حمد) اور اس کے نظام کے قیام کے لئے سرگرمِ عمل رہو (سبح) اور یوں سرگرمِ عمل رہو کہ تم راضی ہو جاؤ (یعنی تمہاری آرزوئیں پوری ہو جائیں)۔ (20/130)

وَ اصۡبِرۡ وَ مَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ (16/127)

لہٰذا (تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم اپنی جدوجہد کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے پوری قوت سے) ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہو اور (یہ بھی یاد رکھو! کہ) تمہارا ثابت قدمی سے ڈٹے رہنا بھی اللہ (ہی کی مدد) کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مگر اے رسولؐ! جن لوگوں نے تباہ ہونے کا تہیہ کر رکھا ہے تو ان کی تباہی کے احساس سے تم) غمگین نہ ہو جایا کرو اور نہ ہی ان کی خفیہ سازشوں سے تنگ پڑ جانا۔ (16/127)

فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ لَا یَسۡتَخِفَّنَّکَ الَّذِیۡنَ لَا یُوۡقِنُوۡنَ (30/60)

لہٰذا (جب معاملہ اس قسم کے لوگوں کے ساتھ آپڑے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں) تم اپنے (مقصد) پر ڈٹے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ کا وعدہ پُورا ہو کر رہتا ہے (اس لئے تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہو گے۔ لیکن جو مخالفین تمہارے پیغام) پر یقین کرنے والے نہیں ہیں (تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری کسی حرکت سے وہ یہ سمجھ لیں کہ تم اپنی جدوجہد میں) ہلکے اور ارادوں میں ڈھیلے پڑ گئے ہو۔ (30/60)

فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ اسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ م وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِبۡکَارِ (40/55)

(موسیٰؑ نے اس کشمکش میں بڑی استقامت سے کام لیا تھا) لہٰذا (اے رسولؐ) تم بھی ڈٹے رہو۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ ہی نہ رکھنا کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہوتا ہے۔ اور (تمہارے مخالفین جو جو

خطرات اور تہمتیں) تمہارے پیچھے لگا رہے ہیں (ان کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنے کے لئے) اللہ سے سامانِ حفاظت طلب کرتے رہو۔ اور (بتلائے گئے مقاصد حاصل کرنے کے لئے) اپنے رب کی تحسین وآفرین کرتے ہوئے صبح وشام مستعدی سے سرگرمِ عمل رہو۔(40/55)

(نوٹ: لِذَنبِکَ: کا مادہ (ذ ن ب) ہے جس کے معنی "دم" سے نکلے ہیں یعنی پیچھے پیچھے رہنا، ہر چیز کا پچھلا حصہ، پیچھے لگے رہنا، نتیجہ، انجام، گناہ، قصور، کوتاہی وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اس آیت میں بات رسول (محمدؐ) کے حوالے سے ہو رہی ہے تو سیاق وسباق کے حوالے سے "پیچھے لگانا" درست محسوس ہوتا ہے۔)

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِيَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّکَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ)(40/77

چنانچہ (اے رسولؐ! تم ان سے یہ سب کچھ واضح طور پر کہہ دو۔ اور اس کے بعد بتلائے گئے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اپنی جدوجہد میں) تم ثابت قدمی سے ڈٹے رہو۔ بلاشبہ اللہ کے سب وعدے سچے ہیں (جو کچھ تم سے کہا جا رہا ہے، وہ اسی طرح ہو کر رہے گا)۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض باتیں جن کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے (تمہاری زندگی) میں ہی سامنے آ جائیں یا تمہاری وفات کے بعد ظہور میں آئیں۔ بہرحال، وہ واپس ہماری طرف ہی چلتے آ رہے ہیں۔(40/77)

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ کَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ)(46/35

بہرحال، (اے رسولؐ) تم ڈٹے رہو اسی طرح جس طرح ہمارے دوسرے رسول جو بڑی ہمت اور ارادے کے مالک تھے (وہ نازل شدہ مقاصد کی تکمیل کے لئے) ثابت قدم رہے۔ اور تم (ان مخالفین کے انجام کے لئے) جلدی مت کرو۔ (کیونکہ سنورنے کے لئے انہیں یہ مہلت کا وقفہ دیا گیا ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعد) جس دن یہ اس (عذاب) کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے (تو وہ

محسوس کریں گے کہ اس مہلت کے عرصے میں) وہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے۔(لہٰذا، نوعِ انسان تک یہ پیغام) پہنچا دو کہ جو قوم نشو ونما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر خرابی پیدا کرنے والے راستے اختیار کر لیتی ہے تو پھر اس کو ہی بربادی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔((46/35

وَ اصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَ الۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ وَ لَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡہُمۡ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ لَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ وَ کَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا)(18/28

(اور اے اہلِ ایمان! اگلی بات جو اصحابِ کہف کے واقعہ سے تمہارے سامنے ہے وہ یہ کہ کامیابی کے لئے استقامت اور اپنے ساتھیوں سے پکا رابطہ لازمی شرط ہے۔اس لئے) تم بھی اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ ثابت قدمی سے ڈٹے رہو جو صبح وشام اپنے رب کی توجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں (یعنی وہ ہر وقت نازل کردہ نظامِ حیات کی صداقتوں کو عام کرنے میں لگے رہتے ہیں)۔لہٰذا (اے اہل ایمان) ایسا کبھی نہ کرنا کہ تم دنیا کی زندگی کی زینتوں کے طلبگار بن کے رہ جاؤ اور ان سے اپنی نگاہیں پھیر لو۔اور (جو اللہ کی صداقتوں کا انکار کرنے والے مخالفین ہیں وہ تمہیں تمہارے ساتھیوں سے ہر طرح سے دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔لیکن تم) کسی ایسے شخص کی بات پر کان نہ دھرنا جس کے دل کو ہم نے اپنے متعلق آگاہی سے غافل کر دیا ہے کیونکہ وہ اپنی خواہشات کے ہی پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔((18/28

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ)(50/39

(بہر حال، مخالفین یا انکار کرنے والے اس آگاہی کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ ان کی مرضی) اور جو کچھ تمہارے خلاف وہ کہتے ہیں (اس پر افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں تم اپنے مقاصد) پر ڈٹے رہو اور ثابت قدم رہو اور اپنے نشو ونما دینے والے کی تحسین وآفرین کے ساتھ اس کے احکام پر سورج طلوع ہونے سے پہلے سے لے کر سورج کے غروب ہونے سے پہلے تک سرگرمِ عمل رہو۔((50/39

وَ اصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعۡیُنِنَا وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ)(52/48

(اے رسولؐ! انکار کرتے رہنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو) اور اپنے رب کے حکم کے مطابق ڈٹے رہو۔ بہر حال، یہ حقیقت ہے کہ تم ہر وقت ہماری نگاہ کے سامنے ہو۔ تم جس وقت (معاملات) کو توازن و اعتدال میں لانے کی جدوجہد کر رہے ہوتے ہو (تقوم) تو یہ اپنے رب کی حمد و ستائش کے ساتھ کیا کرو اور اپنی سرگرمیٔ عمل (سبح) (اسی اصول پر قائم رکھو)۔ (52/48)

فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوتِ اِذْ نَادٰی وَ ھُوَ مَکْظُوْمٌ (68/48)

(لیکن تم ان کی کسی بات کی پروا نہ کرو) اور جو حکم تمہارے نشوونما دینے والے کی جانب سے دیا جا چکا ہے (اس کی تکمیل کے لئے) ثابت قدم رہ کر ڈٹے رہو۔ اور مچھلی والے (رسول یونسؑ) کی طرح (جلد باز) نہ ہو جانا۔ (کیونکہ وہ اپنی قوم پر غضبناک ہو کر وقت سے پہلے ان سے ہجرت کر کے چلا گیا تھا، 21/87۔ اس سے وہ خود مشکل میں پھنس گیا اور پھر) جب وہ غم و الم کی اس کیفیت سے بھرا ہوا تھا تو اس نے (اپنے رب کو) پکارا۔ (68/48)

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا (70/5)

لہٰذا، (اے رسولؐ! مخالفین کے ایسے تقاضوں سے مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے) نہایت حسین انداز سے ثابت قدم رہو اور ڈٹے رہو۔ (70/5)

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا (73/10)

اور (اس نظامِ حیات کو قائم کرنے کے سلسلے میں ان گنت مشکلات آئیں گی اور مخالفین چالیں چلیں گے۔ لیکن اے رسولؐ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے) تم ڈٹے رہو اور جو وہ کہتے ہیں انہیں کہنے دو اور ان سے دامن بچائے رکھو مگر خوبصورت اور مناسب انداز سے دامن بچاؤ (کیونکہ آخرِ کار مقصد تو یہ ہے کہ ہر ایک کو نازل کردہ آگاہی کے قریب لایا جائے نہ کہ دور ہٹایا جائے)۔ (73/10)

وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ (74/7)

اور (یہ ہیں رب کے نظام کے کچھ ابتدائی پہلو۔ لہٰذا، اس نظام کے قیام و استحکام کی جدوجہد میں) اپنے رب کی خاطر ڈٹے رہو۔ (74/7)

فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا (76/24)

لٰہذا،تم اپنے رب کے حکم کو (یعنی نظام کو) نافذ کرنے کے لئے ڈٹے رہو اور پوری استقامت (صبر) سے گامزن رہو۔اور قطعئی طور پر ان میں سے کسی ایسے شخص کی بات نہ مانو (جو اللہ کے حکم یعنی اللہ کے نظام سے دشمنی کر کے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہو یا اس کی سچائیوں سے انکار کیے جا رہا ہو (کفوراً))(76/24)

یہاں قرآن مجید سے 15 آیات کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں جن میں نبی سلامُ علیہ کو''صبر'' کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔دشمنان دین الٰہی جس قسم کی توہین آمیز باتیں کرتے تھے اور جھوٹا پراپیگنڈا کیا کرتے تھے۔اُس تمام کے لئے نبی سلامُ علیہ کو صرف اور صرف ''صبر'' کرنے اور اپنے مقصد پر پوری تندہی سے کاربند رہنے کا حکم دیا گیا۔آخر کیوں؟

تدبر اور غور وفکر سے اس عظیم سٹرٹیجی کے نتائج پر پہنچنے کی کوشش کریں تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اگر ایک مرتبہ خالص قانون الٰہی نافذ ہو گیا اور اُس کے نفع بخش فوائد عام آدمی تک پہنچ گئے تو لوگ فوج در فوج دین اللہ میں داخل ہو جائیں گے۔(اور ایسے ہوا بھی) پھر کسی گستاخ رسولؐ کو جرات نہیں ہوگی کہ کوئی توہین آمیز بات یا جھوٹا پراپیگنڈہ کر سکے۔لہٰذا آپ کو 15 بار''صبر'' کی تلقین کی گئی۔تو کیا آپ نے''صبر'' نہیں کیا ہوگا؟ یقیناً کیا ہوگا۔(46/9)

آپ سلامُ علیہ کے قرآن کی شکل میں دیئے ہوئے قوانین کیا آج قابل عمل نہیں؟ آج اگر کوئی دشمنی میں وہی رویہ اختیار کرے تو وہی سٹرٹیجی کامیاب ہوگی۔

لٰہذا وہ لوگ جو شریروں کی طرف سے لگائی جانے والی چنگاری سے جذبات سے بے قابو ہو کر سڑکوں پر ٹریفک بلاک کر کے، جلسے جلسوس نکال کر ٹائر جلا کر اور نجی و سرکاری املاک کو نقصان پہنچا کر اپنی صلاحیتوں کو بکھیرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیئے کہ ایک نہیں دو نہیں پورے 15 مقامات پر قرآن نے آپ سلامُ علیہ کو شریروں کے توڑ کے لئے کیا سٹرٹیجی اختیار کرنے کی تلقین کی ہے؟

قابل صداحترام علماء کرام مندرجہ ذیل آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام کو اتحاد و اتفاق کا درس دیتے ہوئے قانون الٰہی کے نفاذ کی طرف راغب کریں۔(3/103)(6/159)(30/31-32)

اسی طرح جس طرح آپؐ نے پالیسی اختیار کی پھر کسی توہین کرنے والے کو بری حرکت کی

جرات نہ ہوئی۔

سر سید احمد خاں کے دور کا مشہور واقعہ ہے جسے جناب عامر خاکوانی صاحب نے ایکسپریس اخبار کے کالم میں لکھا تھا۔ایک انگریز جس کا نام ولیم میور تھا اُس نے نبی سلامُ علیہ کی شان میں توہین آمیز مواد انگلینڈ کے اخبار میں شعائع کروایا۔سر سید احمد خاں اُس کے مضمون کا جواب دینے کے لئے ہندوستان سے انگلینڈ چلے گئے وہاں انہوں نے عقلی دلائل تیار کئے انہیں شائع کروانے کیلئے سرمایے کی ضرورت تھی جو ان کے پاس نہیں تھا چنانچہ انہوں نے انگلینڈ سے اپنے بیٹے کو ہندوستان خط لکھا کہ میرا ہندوستان میں جو مکان ہے وہ بیچ دو اور مجھے رقم ارسال کرو تا کہ میں اُس گستاخ رسولؐ کے مضامین کا جواب اخبارات میں شعائع کرواسکوں۔

مستہزئین اور سورہ الحجر

ہر منبر سے بڑے فخر کے ساتھ بیان ہونے والی آیت ((15/9 ترجمہ کے ساتھ چند اور آیات ((15/15 تک ملاخط فرمائیں۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْن ((15/9

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر یعنی یہ قرآن ہم نے ہی نازل کیا ہے اور اس میں کوئی شک و شبے

والی بات ہی نہیں کہ اس کی حفاظت بھی ہم ہیکریں گے۔(15/9)

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ فِیۡ شِیَعِ الۡاَوَّلِیۡنَ)(15/10

اور (اے رسولؐ) یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم تم سے قبل مختلف پہلے گروہوں کی طرف بھی رسول بھیجتے رہے ہیں۔(15/10)

وَ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ)(15/11

اور (یہ بھی ہے کہ) جو رسول بھی ان کے پاس آتا وہ اس کا تمسخر اڑایا کرتے تھے۔(15/11)

کَذٰلِکَ نَسۡلُکُہٗ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ)(15/12

(لہٰذا، جو لوگ مسلسل تمسخر اڑانے والے رویّے اختیار کیے رکھتے ہیں تو ایسے) مجرموں کے دلوں میں ہم اسی طرح (کے ایسے طریقے) ڈال دیتے ہیں (کہ جن سے آخر کار وہ خود مذاق بن کے رہ جاتے ہیں)۔(15/12)

لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَ قَدۡ خَلَتۡ سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ)(15/13

(اور اے رسولؐ! یہی حالت تمہاری قوم کے ان لوگوں کی ہے) جو اس (قرآن کی صداقتوں کو) تسلیم نہیں کرتے کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ ان سے پہلے والوں کی بھی یہی سنت تھی جو چلی آ رہی ہے۔(15/13)

وَ لَوۡ فَتَحۡنَا عَلَیۡہِمۡ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوۡا فِیۡہِ یَعۡرُجُوۡنَ)(15/14

اور (یہ جو معجزوں کا تقاضا کرنے والے ہیں تو) اگر ہم ان کے سامنے آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ اس میں بتدریج بلندیوں کی طرف چڑھنے لگ جائیں (تو تسلیم نہ کرنے والے تب بھی تسلیم نہیں کریں گے)۔(15/14)

لَقَالُوۡۤا اِنَّمَا سُکِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا بَلۡ نَحۡنُ قَوۡمٌ مَّسۡحُوۡرُوۡنَ)(15/15

(اس وقت بھی) یقیناً یہ لوگ کہنے لگ جائیں گے! کہ ہماری نظریں باندھ دی گئی ہیں بلکہ ہم لوگ تو جادو کے زیرِ اثر آ گئے ہیں۔(15/15)

یہاں استہزاء کرنے والوں کے لئے ایک بڑی عظیم حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کہ اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیتے اور یہ لوگ اس پر چڑھنا شروع کر دیتے پھر بھی کہتے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے بلکہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے۔

اگلے صفحات پر بیان کی جانے والی حقیقت بھی کچھ ایسی ہی ہے جدید دور میں کمپیوٹرائزڈ تحفظ ناموس رسالت جس کے بارے بہت سارے لوگ کہیں گے کہ یہ ایک ٹرک ہے ہمیں چکر دیا جارہا ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ وہ حقائق پہلی بار سامنے آرہے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ((15/95

اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ جو لوگ تمسخر اڑانے والے ہیں (تو انہیں سزا دینے) کے لئے ہم ہی آپ کی طرف سے کافی ہیں۔ ((15/95

حیران کن بات کہ اس سورہ کے شروع میں استہزاء کرنے والوں کا ذکر اور رویہ اور آخر میں ان سے کیسے نبٹنا ہے ((15/95 کے مطابق اس کا انتظام پہلے ہی کر دیا گیا ہے۔ اور استہزاء سے جو دکھ اور تکلیف جناب اسلتماب ؐ کو پہنچتی تھی وہ بھی میں بیان فرماتے ہوئے آپ کو کیا پاپسی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا یہ بھی

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ)(15/97

اور حقیقتاً ہمیں علم ہے کہ (قرآن کی آگاہی کے خلاف جو یہ مخالفین) کہتے رہتے ہیں تو اس سے تمہارے احساسات کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔)(15/97

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ)(15/98

(لیکن تم ان باتوں کی پرواہ نہ کرو کیونکہ یہ تو چاہتے ہیں کہ تمہیں اُلجھا کر تمہاری جدوجہد کا رخ بدل دیں)۔ لہٰذا، تم اپنے پروردگار کی تحسین وستائش کرتے ہوئے اپنی جدوجہد تیز کر دو (فسبح) اور جو اللہ کے احکام و قوانین کی مکمل فرماں برداری کرنے والے ہیں ان میں شامل رہو (السّٰجدین)۔ ((15/98

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ)(15/99

اوراپنے رب کی ہی پرستش واطاعت کرتے رہوحتیٰ کہ وہ یقینی بات تمہارے سامنے آجائے!
جس کے مطابق باطل مٹ جائے گا اور نازل کردہ حقائق یعنی قرآن نافد ہو جائیگا(61/8-9)
(15/99)

دشمنان کو استہزاء کا موقع اور مواد کون فراہم کررہے ہیں یہ بھی((15/90-91میں بیان
کردیا گیا۔

کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ)(15/90

(اوران کو بتاؤ! کہ بچواس عذاب سے) جو ہم نے (اللہ کے دین کومختلف فرقوں) میں تقسیم
کرنے والوں پرنازل کیا۔((15/90

الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ)(15/91

(اور یہ بھی اعلان کردو! کہ) جن لوگوں نے قرآن کوٹکڑے ٹکڑے کرڈالا ہے(یعنی کچھ کو مانا
اور کچھ کونہ مانا)،(15/91)

اگرچہ تمام لگائے جانے والے الزامات کی تردید اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کردی ہے اس
سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا)(48/1

(اے رسولؐ) یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تمہارے لئے کامیابی وکامرانی کی واضح راہ کھول دی
ہے۔((48/1

لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا
مُّسْتَقِیْمًا)(48/2

اور یوں اس لئے کیا گیا تا کہ(یہ مخالفین جوتمہارے خلاف) پہلے بھی الزام تراشتے وبہتان
باندھتے اورغلط باتیں کرتے رہےاورآئیندہ بھی کرتے رہیں گےتوان کے بُرے اثرات سےتمہاری
حفاظت کا سامان ہوجائے اورتم پراپنی نعمت کومکمل کردے(یعنی تم پرنوعِ انسان کودی جانے والی اس
آگاہی کومکمل کردیا جائے)اورتمہاری رہنمائی ایسے صحیح ومتوازن راستے کی طرف کردی جائے (جو

سیدھا اطمینان بھری منزل کو جاتا ہے)۔(48/2)

آپ پر لگائے جانے والے اتہامات کی جو تفصیل اوپر دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کچھ اس طرح سے بھی کیا۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ (68/2)

تم اپنے رب کی نعمت سے (یعنی تم نورِ نبوت سے سرفراز ہو، 5/15)۔ اس لئے تم قطعیٔ طور پر دیوانے نہیں ہو (کیونکہ کیا دیوانے ایسی آگاہی اور ایسی تعلیم پیش کیا کرتے ہیں جیسی تم پیش کر رہے ہو؟) (68/2)

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ بِکَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٌ (52/29)

(بہر حال، اے رسولؐ! جس نازل کردہ نظامِ زندگی کو قائم کرنے کے لئے تم جدوجہد کر رہے ہو، اس کے نتائج جنت کی زندگی کی صورت میں ہی نکلیں گے۔ مگر اس سلسلے میں مخالفین جو کچھ کہتے ہیں اس سے افسردہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں)۔ لٰہذا، تم (قرآن کی) تعلیم و آگاہی پیش کرتے جاؤ۔ (اور جو یہ کہتے ہیں، انہیں کہنے دو) مگر تم اپنے رب کی نعمت کی بنا پر نہ ہی تو کاہن ہو اور نہ ہی دیوانے ہو (تم اللہ کی وحی پیش کرتے ہو جس کی بات یقینی اور علم و بصیرت پر مبنی ہے)۔ (52/29)

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ (69/41)

لٰہذا، یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ لیکن تم اسے بہت کم تسلیم کرتے ہو (اور شک میں پڑے رہتے ہو کہ اس کی صداقتوں کو مانا جائے یا نہ مانا جائے)۔ (69/41)

وَلَا بِقَوْلِ کَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (69/42)

اور (یہ بھی یاد رکھو کہ یہ کلام) کسی کاہن کا کلام نہیں ہے (جو اٹکل پچو باتوں پر مبنی ہو)۔ لیکن تم بہت ہی کم اس کی سبق آموز آگاہی پر غور کرتے ہو۔ (69/42)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ (52/30)

(اور اے رسولؐ! یہ تمہیں کاہن اور مجنوں ہی نہیں کہتے) بلکہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔ (مگر تم تھوڑا سا انتظار کرو)۔ کیونکہ ہم ان کے ساتھ حادثاتِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں (جو یہ

ثابت کر دیں گے کہ جو نازل کردہ آگاہی ان تک پہنچائی گئی ہے اس کی ہر بات سچ ہے جبکہ شاعر کا یہ دعویٰ نہیں ہوتا)۔(52/30)

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ بَلۡ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ (52/33)

(اور قرآن کی اس قدر شفاف اور ناقابلِ انکار آگاہی کو بجائے تسلیم کر لینے کے) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے یعنی رسول نے اسے یعنی قرآن کو خود سے گھڑ لیا ہے؟ (اور اسے اللہ سے منسوب کر دیا ہے)۔لیکن اصل یہ ہے کہ (ان کا جی ہی نہیں چاہتا کہ اپنے مفادات اور تکبر) کو چھوڑ کر نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بےخوفی کی راہ اختیار کر لیں۔(52/33)

اگر یہ اپنی بات میں سچے ہیں تو اس وحی کی مثل کوئی بات بنا کر لے آئیں

فَلۡیَاۡتُوۡا بِحَدِیۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ (52/34)

(ان سے کہو) کہ اگر تم سچے ہو (کہ یہ قرآن خود ساختہ ہے اور یونہی اللہ سے منسوب کر دیا گیا ہے تو اس کا فیصلہ بہت آسان ہے) کہ تم بھی شان کا ایک کلام بنا کر لے آؤ۔(بات صاف ہو جائے گی۔تمہارے ہاں شاعر بھی ہیں اور کاہن بھی۔ان سب کو اپنے ساتھ ملا لو اور اس جیسا کلام بنا کر دکھاؤ، 2/23،10/38،11/13،17/88)۔(52/34)

آپؐ کو جادو زدہ کہنے والوں کے لئے وعید

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَسۡتَمِعُوۡنَ بِهٖۤ اِذۡ یَسۡتَمِعُوۡنَ اِلَیۡکَ وَ اِذۡ هُمۡ نَجۡوٰۤی اِذۡ یَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا (17/47)

(اور اے رسولؐ! جب یہ مخالفین تمہاری مجلسوں میں آ کر بیٹھتے ہیں اور بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو بڑے غور سے سن رہے ہیں، مگر) ہمیں علم ہے کہ جب وہ کان لگا کر تمہاری بات سنتے ہیں تو وہ اس کو کس غرض سے سنتے ہیں اور جب وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں تو یہ ظالم لوگ کیا کہتے ہیں؟ (یہ کہتے ہیں! کہ) تم ایک سحر زدہ آدمی ہو جس کی تم لوگ پیروی کر رہے ہو۔(17/47)

اُنۡظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا (17/48)

(اے رسولؐ) دیکھو! یہ لوگ تمہارے بارے میں کس قسم کی مثالوں کے ذریعے باتیں کرتے ہیں۔ دراصل ان سے درست راہ ہی گم ہو چکی ہے اور (اب وہ اس طرح بھٹک رہے ہیں کہ) انہیں کوئی راہ ہی نہیں مل رہی۔ (17/48)

اَوْ یُلْقٰی اِلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ تَکُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْکُلُ مِنْهَا وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (25/8)

(چلو یہ نہ سہی، مگر) یا تو اس کی طرف کوئی خزانہ اتارا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان سے) روزی حاصل کر لیتا اور یہ ظالم (اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ) کہتے ہیں کہ تم ایسے شخص کی پیروی کیوں کرتے ہو جس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے۔ (25/8)

اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا (25/9)

(اے رسولؐ) تم دیکھتے جاؤ کہ یہ تمہارے متعلق کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں۔ (لیکن اس سے تمہارا کیا بگڑتا ہے) یہ خود ہی زندگی کے صحیح راستے سے بھٹک گئے ہیں۔ لہٰذا (اس طرح وہ سچائیوں کو جان لینے کی مسرتوں کا) کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔ (25/9)

اور قرآن کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لے لیا تاکہ اس میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہ کر سکے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (15/9)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر یعنی یہ قرآن ہم نے ہی نازل کیا ہے اور اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے۔ (15/9) اور پھر تمام جن وانس کو چیلنج بھی کر دیا۔ (15/9)

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (2/23)

اور (یہ نظامِ زندگی کا مکمل ضابطہ) جو ہم نے اپنے اطاعت گزار (محمدؐ) پر نازل کیا (اور وہ بغیر کسی شک و شبہ کے اسے تسلیم کر کے بجائے اپنی مرضی کے صرف اللہ کے احکام کے مطابق عمل پیرا ہے) اور اگر تم کسی تذبذب میں ہو (کہ یہ وحی نہیں ہے) تو تم (قرآن کی) کسی ایک سورۃ جیسی سورۃ بنا

لاؤاور سوائے اللہ کے(اس مقابلے میں)تم اپنے گواہوں کو بھی بلالو(تا کہ سچائی کا فیصلہ ہو سکے)اگر تم سچے ہو۔((2/23

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ((10/38

پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں! کہ یہ اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ان سے کہو! کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو (سارے قرآن جیسا نہ سہی بلکہ صرف)اس کی ایک سورت کی مانند بنا کر لے آؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو بلا لو۔((10/38

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّ ادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ((11/13

یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اِس نے (یعنی محمد نے قرآن)اپنی طرف سے بنا کر اسے اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ان سے کہو! کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ(یہ اللہ کی کتاب نہیں بلکہ انسان کا کلام ہے)تو تم اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر اور جسے (بھی اپنی مدد کے لئے)بلا سکتے ہو تو بلا لو(بات صاف ہو جائے گی)((11/13

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَ الۡجِنُّ عَلٰٓى اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَ لَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِیۡرًا((17/88

(لہٰذا)اعلان کر دو! کہ اگر تم انسان اور جِن سب کے سب اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن جیسی کوئی چیز اس کی مانند بنا کر لے آئیں تو کبھی نہ لا سکیں گے چاہے وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار کیوں نہ بن جائیں۔((17/88

(نوٹ: یہ آیت 17/88 آگاہی دیتی ہے! کہ اس آیت نے مجموعی طور پر تمام انسانوں اور جنوں کی دانش کو ہمیشہ کے لئے چیلنج کے طور پر بے بس کر رکھا ہے۔اس لئے قرآن ہر ایک کے سامنے معجزے کے طور پر قائم ہے۔جو لوگ قرآن کی صداقتوں سے انکار کرنے والے ہیں یہ آیت انہیں براہِ

راست چیلنج کے طور پر غور وفکر کی دعوت دیتی ہے۔اس آیت میں دوسری آ گاہی یہ میسر آتی ہے کہ یہی قرآن جنوں کے لئے بھی ضابطہء ہدایت ہے کیونکہ انسانوں کی طرح قرآن کا یہی چیلنج جنوں کے لئے بھی ہے)۔((17/88

لیکن کیونکہ یہ سب کچھ بھی تو اُسی کتاب (قرآن میں ہی ہے لہٰذا ان لوگوں نے یہ سب بھی کب مانا ہوگا؟ اور نہ ماننے والے اب تک نہیں مان رہے اور اس دور میں بھی صاحب قرآن ہی کے متعلق کبھی شیطانی آیات یا رنگیلا رسول یا توہین آمیز خاکے شائع کرتے رہتے ہیں (نعوذ باللہ)

لہٰذا اللہ علیم وخبیر جس کو قیامت تک کے حالات کا علم ہے نے اپنی کتاب (قرآن) اور اپنے رسولؐ کا ایسے ریاضیاتی طریقہ سے حفاظتی انتظام کیا کہ جس کا توڑ کوئی بھی کبھی بھی نہیں کرسکتا۔قرآن کو Internal lock لگا دیا اپنے نبیؐ کے اسماء وخصوصیات کے مخففات سے۔

حروف مقطّعات

قرآن مجید کی 29 سورتیں حروف مقطّعات سے شروع ہوتی ہیں جن کے متعلق علماء کی اب تک یہ آراء تھیں کہ ان کا علم اللہ اور رسولؐ کو ہے۔پھر بھی بعض علماء نے ان کے مطالب بیان کرنے کی کوشش کی۔مثلاً الم کے متعلق کہا کہ ا سے اللہ، ل سے جبرئیل اور م سے محمد مراد ہے۔کسی نے کہا اس کا

مطلب اللہ علیم و حکیم ہے وغیرہ وغیرہ۔ مقطّعات کیا ہیں؟۔

ہر زبان میں اختصار abrevations استعمال کئے جاتے ہیں اور بعض اتنے معروف ہوجاتے ہیں کہ ان کا اصل دب جاتا ہے جیسے پی آئی اے، پی ٹی وی، ڈی سی وغیرہ۔ اس طرح عربی زبان میں بھی یہ حروف اختصار Abbrivations ہیں۔

اَفَلاَ یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَااَفَلاَ یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا)(47/24

یہ لوگ قرآن پر غور وتدبر کیوں نہیں کرتے؟ اور کیوں اِن کے دلوں پر ایسے تالے پڑ گئے ہیں (کہ اِن میں عقل وبصیرت کی کوئی بات جاتی ہی نہیں)۔((47/24

کے مطابق قرآن میں تدبر کریں تو قرآن خود ہی ان کے متعلق سمجھا تا ہے۔ آئیں تدبر کریں۔

بہتر ہے کہ مقطّعات کو سمجھنے کے لئے ادارہ بلاغ القران لاہور کا شعائع کردار پمفلٹ جو یہاں تقریباً نقل کیا جارہا ہے کا مطالعہ کر لئے جائے۔

حروف مقطّعات کی مکمل بحث

حروف مقطّعات قرآن کریم کی روشنی میں‘

حروف مقطّعات کیا ہیں؟

تقطیع کا معنیٰ ہے کاٹنا، جُدا کرنا۔ لٰہذا یہ حروف اپنے پورے الفاظ سے قطع کردہ حروف ہیں جو اختصار کے لئے اپنے الفاظ کے قائم مقام کے طور پر آتے ہیں۔ اختصار کا یہ طریقہ ہر زبان میں پایا جاتا ہے۔ دیکھیئے! انگریزی زبان میں ڈپٹی کمشنر کے لئے ڈی۔سی، اور ڈیژنل آفیسر کے لئے ڈی۔ او استعمال ہوتا ہے۔ غور فرمائیں! ڈی، ڈپٹی کا قائم مقام ہے اور ”او“ افیسر کا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ

کیا قرآن کریم میں قطع حروف کی کوئی مثال موجود ہے؟ جواباً عرض ہے، جی ہاں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسولوں میں سے ایک رسول کا تعارف دوناموں الیاسین اور الیاس سے کرایا ہے' اوّل الذکر اُن کا پورا نام ہے اور مؤخر الذکر قطع کردہ۔

1۔ الیاسین = الیا + سین = الیا + (س + ی + ن)

2۔ الیاس = الیا + س = الیا + س۔۔۔۔۔۔قطع کردہ از (س۔ی۔ن/سین)

نقشہ بالا میں ہر دو الفاظ کی تین حالتیں پیش کی گئی ہیں جن پر بالترتیب غور کرنے سے ظاہر کہ ہر دو اسماء گرامی الیاسین اور الیاس میں الیا کا قائم مقام الیا اور سین کا قائم مقام س ہے' جو اپنے پورے لفظ سین کا قطع کردہ پہلا حرف ہے لہٰذا بالوضاحت ثابت ہوتا ہے، کہ الیاس کا س بطریق اختصار' الیاسین کے سین کا پہلا قطع کردہ حرف ہے۔ فلہٰذا ثابت ہوا کہ مذکورہ مثال میں قرآن کریم نے ارباب عقل و دانش کے لئے حروف مقطّعات کا مکمل تصور دے دیا ہے۔ (فَاعتَبِرُوا اُولِی الاَبصَار)

حروف مقطّعات بلحاظِ مفہوم کیا ہیں؟

حروف مقطّعات کا مفہوم صدیوں سے لاینحل خیال کیا جا رہا ہے۔ کتب روایات نے ان کے متعلق مسلمانوں کے ذہن میں صدیوں سے وَاللہُ اَعلَمُ حَیثُ مُرَادِہ بٹھا رکھا ہے یعنی اِن کا مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بالفاظِ دیگر مَعَاذَ اللہ مَعَاذَ اللہ رسولؐ اکرم بھی حروف مقطّعات کا مفہوم نہیں جانتے تھے۔ کیا خوب روایتی تصور کہ اللہ تعالی نے عوام کی طرف جو کتاب نازل فرمائی ہے اس کا کچھ حصہ ایسا ہے جسے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ خود رسول اکرم سلامُ' علیہ نے بھی بقول روایات نہ سمجھا نہ اُمت کو سمجھایا۔ لیکن علماء کرام ہیں کہ باوجود اس کے یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ حروف مقطّعات کا مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن پھر ان کا مفہوم بتانا بھی شروع کر دیتے ہیں کہ الف سے اللہ لام سے جبرئیل اور م سے مُحَمَّد مراد ہے۔ یہ الٓمّٓ کا مفہوم بتایا جاتا ہے۔ کیا خوب ہے قاعدہ کلیہ کہ دو لفظوں کے تو پہلے حروف لئے گئے ہیں اور تیسرے کا آخری اور میم مشدّدہ، المختصر! یہ تو ہیں روایتی نظریئے جو اس عقیدے کے باوجود پیش کئے جاتے ہیں حُروفِ مقطّعات کا مفہوم اللہ کے سِوا کوئی نہیں جانتا اور

اُدھر حُب اور بغض کے تعویز بھی حروفِ مقطّعات کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔ہم پوچھتے ہیں، اگر حروفِ مقطّعات سمجھنے کے لئے نہیں اُترے تھے تو کیا میاں بیوی میں جھگڑا ڈالنے اور غیر عورتوں کو نامحرم مرَدوں کے دامِ محبت میں پھنسانے کے لئے نازل ہوئے تھے؟ العیاذُ باللہ!

اب قرآن کریم کی سنئے:

قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے چار مرتبہ کے مسلسل تکرار کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے، کہ بالتحقیق ہم نے قرآنِ کریم کو آسان کررکھا ہے۔ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ) (54/17۔ اور تقاضائے انصاف بھی یہی ہے کہ جن لوگوں کی طرف چٹھی بھیجی جائے وہ اُن کی عقل وفہم کے مطابق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اُن میں کا اعلیٰ ترین فرد یعنی نبی علیہ رسولؐ بھی اس کے کچھ حصے کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ اللہ تعالیٰ کے دعویٰ کے مطابق قرآنِ کے مطابق قرآن کریم یقینا آسان اور عام فہم ہے۔ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ کے الفاظ پر دوبارہ غور فرمائیں۔ القرآن میں الف لام استغراقی ہے یعنی حروفِ مقطّعات سمیت، سارے کا سارا قرآنِ کریم آسان ہے۔ اِن حروف کا مفہوم عرض کرنے سے پیشتر یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ حروف قرآن کریم کی 29 سورتوں کے شروع میں آئے ہیں اور ان میں سے بعض پنج حرفی ہیں بعض چار حرفی بعض سہ حرفی اور بعض یک حرفی ہیں بالترتیب مثالیں ملاحظہ فرمائیں:۔

کٓھٰیٰعٓصٓ۔ الٓمّٓ۔ الٓر۔ حٰمٓ۔ نٓ

ایک آسان مثال سے سمجھئے گئے۔

حروفِ مقطّعات کا مفہوم سمجھانے کے لئے قرآن کریم کی ایک آسان ترین مثال پیش کی جاتی ہے اگر آپ پوری توجہ فرمائیں گے تو بیک نظر ذہن نشین ہوجائے گی انشاءاللہ۔ سورۃ یٰس کا پہلا لفظ ہے۔ یٰس۔ یہ دوحرفی مُقطّعہ ہے۔ ارشاد باری ہے۔)(36/1-3

یٰس)(36/1

یٰسٓ یعنی اے وہ انسان (جس کی طرف یہ وحی نازل کی جاتی ہے یعنی اے رسولؐ)

!(36/1)

وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ)(36/2

قسم ہے قرآن حکیم کی یعنی قرآن نے سچائیوں اور غیر سچائیوں کو علیحدہ علیحدہ کر رکھا ہے جو اپنی گواہی آپ ہیں اور قرآن درست و نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے۔((36/2

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ)(36/3

اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رکھنا (کہ اے محمدؐ) تم رسولوں میں سے ہو۔((36/3

آیت مجیدہ کا مفہوم سمجھنے سے پہلے لفظ یٰس کا تجزیہ اور آیت مجیدہ کی ترتیب پر غور فرمائیں:۔

دیکھیئے: لفظ یٰس کے دو حصے ہیں یا اور س۔۔ یا حرف ندا اور س منادیٰ ہے اور اِنکَ میں کَ ضمیر واحد مخاطب کا مرجع بھی یہی س وہ ذات گرامی ہے جسے آیت زیر بحث میں اللہ تعالیٰ نے یٰا کے لفظ سے مخاطب کر کے قرآنی شہادت پیش کی ہے کہ آپ مرسلونؑ میں سے ایک مرسلؑ ہیں۔

اب بتایئے! مذکورہ صفت کا حامل کون ہے؟ وہ کون سی ذاتِ مقدس ہے جن کے نبی علیہ ؑ رسولؑ ہونے پر قرآن حکیم کی شہادت ثبت ہے؟ دیکھیئے! اس سوال کا جواب کس طرح آپ کی زبان سے بے ساختہ نکل رہا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْه۔

فلہٰذا روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ س جناب محمد رسول اللہ سلامٌ علیہ کا لقبِ گرامی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم سلامُ علیہ کو مخاطب کر کے یاد فرمایا ہے۔ اے س ! قرآنِ کریم کی شہادت ہے کہ بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ایک رسولؑ ہیں۔

س کا مفہوم:۔

س کیا ہے اور یہ کس لفظ کا قطع کردہ حرف ہے۔ اِس کا جواب اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق رسولوں کی فہرست میں ملے گا۔ زکریا سلامُ علیہ کو خوشخبری ان الفاظ میں دی گئی تھی ۔

اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًام بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (3/39)

(مفہوم) اے ذکریا! بے شک اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو قانون الٰہی کا مصدق سید

متحمل مزاج، نبی، اور صالحین میں سے ہوگا۔ (3/39)

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے یحییٰ سلامُ علیہ کی پانچ صفتیں بیان کی ہیں جن میں ایک صفت سید ہے۔

پس

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ (2/285)

(یہی وجہ ہے کہ) رسول نے ہر اس سچائی اور حکم و قانون کو تسلیم کیا جو اس پر اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا۔ اور اہلِ ایمان نے بھی اسے تسلیم کیا اور سب ہی اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور (ان کا دعویٰ ہے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان بھی (ان کے ایمان کے معاملے میں) فرق نہیں کرتے۔ اور (وہ اللہ کی بارگاہ میں یہ) عرض کرتے ہیں (کہ اے پروردگار! تیرے احکام و قوانین جو) ہم نے سنے تو ان کی ہم نے اطاعت کر لی ہے۔ اور اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم تیری حفاظت میسرّ آنے کے طلبگار ہیں کیونکہ ہم واپس تیری ہی طرف چلے آ رہے ہیں۔

کے مطابق اللہ تعالیٰ کے سارے رسول معہ صاحب قرآن سید ہیں۔ فلہٰذا ثابت ہوا کہ یٰس کا س اپنے پورے لفظ سید سے پہلا قطع کردہ حرف اور اسی کا قائم مقام ہے پس آیت مجیدہ کا قرآنی مفہوم یہ ثابت ہوا:۔ اے سید قرآن کریم کی شہادت ہے کہ بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ایک رسولؐ ہیں۔ (2/285)

نتیجہ صریح

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے سارے حروف مقطّعات رسول اکرم سلامُ علیہ کے وہ متعدد القاب گرامی ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ کو بزبان وحی مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ (مزید دلائل آگے آ رہے ہیں)۔

قاعدہ کلیہ

سابقہ صفحات میں لفظ یٰس کی بحث ہدیہ ناظرین ہوچکی ہے جس میں س حرف مقطعہ مرجع ہے۔ک ضمیر واحد مذکر مخاطب کا اور چونکہ یہ ضمیر صاحب قرآن ہی کے لئے آئی ہے اس سے قرآن کریم کی روشنی میں ایک قاعدہ کلیہ نکھر کر سامنے آرہا ہے کہ حروف مقطّعات محمد رسول سلامُ علیہ ہی کے القاب گرامی ہیں۔لہٰذا ضروری ہے کہ ان کے بعد ہر مقام پر محمد رسول اللہ سلامُ علیہ کی طرف خطاب پایا جائے اس سلسلے میں گذارش ہے کہ 29 حروف مقطّعات میں ہر مقام پر یا تو ک ضمیر مخاطب کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا گیا ہے اور یا کسی فعل امر کے ساتھ آپ کو کوئی حکم دیا گیا ہے یادر ہے کہ 27 سورتوں میں حروف مقطّعات کے متصل خطاب موجود ہے اور صرف 2 سورتیں ایسی ہیں جن میں خطاب دور واقع ہوا ہے یہ ہیں 29 مقطعات:۔

1۔یٰس)(36/1

یٰسٓ یعنی اے وہ انسان (جس کی طرف یہ وحی نازل کی جاتی ہے یعنی اے رسولؐ)! **(36/1)**

وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ)**(36/2**

قسم ہے قرآن حکیم کی یعنی قرآن نے سچائیوں اور غیر سچائیوں کو علیحدہ علیحدہ کر رکھا ہے جو اپنی گواہی آپ ہیں اور قرآن درست و نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے۔)**(36/2**

اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ)**(36/3**

اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رکھنا (کہ اے محمدؐ) تم رسولوں میں سے ہو۔)**(36/3**

دیکھئے اِنَّکَ یہاں میں مرجع کے عین متصل ک ضمیر مخاطب سے آپ کو خطاب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع س ہے۔

2۔طٰہٰ)(20/1

مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی)**(20/2**

طٰہٰ ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے تو نازل نہیں کیا کہ تم زندگی کی مسرتوں اور مرادوں سے محروم ہوکر مشقتوں میں پڑ جاؤ۔ (20/2)

دیکھئے! یہاں عَلَیۡکَ میں مرجع کے عین متصل ک ضمیر مخاطب سے آپ کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع طٰہٰ ہے۔

3۔ کٓھٰیٰعٓصٓ (19/1)

ک۔ ھ۔ ی۔ ع۔ ص

ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا (19/2)

یہ ذکر ہے تمہارے رب کی اس صفت کا جو سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والی ہے اور جو اس نے اپنے بندے زکریا کو میسر کی تھی۔ (19/2)

دیکھئے! یہاں رَبِّکَ میں مرجع کے عین متصل ک ضمیر مخاطب سے آپ کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع کٓھٰیٰعٓصٓ ہے۔

4۔ حٰمٓ (42/1)

عٓسٓقٓ (42/2)

کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (42/3)

حٰمٓعٓسٓقٓ اسی طرح تمہاری اور اُن (رسولوں) کی طرف جو تم سے پہلے گزرے ہیں اللہ وحی بھیجتا رہا ہے کیونکہ وہ لامحدود قوتوں اور غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست و نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔ (42/3)

دیکھئے! یہاں اِلَیۡکَ اور قَبۡلِکَ میں دو مرتبہ کے تکرار سے مرجع کے عین متصل مذکور ک ضمیر مخاطب سے نبی اکرم سلامٌ علیہ کو مخاطب کیا گیا ہے ان ضمیروں کا مرجع حٰمٓ عٓسٓقٓ ہے۔

5۔ طٰسٓمٓ (26/1)

تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ (26/2)

یہ آیات کتابِ مبین کی ہیں یعنی یہ سچائیاں واحکام وقوانین ایک واضع ضابطہء حیات کے ہیں۔((26/2

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ)(26/3

(مگر اے رسولؐ) یوں نظر آتا ہے کہ اگر یہ لوگ اس ضابطہء حیات کی صداقتوں کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار نہیں کرتے تو تم (ان کے غم میں) اپنی جان گھلا دو گے۔((26/3

دیکھئے! یہاں نَفۡسَکَ میں مرجع کے عین متصل کَ ضمیر مخاطب سے آپ کو خطاب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع طٰسٓم ہے۔

6۔طٰسٓمّٓ)(28/1

تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ)(28/2

طٰسٓم یہ آیات یعنی یہ سچائیاں و احکام وقوانین کتابِ مُبین یعنی واضع وشفاف ضابطۂ حیات کے (یعنی قرآن کے) ہیں۔((28/2

نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَ فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ)(28/3

(اِس میں) ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کی داستانِ (کشمکش کا ایک بار پھر کچھ حصہ) سناتے ہیں جو حقیقت پر مبنی ہے۔ (اور یہ ہم) اُن لوگوں کے لئے (بیان کر رہے ہیں) جو نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں (تا کہ وہ اِس سے سبق آموز آگاہی حاصل کریں)۔((28/3

دیکھئے! یہاں عَلَیۡکَ میں مرجع کے عین متصل کَ ضمیر مخاطب سے آپ سلامٌ علیہ کو خطاب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع طٰسٓم ہے۔

7۔الٓمّٓرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ الۡحَقُّ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ)(13/1

الٓمّٓر یہ احکام وقوانین وسچائیاں (آیات) اس ضابطۂ حیات کے ہیں جسے تمہاری طرف

تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو مکمل سچ ہے لیکن اکثر انسان اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہتے ہیں۔((13/1

دیکھئے یہاں اِلَیک میں مرجع کے عین متصل ک ضمیر مخاطب کے ساتھ آپ سلامؑ علیہ کو خطاب کیا گیا ہے اوراس کا مرجع الٓمّرٰ ہے۔

8۔الٓمّٓصٓ)(7/1

کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیکَ فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ)(7/2

الٓمّٓصٓ یہ ضابطہء حیات تمہاری طرف اس لئے نازل کیا ہے تا کہ تم غلط راستہ اختیار کرنے والوں کواس کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردو۔(یہ ایک مشکل ذمہ داری ہے، اس لئے) تمہارے سینے میں یعنی تمہارے احساسات وجذبات میں کوئی گھبراہٹ اور تنگی محسوس نہیں کی جانی چاہیے۔اور وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمنان و بےخوفی کی راہ اختیار کر چکے ہیں تو تم انہیں یاد دلاتے رہو کہ(اس ضابطہء حیات کے مطابق ان کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں جنھیں مکمل کرنے کےعوض وہ ابدی مسرتوں سےنوازے جائیں گے)(7/2)

دیکھئے! یہاں اِلَیکَ اور صَدْرِکَ میں مرجع کے عین متصل ک ضمیر سے دو مرتبہ کے تکرار کے ساتھ آپ سلامؑ علیہ کومخاطب کیا گیا ہے اوران کا مرجع الٓمّٓصٓ ہے۔

9۔الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ)(14/1

الٓرٰ یہ کتاب یعنی یہ ہے وہ ضابطۂ حیات جسے ہم نے تمہاری طرف اس لئے نازل کیا ہے تا کہ تم نوعِ انساں کوظلمت سے نکال کر(یعنی تخریبی قوتوں سے نکال کر یعنی زیادتی و بےانصافی، جبر وتشدد، جرم وگناہ، تباہی و بربادی، شرک وغلامی وکفر وجہالت سے نکال کر) نُور کی طرف لے آؤ(یعنی تعمیری قوتوں یعنی حسن وتوازن، عدل وانصاف وعلم وبصیرت، آزادی، احترام ومحبت، امن واطمینان وایمان کی طرف لے آؤ۔کیونکہ وہی)لامحدود غلبے والا ہے اوروہ اپنی ذات میں ہی اس قدر لامحدود، مکمل، اور

بے خطا ہے کہ اس پر خود بخود تحسین وستائش طاری رہتی ہے۔(14/1)

دیکھئے! یہاں اِلَیک میں مرجع کے عین متصل ک ضمیر مخاطب سے نبی اکرم سلامؑ علیہ کومخاطب کیا گیا ہے اوراس کا مرجع الٓمّر ہے۔

10۔نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ (68/1)

نٓ قسم ہے قلم کی یعنی قلم جو علم کے اظہار کا ذریعہ ہے اور (نازل کردہ وحی کو) اس سے لکھنے والے لکھ رہے ہیں، وہ اس حقیقت پر گواہی ہے کہ:(68/1)

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ (68/2)

تم اپنے رب کی نعمت سے (یعنی تم نورِ نبوت سے سرفراز ہو،5/15)۔اس لئے تم قطعئی طور پر دیوانے نہیں ہو (کیونکہ کیا دیوانے ایسی آ گاہی اور ایسی تعلیم پیش کیا کرتے ہیں جیسی تم پیش کر رہے ہو؟) (68/2)

وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ (68/3)

اور ہر تحقیق گواہ رہے گی (اِنَّ) (کہ تم جو عظیم جدو جہد کر رہے ہو) اس کے لئے تمہیں ایسا صلہ دیا جائے گا جو کبھی ختم نہ ہونے والا ہوگا۔(68/3)

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (68/4)

اور (کیا یہ لوگ عقل و ہوش سے کام نہیں لیتے کہ جو شخص اس قدر بلند سیرت کا مالک ہو، وہ دیوانہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اس صداقت کے لئے) ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ (اے رسولؐ) تم اخلاق کی عظمتوں پر فائز ہو۔(68/4)

دیکھئے! یہاں اَنت ضمیر مخاطب کے علاوہ رَبِّکَ،لَکَ اوراِنَّکَ میں مرجع کے عین متصل ک ضمیر مخاطب کے ساتھ آپ کو بتکرار مخاطب کیا گیا ہے اوران ہر سہ ضمائر کا واحد مرجع ن ہے نیز اس سورت میں اس مرجع کی طرف پھرنے والی مزید متعدد ضمیریں مرجع کے عین متصل مذکور ہیں۔

11۔الٓمّٓ (2/1)

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (2/2)

یہ (قرآن) ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو لا ریب ہے یعنی جس میں کوئی شک، بے چینی، الجھن اور تضاد پیدا کرنے والی بات نہیں اور یہ ان لوگوں کو درست و روشن راہ دکھاتے ہوئے اطمینان بھری منزل تک لے جاتا ہے (ہدایت)، جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہتے ہیں (متقین) (اور جو نہیں بچنا چاہتے تو ان کے لئے برابر ہے چاہے تم انہیں تباہیوں سے آگاہ کرو یا نہ کرو 2/6)۔(2/2)

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ)(2/3

(چنانچہ) جو لوگ غیب unperceivable presence and unperceivable absence یعنی نا قابلِ ادراک حقائق پر ایمان لاتے ہیں اور نظامِ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں یعنی پرستش سمیت نازل کردہ نظامِ زندگی کو نافذ کرتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا نظام قائم کرتے ہیں یعنی دولت کی تقسیم کا ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس سے انسانوں کی نشوونما ہوتی رہتی ہے اور زندگی کی نشوونما کا سامان جو ہم نے انہیں دیا ہے، وہ اس میں سے (حقیقی ضرورت مندوں کے لئے) کھلا رکھتے ہیں، (2/3)

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْن)(2/4

اور (اے محمدؐ) جو لوگ تمہاری طرف نازل کئے گئے اس (قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں یعنی اس کو تسلیم کر کے خوف اور کشمکش سے آزاد ہو جاتے ہیں یعنی امن میں داخل ہو جاتے ہیں اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل کیا گیا (ان سب پر ایمان رکھتے ہیں) اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں، (2/4)

دیکھئے! یہاں اِلَیکَ اور قَبلِکَ مرجع کے عین متصل کَ ضمیر مخاطب کے دو مرتبہ کے تکرار سے نبی اکرم سلامٌ علیہ کو مخاطب کیا گیا ہے اور ان کا ضمیروں کا واحد مرجع الٓمّٓ ہے۔

12۔الٓمّٓ)(3/1

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ)(3/2

الٓمّٓ اللہ کے سوا کسی کی پرستش و اطاعت نہ کرو۔ وہ ہمیشہ زندہ ہے (مگر کسی زندگی کا محتاج نہیں اور دوسروں کو زندگی بخشتا ہے) اور وہ ہمیشہ قائم ہے (مگر اپنے قائم رہنے کے لئے کسی کا محتاج نہیں اور ہر ایک کو قیام عطا کرنے والا ہے)۔(3/2)

نَزَّلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَ اَنۡزَلَ التَّوۡرٰۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ)(3/3

(اے رسولؐ)اس نے تم پر کتاب یعنی وہ ضابطۂ حیات نازل کیا ہے جو مکمل سچ ہے اور جو کچھ بھی اس سے پہلے نازل کیا گیا یہ اسے سچ کر دکھانے والا ہے۔اور اس نے ہی تورات اور انجیل (جیسے ضوابطِ حیات) نازل کئے تھے۔((3/3

دیکھئے! اس میں عَلَیۡکَ مرجع کے عین قریب کی ضمیر مخاطب کے ساتھ نبی اکرم سلامٌ علیہ کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع الٓمّٓ ہے۔

13۔الٓرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ)(15/1

الٓرٰ یہ سچائیاں اور احکام وقوانین اس ضابطۂ حیات کے یعنی قرآن کے ہیں جو واضع حقائق رکھنے والا ہے۔((15/1

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ)(15/2

اکثر ایسا ہوتا ہے (کہ غوروفکر نہ کرنے والے سب کچھ گنوا کر پچھتاتے رہتے ہیں۔اسی طرح) جو کافر ہیں یعنی وہ لوگ جنھوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے وہ آرزو کریں گے! کہ کتنا اچھا ہوتا کہ وہ مسلمان ہو گئے ہوتے۔((15/2

ذَرۡہُمۡ یَاۡکُلُوۡا وَ یَتَمَتَّعُوۡا وَ یُلۡہِہِمُ الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ)(15/3

مگر تم (اِس وقت انہیں ان کے حال پر) چھوڑ دو (کہ وہ حیوانی سطح پر) کھائیں (پیئیں اور دنیا کی زندگی سے) فائدہ اٹھالیں اور ان کی لمبی چوڑی آرزوئیں انہیں غفلت میں مبتلا کر کے (اللہ کے احکام سے دُور رکھیں گی لیکن وہ وقت دُور نہیں جب انہیں اپنے غلط راستے کے انجام کا) علم ہو جائے گا۔((15/3

دیکھئے! یہاں ذَرۡھُم کے فعل امر کے خطاب سے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم سلامٌ علیہ کو مخاطب فرمایا ہے اور اس امر کا مامور مخاطب الٓرٰ ہے۔

14۔حٰمٓ)(40/1

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ)(40/2

حٰم اس کتاب کا یعنی قرآن کا نازل کیا جانا اللہ کی جانب سے ہے جو لامحدود قوتوں والا اور لامحدود علم والا ہے۔(40/2)

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ)(40/3

اور جو گناہوں سے محفوظ رہنے کے لئے (اس کی مدد و رہنمائی مانگے وہ اسے گناہوں سے) محفوظ کر لینے والا ہے۔توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے یعنی جو غلط راستہ چھوڑ کر واپس صحیح راستہ پر آنا چاہے، وہ اسے اس کا موقع فراہم کرنے والا ہے۔اور (جو اس ضابطۂ حیات سے سرکشی و بغاوت کرے) وہ اس کی سخت گرفت کرنے والا ہے۔اور (جو اس ضابطۂ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی جدوجہد کرے) وہ اسے خوشحالیاں اور فراخیاں عطا کرنے والا ہے۔(اور حقیقت یہ ہے کہ) اس کے سوا کسی کی، کسی بھی طرح غلامی و پرستش نہیں کی جانی چاہئے۔(اور کیونکہ اسی ضابطۂ احکام وقوانین کے پیمانے کے مطابق اعمال کی باز پرس ہوگی، 1/3 اس لئے یاد رکھو! کہ سب کے سب) اسی کی طرف لوٹ کر چلے جا رہے ہیں (جہاں آخرکار جواب دینا پڑے گا)۔(40/3)

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِى الْبِلَادِ)(40/4

اللہ کی آیات کے بارے میں وہی لوگ جھگڑے بکھیڑے نکالتے ہیں، جنہوں نے طے کر لیا ہوتا ہے کہ وہ ان کی صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کئے رکھیں گے۔(ان لوگوں کو) شہروں اور بستیوں میں (جو آسائشیں و اختیارات حاصل ہیں، ان کی وجہ سے وہ بڑے تکبر اور آرام سے) چل پھر رہے ہیں۔لیکن یہ بات تمہیں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ کر دے۔(ان کا انجام تباہی و بربادی ہوگا۔اس کا ثبوت گزری ہوئی ایسی کئی قوموں کی تباہیوں سے مل سکتا ہے، 30/9)۔ (40/4)

دیکھئے! یہاں یَغْرُرْكَ میں مرجع کے بالکل قریب کَ ضمیر مخاطب سے نبی اکرم سلامٌ علیہ کو خطاب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع حٰم ہے۔

15۔حٰمٓ)(44/1

حٰمٓ

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ)(44/2

حٰمٓ قسم ہے واضح کتاب کی (یعنی قرآن نے سچائیوں اور غیر سچائیوں کو اِس طرح علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے کہ وہ واضح ہو کر اپنی گواہی آپ بن گئی ہیں)۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ)(44/3

اِس میں کوئی شک وشبہ نہ رکھو کہ ہم نے اس (واضح کتاب قرآن کا) نازل کرنا ایک ایسی رات میں کیا (جو نوعِ انسان) کے لئے ثبات واستحکام کا باعث بن گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم (شروع سے ہی انسانوں کو) ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرتے آئے ہیں (اور یہ اسی سلسلۂ رُشد وہدایت کی آخری کڑی ہے)۔(44/3)

فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ)(44/4

(اس کتابِ مبین) میں تمام امُور کے فیصلوں کے پیمانے (یُفرق) حکمت پر مبنی ہیں۔ (44/4)

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ)(44/5

(اور یہ کتابِ مُبین یعنی یہ واضح ضابطۂ حیات قرآن) ہمارے پاس سے حکم ہو کر (نازل ہوا ہے)۔ اِس میں کوئی شک وشبہ نہ رکھنا کہ ہم (شروع ہی سے اِس وحی کو اپنے رسولوں کی طرف) بھیجتے رہے ہیں (تا کہ نوعِ انسان بربادیوں سے محفوظ ہو کر امن واطمینان میں داخل ہو جائے)۔(44/5)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ)(44/6

(اور یہ کتابِ مبین) سنورنے والوں کے لئے تمہارے رب کی طرف سے بتدریج مدد ورہنمائی فراہم کرتی ہے جو انہیں ان کے کمال تک لے جانے والی ہے (رحمۃ) کیونکہ بلاشبہ وہ سب کی سنتا ہے اور جانتا ہے (کہ انسان کی رہنمائی کے لئے کِس کِس بات کی ضرورت ہے)۔(44/6)

دیکھئے! یہاں رَبِّکَ میں کَ ضمیر مخاطب کے ساتھ نبی اکرم سلامٌ علیہ کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع حٰمٓ ہے۔

16۔ الٓمٓ)(29/1

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَ کُوْٓا اَنْ یَّقُوْ لُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْ نَ)(29/2

الٓمّٓ: کیا انسانوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر وہ بس اتنا کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے یعنی ہم نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کی سچائیوں کو تسلیم کرلیا ہے تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کو آزمایا نہ جائے گا (کہ کیا وہ واقعتیً احکام پر عمل بھی کر رہے ہیں یا نہیں یا صرف زبان سے ہی کہتے جا رہے ہیں کہ ہم ایمان والے ہیں)۔(29/2)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ)(29/3

اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم ان سے پہلے بھی لوگوں کو آزما چکے ہیں (جن کا دعویٰ تھا کہ ہم ایمان لے آئے)۔لہٰذا، اب بھی جو لوگ سچے ہیں اور جو جھوٹے ہیں ان کے بارے میں اللہ ضرور معلوم کرلے گا کہ (ان کے دعوے کی صداقت کیا ہے)۔(29/3)

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْ نَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْ نَا سَآئَ مَا یَحْکُمُوْ نِ)(29/4

اور جو لوگ بُرے عمل کرنے والے ہیں، تو کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔مگر بُرا ہے ان کا یہ (گمان) جس کو یہ اٹل سمجھ رہے ہیں۔(29/4)

مَنْ کَانَ یَرْ جُوْ ا لِقَآئَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰ تٍ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ)(29/5

اور جو کوئی اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اسے یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا (اور اعمال کا جواب دینا پڑے گا) کیونکہ وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (اس لئے انہیں آخرت کی جوابدہی کو نہ ماننے والوں کے فریب میں نہیں آنا چاہیے)۔ (29/5)

وَ مَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ)(29/6

اور جو کوئی جدو جہد کرتا ہے تو وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے (تاکہ اس کی زندگی سنور جائے۔ورنہ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تو ویسے ہی سارے عالمین سے بے نیاز ہے (یعنی کوئی اچھی جدو جہد کرے یا بُری جدو جہد کرے یا بالکل ہی نہ کرے تو اِس سے اللہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا)۔ (29/6)

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَ لَنَجْزِیَنَّھُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ)(29/7

البتہ (ہمارا قانون یہ ہے کہ) جو لوگ نازل کردہ احکام و قوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر کے سنورنے سنوارنے کے کاموں کے لئے جدوجہد کریں گے تو ہم ضرور ان کی بُرائیاں دُور کر کے انہیں ان کے اعمال کا ایسا صلہ دیں گے جو حسین و جمیل ہوگا۔(29/7)

وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ حُسۡنًا ؕ وَ اِنۡ جَاہَدٰکَ لِتُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡہُمَا ؕ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (29/8)

اور (جن حسین اعمال کے لئے) ہم نے انسان کو حکم دے رکھا ہے (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) اپنے ماں باپ سے حسین رویے اختیار کیے جائیں۔ البتہ اگر وہ یہ کوشش کریں کہ تم کسی اور کو میرے اختیار میں شریک کر لو جسے چاہے تم نہیں بھی جانتے ہو تو ان کی یہ بات ماننے سے انکار کر دو۔ (اور یہ بھی ہے) کہ تم لوٹ کر میری طرف آ رہے ہو جہاں میں تمہیں ضرور آگاہ کر دوں گا جو کچھ کہ تم کیا کرتے تھے۔ (29/8)

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدۡخِلَنَّہُمۡ فِی الصّٰلِحِیۡنَ (29/9)

(اور یہ بھی حقیقت ہے) کہ جو لوگ ایمان لائے اور سنورنے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو یقین رکھو کہ ان کا شمار ایسے لوگوں میں کر لیا جائے گا جو صالح ہیں یعنی جو زندگی کو حسن و توازن بخشنے کے لئے سنورنے سنوارنے کی جدوجہد میں مصروف رہے۔(29/9)

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتۡنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ ؕ وَ لَئِنۡ جَآءَ نَصۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکَ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمۡ ؕ اَوَ لَیۡسَ اللّٰہُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِیۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِیۡنَ (29/10)

مگر (دوسری جانب) انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو ویسے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے لیکن جب اسی اللہ کے لئے وہ ایسے انسانوں سے (جنہوں نے اللہ کا انکار کر رکھا ہے) ستائے جاتے ہیں اور آزمائش میں ڈال دیے جاتے ہیں تو وہ اسے اللہ کا عذاب (سمجھ لیتے ہیں)۔ لیکن اگر تمہارے رب کی طرف سے (اس دوران) کوئی مدد آ جائے تو پھر وہ (اہلِ ایمان) سے ضرور کہتے ہیں! کہ یقین جانو کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ (لیکن ان سے پوچھو کہ) کیا اللہ اپنے ان سارے علمی

جہانوں کے اندر جو راز چھپے ہیں انہیں نہیں جانتا؟((29/10

دیکھئے! یہاں رَبِّک میں ک ضمیر واحد مخاطب کے ساتھ آپ سلامُ علیہ کو مخاطب کیا گیا ہے اوراس کا مرجع الٓمّ ہے

17۔الٓمّ)(31/1

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ)(31/2

الٓمّ یہ آیات یعنی یہ نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین اس ضابطۂ حیات کے ہیں جو درست و نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے۔((31/2

ھُدًی وَّ رَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ)(31/3

اور یہ ان لوگوں کی درست و روشن راستے کی طرف مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے جو حقیقی ضرورت مندوں کو ان کی ضرورت کے مطابق عدل سے زیادہ دینے والے اور زندگی کے حسن و توازن میں اضافہ کرنے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں (محسنین)۔((31/3

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ)(31/4

(اور یہ آیات ان لوگوں کے لئے بھی ہدایت ورحمت ہیں) جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں یعنی جو نماز سمیت اللہ کے احکام وقوانین کا نظام قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں تا کہ افراد کی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی رہے اور یہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔((31/4

اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ)(31/5

(وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی کا راستہ آیات 31/3 اور 31/4 کے مطابق اختیار کر رکھا ہے تو پھر یقین کرلو کہ) یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی مرادوں کی کھیتیاں لہلہا اٹھیں گی (مفلحون)۔((31/5

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ)(31/6

(ان کے برعکس) انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو بلاسوچے سمجھے ایسی باتوں کو خرید لاتے ہیں جو انسان کی توجہ کو اللہ کے طے کردہ مقاصد اور ذمہ داریوں سے ہٹانے اور انہیں حیوانی سطح پر لانے کا سبب بنتی ہیں (لھوالحدیث)۔اور پھر ان سے (دوسروں) کو بھی اللہ کے راستے سے ہٹا کر غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں اور پھر (اللہ کے راستے کو) ہنسی مذاق ہی ٹھہراتے رہتے ہیں، تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب مھین ہے یعنی ایسا عذاب جو عزت و وقار چھین کر ذلیل و رسوا کر دینے والا ہوتا ہے۔((31/6

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡھَا کَاَنَّ فِیۡۤ اُذُنَیۡہِ وَقۡرًا فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ)(31/7

اور (ایسے لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری آیات یعنی ہماری سچائیاں و احکام وقوانین پیش کیے جاتے ہیں تو وہ تکبر سے منہ موڑ لیتے ہیں جیسے کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔ جیسے کہ ان کے کان بھاری ہو گئے ہوں (اور سننے کے قابل ہی نہ رہے ہوں)۔لہٰذا، انہیں خبر سنا دو کہ ان کے لئے عذابِ الیم ہے یعنی ایسا عذاب جو مسرتوں اور خوشگواریوں کو چھین کر دردناک الم و بے اطمینانی دینے والا ہوتا ہے۔((31/7

دیکھئے! یہاں بَشِّرۡہُ کے فعل امر کے ساتھ نبی اکرم سلامٌ علیہ کو خطاب کیا گیا ہے اور امر کا مامور مخاطب الٓمّ ہے۔

18۔الٓمّ)(32/1

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ)(32/2

الٓم یہ ضابطۂ احکام وقوانین (قرآن) جس میں کوئی بات بھی شک و بے چینی پیدا کرنے والی نہیں ہے یہ اس (اللہ) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس کے سارے جہان علم دینے والے ہیں اور وہ ان کی نشوونما کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال کی طرف لئے جا رہا ہے۔((32/2

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ بَلۡ ھُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اٰتٰھُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ لَعَلَّھُمۡ یَھۡتَدُوۡنَ)(32/3

(مگر مخالفین اُلجھن میں پڑے رہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے بھی کہ نہیں؟ اس لئے اللہ پوچھتا ہے کہ) کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ (اس قرآن کو اس رسولؑ) نے خود گھڑ لیا ہے اور اسے اللہ سے منسوب کر دیا ہے؟ (نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے) بلکہ (انہیں آگاہی دے دو کہ) یہ تمہارے رب کی طرف سے ایسا سچ ہے جسے کبھی جھٹلایا نہیں جا سکے گا (حق)۔ (اور یہ اس لئے ہے) تا کہ تم اس قوم کو جس کی طرف تم سے پہلے غلط راستوں پر چلنے کے خوفناک نتائج کی آگاہی دینے والا نہیں آیا تم انہیں آگاہ کر دو کہ اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار نہ کرنے کے تباہ کن نتائج نکل کر رہتے ہیں (اور یہ آگاہی اس لئے دو) تا کہ وہ درست و روشن راہ کے لئے رہنمائی حاصل کر لیں۔ (32/3)

دیکھئے! یہاں رَبِّکَ میں مرجع کے عین قریب ک ضمیر واحد مخاطب کے ساتھ نبی اکرم سلامُ علیہ کو مخاطب کیا گیا اور اس کا مرجع الٓمّٓ ہے۔

19۔الٓرٰ

كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ (11/1)

الٓرٰ یہ کتاب یعنی یہ وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے احکام وقوانین اٹل اور محکم بنیادوں پر قائم کیے گئے ہیں۔ پھر ان کی تفصیل (اس اللہ کی) طرف سے کر دی گئی ہے جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے اور جو ہر چیز کی مکمل خبریں رکھنے والا ہے۔ (11/1)

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِيۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ (11/2)

(اس ضابطۂ حیات کا مرکزی حکم یہ ہے کہ) سوائے اللہ کے مت کسی اور کی غلامی اختیار کرو۔ اور یہ ہر شک وشبے سے بالاتر ہے کہ میں اس کی جانب سے تمہاری طرف اس لئے آیا ہوں تا کہ تمہیں آگاہ کر دوں کہ غلط راستے اختیار کرنے کے نتائج خوفناک ہوتے ہیں اور درست راستے اختیار کرنے سے حسین خوشگواریوں اور سرفرازیوں کی خوشخبری میسر آتی ہے (نذیر وبشیر)۔ (11/2)

دیکھئے! یہاں اِنَّنِی میں نِیْ ضمیر واحد متکلم کے ذریعہ رسالتمآب سلامُ علیہ کی زبان مبارک سے آپ کے نذیر وبشیر ہونے کا اعلان کرایا گیا ہے۔ قُل فعل امر محذوف ہے اور اس امر کا مامور مخاطب

الرٰ ہے۔

20۔الرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ)(12/1

الرٰ یہ احکام وقوانین ایسے ضابطۂ حیات کے ہیں جو بالکل واضح ہے (اور جس میں کوئی اضطراب وشک والی بات نہیں،2/2)۔(12/1)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ)(12/2

اور اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا جو فصاحت سے لبریز ہے (عربیاً) (یعنی قرآن حقائق کو صاف صاف پیش کرنے والا ہے) تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لے سکو۔(12/2)

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ)(12/3

ہم اس قرآن کو تم پر وحی کے ذریعے نازل کر کے تم سے وہ قصے بہترین طریقے سے بیان کرتے ہیں جن سے اس سے پہلے یقیناً تم بے خبر تھے۔(انہی داستانوں میں سے ایک یوسفؑ کی داستان ہے جسے اب بیان کیا جاتا ہے)۔(12/3)

دیکھئے! یہاں عَلَیۡکَ اور اِلَیۡکَ میں مرجع کے متصل ک ضمیر واحد مخاطب کے ساتھ نبی اکرم سلامٌ علیہ کو دو مرتبہ مخاطب کیا گیا ہے اور ان ضمیروں کا واحد مرجع الرٰ ہے۔

21۔حٰمٓ)(43/1

وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ)(43/2

حٰم قسم ہے واضح کتاب کی (یعنی قرآن کی سچائیاں واحکام وقوانین اس قدر واضح ہیں کہ وہ اپنی گواہی آپ ہیں)۔(43/2)

اِنَّا جَعَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ)(43/3

اِس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رکھنا کہ ہم نے قرآن کو عربی میں بنایا (یعنی قرآن کو واضح اور غیر مبہم بنایا) تاکہ تم عقل وفکر سے کام لے کر اِسے سمجھو۔(43/3)

وَاِنَّهٗ فِیۤ اُمِّ الۡکِتٰبِ لَدَیۡنَا لَعَلِیٌّ حَکِیۡمٌ)(43/4

اور اِس میں بھی کوئی شبہ نہ رکھنا کہ (یہ قرآن) ہمارے اُس ضابطۂ علم میں (سے نازل کیا گیا ہے جو) ہمارے پاس ہے اور بلند و برتر ہے اور حکمت سے لبریز ہے۔((43/4

اَفَنَضۡرِبُ عَنۡکُمُ الذِّکۡرَ صَفۡحًا اَنۡ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِیۡنَ)(43/5

(اور اے رسولؐ! ان مخالفین سے پوچھو کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کیونکہ) تم اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑنے والی قوم ہو اس لئے ہم تمہیں یہ تعلیم و آگاہی دینا روک دیں گے (یا تمہاری خاطر تاریخی یادداشتوں کو تبدیل کر دیں گے یا جو کچھ گزری ہوئی امتوں کے ساتھ ہوا ہے وہ تمہارے ساتھ نہیں ہو گا)۔((43/5

وَکَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِیٍّ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ)(43/6

اور (وہ تاریخی یادداشتیں یہ ہیں کہ) ہم نے ان سے پہلی قوموں میں بھی کتنے ہی نبی بھیجے تھے۔((43/6

وَمَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡن)(43/7

اور کوئی نبی ایسا نہ آیا جس کا اُس کے لوگوں نے مذاق نہ اڑایا ہو۔((43/7

فَاَہۡلَکۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡہُمۡ بَطۡشًا وَّمَضٰی مَثَلُ الۡاَوَّلِیۡنَ)(43/8

لیکن ہم نے اُن قوموں کو تباہ کر دیا حالانکہ اُن کی (آہنی گرفت) اِن سے کہیں زیادہ مضبوط تھی۔(اور اگر یہ انہی کی راہ پر چلتے رہے تو جو کچھ اُن کے ساتھ ہوا وہی کچھ اِن کے ساتھ ہوگا)۔ان سے پہلے والوں کی مثالیں گزر چکی ہیں (جو انہیں بار بار دی جا رہی ہیں)۔((43/8

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ خَلَقَہُنَّ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ)(43/9

اور اگر تم ان سے پوچھو! کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے تو بلا شبہ وہ یہی کہیں گے کہ انہیں اس نے تخلیق کیا ہے جو لامحدود قوتوں والا ہے اور ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔((43/9

دیکھئے یہاں سَاَلۡتَہُمۡ میں تائے ضمیر مخاطب کے ساتھ نبی سلامٌ علیہ کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع حٰمٓ ہے۔

22۔حٰمٓ (41/1)

تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (41/2)

حٰم (یہ قرآن اس اللہ کی طرف سے) نازل کیا گیا ہے جو رحمن ہے اور رحیم ہے۔ (41/2)

کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ (41/3)

(اور یہ قرآن) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات الگ الگ نکھار کر بیان کر دی گئی ہیں اور اس کی زبان بھی بڑی واضح اور صاف رکھی گئی ہے تاکہ جو علم رکھنے والی قوم ہے (اگر وہ اسے سمجھنا چاہے تو اس کے سامنے اس کے مطالب واضح طور پر آ جائیں)۔ (41/3)

بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ (41/4)

(لہٰذا، یہ قرآن جو نازل کردہ ضابطۂ حیات ہے) آگاہی دیتا ہے! کہ اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کے نتائج کس قدر خوشگوار ہوتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی کرنے سے کیسی کیسی تباہیاں آتی ہیں (بشیر ونذیر)۔ (جن لوگوں کے سامنے تم اس قرآن کو پیش کر رہے ہو) اُن میں سے اکثر کی حالت یہ ہے کہ وہ اِسے سنتے تک نہیں ہیں اور یونہی منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ (41/4)

وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ (41/5)

اور کہتے ہیں کہ تم ہمیں جس بات کی طرف بلاتے ہو تو اس کی طرف سے ہمارے دل پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے۔ اور (یہ بھی کہتے ہیں! کہ) ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ لہٰذا، تم اپنا کام کرتے جاؤ اور بلاشبہ ہم اپنا کام کرتے جاتے ہیں۔ (41/5)

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡہُ وَ وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ (41/6)

(ان سے) کہو! کہ میں تمہارے ہی جیسا بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے! یہ کہ تمہارا معبود، معبودِ واحد (صرف اللہ) ہے۔ لٰہذا، صرف اُسی کی طرف قائم رہو اور تباہیوں سے بچنے کے لئے اُسی سے سامانِ حفاظت طلب کرو۔ (یاد رکھو کہ) جو لوگ شرک کرتے ہیں تو وہ تباہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔(41/6)

دیکھئے! یہاں قُلْ کے فعل امر کے خطاب سے آپ کو مخاطب کیا گیا ہے اور اس امر کا مامور مخاطب حٰمٓ ہے

23۔حٰمٓ)(45/1

تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ)(45/2

حٰم کتاب کا (یعنی قرآن کا یعنی ضابطۂ حیات کا) نازل کیا جانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو لامحدود قوتوں و غلبے والا ہے اور لامحدود حکمت کا مالک ہے۔(45/2)

اِنَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ)(45/3

اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں اہلِ ایمان کے لئے آیات ہیں (یعنی اللہ کی نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر لینے والوں کے لئے اِس کائنات کے ہر ذرے اور ہر قوت میں لامحدود حقائق ہیں جو تحقیق طلب ہیں)۔(43/3)

وَفِىۡ خَلۡقِكُمۡ وَمَا يَبُثُّ مِنۡ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ)(45/4

اور تمہاری تخلیق میں اور (چاروں طرف) پھیلی ہوئی زندگی رکھنے والی دوسری مخلوقات میں ایمان رکھنے والی قوم کے لئے آیات میں (یعنی لامحدود حقائق ہیں جو تحقیق طلب ہیں)۔(45/4)

وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ)(45/5

اور رات اور دن کے اختلاف (میں آیات ہیں)۔ اور اس رزق میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا پھر زمین کو اس سے اس کی مُردنی کے بعد زندہ کر دیتا ہے (ان سب میں آیات ہیں)۔ اور ہواؤں کے رخ پھیرنے میں عقل رکھنے والی قوم کے لئے آیات ہیں (یعنی لامحدود حقائق ہیں جو تحقیق

طلب ہیں)۔(45/4)

تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍم بَعْدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْن)(45/6)

(جس اللہ کے احکام وقوانین ساری کائنات میں سرگرمِ عمل ہیں اسی) اللہ کے یہ احکام وقوانین ہیں جوایک ناقابلِ انکارسچائی کی حیثیت سے تمہارے سامنے پیش کیے جارہے ہیں(تاکہ نوعِ انسان اپنی زندگی کے طریقوں وسلیقوں کی بنیاد ان پر رکھے۔لہٰذا، ان سے پوچھا جائے کہ اس قدر واضح حقائق اوردلائل کے بعد بھی اگروہ ایمان نہیں لاتے تو) پھراللہ اوراس کی آیات کے بعد یہ لوگ اورکس بات پر ایمان لائیں گے۔(45/6)

دیکھئے! یہاں عَلَیْکَ میں کَ ضمیرواحد مخاطب کے ساتھ نبی سلامُ علیہ کوخطاب کیا گیا ہے اور اس کامرجع حٰمٓ ہے

24۔حٰمٓ)(46/1

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ)(46/2

حٰمٓ یہ کتاب(یعنی قرآن)اس اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جولامحدودقوتوں وغلبے والا ہےاورلامحدودحکمت کامالک ہے۔(46/2)

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ)(46/3

(اس ضابطۂ حیات کونازل کرنے والا اللہ کہہ رہا ہے کہ) ہم نے آسمان کواورزمین کواور جو کچھ ان کے درمیان ہے(یونہی تخلیق نہیں کردیا، بلکہ)ایک حقیقت کے ساتھ اورمقررہ مدت تک کے لئے تخلیق کیا ہے(اوراس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہرعمل اپنا ٹھیک ٹھیک نتیجہ پیدا کرے، 45/22)۔لیکن جولوگ نازل کردہ حقیقتوں سے انکارکرتے ہیں، انہیں جب آگاہ کیا جاتا ہے کہ تمہاری غلط روش کی وجہ سےتم پرتباہی آجائے گی تووہ اس سے منہ پھیرکرچل دیتے ہیں۔(46/3)

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَآ اَوْ اَثٰرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ)(46/4

ان لوگوں سے کہو! کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، کیا تم نے کبھی (ان کے متعلق) غور بھی کیا ہے؟ (اور کیا تم) مجھے دکھا سکتے ہو کہ انہوں نے زمین میں کیا کچھ تخلیق کیا ہے؟ یا انہوں نے آسمانوں میں کس چیز میں شرکت کر رکھی ہے؟ (لیکن اگر اپنے اس عقیدے) میں تم سچے ہو تو (اس کی تائید میں) اس سے پہلے کسی نازل شدہ کتاب کی سند لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش کرو۔ (46/4)

دیکھئے! یہاں قُل کے امر سے نبی اکرم سلامٌ علیہ کو خطاب کیا گیا ہے اور اس امر کا مامور مخاطب

ختم ہے۔

25۔ طٰسٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ (27/1)

هُدًی وَّ بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ (27/2)

طٰس (اور کتابِ مبین قرآن کی یہ آیات) صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور اہلِ ایمان کو یعنی ان لوگوں کو جو نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کر کے امن میں یعنی اطمینان و بے خوفی کی حالت میں داخل ہو جاتے ہیں یہ انہیں خوشخبری دیتی ہیں کہ ان احکام و قوانین پر چلتے رہنے کے نتائج حسین و جمیل ہوتے ہیں (بشریٰ)۔ (27/2)

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (27/3)

(اور یہ خوشخبری انہی اہلِ ایمان کے لئے ہے) جو صلواۃ اور زکواۃ کی ادائیگی (کے نظام کے) قیام کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں جو آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ (27/3)

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَھُمْ اَعْمَالَھُمْ فَھُمْ یَعْمَھُوْنَ (27/4)

(ان اہلِ ایمان کے برعکس) جو لوگ آخرت کی زندگی کو تسلیم ہی نہیں کرتے (اور اسی مادی زندگی کو اول و آخر سمجھ کر مادی فائدوں کے لئے زندگی گزارتے ہیں) تو ہم ان کے اعمال کو ان کے لئے خوشنما بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ پھر وہ (اسی خود فریبی میں) بھٹکتے پھرتے ہیں۔ (27/4)

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَھُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (27/5)

لٰہذا، یہی وہ لوگ ہیں (جو جوابدہی پر یقین نہ رکھنے کی وجہ سے غلط روشِ زندگی پر چلتے چلے جاتے ہیں) جو ان کے لئے ایک بُرا عذاب بن کر رہ جاتی ہے اور پھر وہ آخرت میں بھی سخت نقصان

میں رہتے ہیں۔((27/5

وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ)(27/6

اور حقیقت یہ ہے کہ (نوعِ انسان کو اسی نقصان اور تباہی سے بچانے کے لئے تجھے اے رسولؐ) یہ قرآن دیا گیا ہے اور یہ اس (اللہ) کی طرف سے (نازل ہوا ہے) جس نے حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر رکھی ہیں اور جو ہر چیز کے بارے میں ہر طرح کا علم رکھنے والا ہے۔

دیکھئے! یہاں اِنَّکَ میں مرجع کے عین مُتصل کَ ضمیر واحد مخاطب کے ساتھ نبی اکرم سلامُ علیہ خطاب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع طٰسٓ ہے۔

26۔ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ)(38/1

ص قسم ہے قرآن کی جو تعلیم و آگاہی فراہم کرنے والا ہے (یعنی قرآن سچائیوں اور غیر سچائیوں کو اس طرح علیحدہ علیحدہ کر دیتا ہے کہ وہ اپنی گواہی آپ بن جاتی ہیں اسی لئے اس میں کوئی تضاد اور شک وشبہ نہیں)۔((38/1

بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ)(38/2

لیکن جو کافر ہیں یعنی وہ لوگ جو اس کی صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے والے ہیں (وہ یہ انکار اپنی عقل و دانش یا بصیرت و دلائل کی بنیاد پر نہیں کرتے) بلکہ اپنی قوت و بڑائی اور ضد کی وجہ سے کرتے ہیں۔((38/2

کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ)(38/3

(نازل کردہ سچائیوں کی مخالفت کرنے والے اگر غور کریں تو جان جائیں گے کہ) اِن سے پہلے ایسی کتنی ہی قوموں کو (جو درجۂ انسانیت سے گر جاتی تھیں تو) ہم انہیں تباہ کر دیا کرتے تھے۔ (اور جب تباہی ان کے سر پر آجاتی تھی تو) پھر وہ ہم سے فریادیں کرنے لگ جاتے تھے۔ مگر اس وقت انہیں چھٹکارا نہیں مل سکتا تھا۔((38/3

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ)(38/4

اور (ان کے تکبر کا نتیجہ یہ تھا کہ) یہ لوگ اس بات پر تعجب کرتے تھے کہ انہیں زندگی کی غلط راہ کے خوفناک نتائج سے آگاہ کرنے والا انہیں میں سے (اُنہی جیسا ایک شخص کیسے) آ گیا۔ چنانچہ جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا وہ کہنے لگے! کہ یہ جادوگر ہے اور جھوٹا ہے۔ (38/4)

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (38/5)

(اور یہ لوگ ازراہِ تمسخر کہتے ہیں کہ ذرا غور کرو) کہ اس نے تو سارے معبودوں کو (باطل) بنا دیا ہے (اور وہ کہتا ہے کہ سب کا) معبود ایک ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تو بڑی عجیب بات ہے (جو یہ شخص کرتا ہے)۔ (38/5)

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ (38/6)

اور اُن کے سردار (اپنے پیروکاروں سے یہ کہتے ہوئے) نکل گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں (کی غلامی و پرستش) پر ڈٹے رہو۔ (اور اس شخص کی بات مت سنو۔ ایسا نظر آتا ہے کہ اِس نے) ارادہ کر رکھا ہے کہ یہ ضرور اپنی بات (منوا کر رہے گا)۔ (38/6)

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ (38/7)

(کیونکہ جو باتیں یہ پیش کرتا ہے) ہم نے انہیں اپنے پچھلوں کے مسلک میں کہیں نہیں سُنا۔ (یہ ایک بالکل نیا دین ہے) جسے اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے۔ (38/7)

ءَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْم بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ (38/8)

(لہٰذا، سوچنے کی بات یہ ہے کہ) کیا ہم سب میں سے اسی پر اس ذکر کو یعنی اس تعلیم و آگاہی کو نازل کیا جانا تھا۔ (مگر اے رسولؐ! ان کی باتوں سے افسردہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں) کیونکہ یہ لوگ میری نازل کردہ آگاہی کے متعلق شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ (اور یہ اس لئے ہے کہ جس آنے والی تباہی کے متعلق انہیں آگاہ کیا گیا ہے تو) انہوں نے ابھی میرے اُس عذاب کا مزہ چکھا ہی نہیں ہے۔ (38/8)

اَمۡ عِنۡدَھُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَۃِ رَبِّکَ الۡعَزِیۡزِ الۡوَھَّابِ)(38/9

(اور اے رسولؐ! ان سے پوچھو کہ) کیا ان کے پاس تمہارے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو غالب ہے اور (نوعِ انساں کی نشوونما کے لئے) جو بے حساب بلا معاوضہ سامانِ زندگی عطا کیا جا رہا ہے؟ (اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ مخالفت کرنے والے کس بات پر تکبر کر رہے ہیں)۔

دیکھئے! یہاں رَبِّکَ میں کَ ضمیر واحد مخاطب کے ساتھ نبی اکرم سلامٌ علیہ کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور اِس ضمیر کا مرجع صٓ ہے۔

27۔ سورۃ قٓ میں بھی سورۃ صٓ کی مذکورہ بالا ابتدائی آیات کی طرح منکرین قرآن کا ذکر ہے۔ قٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ)(50/1

قٓ قسم ہے قرآن مجید کی یعنی قرآن نے سچائیوں اور غیر سچائیوں کو اِس طرح علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے کہ وہ اپنی گواہی آپ دے رہی ہیں اِس لئے کہ یہ کتاب انتہائی بڑی عظمتوں والی ہے۔((50/1

بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَھُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡھُمۡ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ھٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ)(50/2

لیکن ان لوگوں (کی حالت یہ ہے کہ بجائے اس قرآن کی تعلیم سے رہنمائی اور آگاہی حاصل کرنے کے) یہ اس بات پر تعجب کر رہے ہیں کہ جو شخص انہیں بُرے اعمال کے خوفناک نتائج کی آگاہی دینے آیا ہے وہ تو انہیں میں سے ہے۔ اور کافر یہ کہتے ہیں! کہ یہ کس قدر عجیب بات ہے (کہ یہ شخص جس پر یہ قرآن نازل ہو رہا ہے وہ ہم جیسا ہی انسان ہے اور یہ بشر سے بلند تر کسی مخلوق سے تعلق رکھنے والا کیوں نہیں)۔((50/2

ءَاِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ)(50/3

(اور انہیں قرآن کی مر کر جی اٹھنے والی بات بھی عجیب لگتی ہے جس پر وہ کہتے ہیں کہ) کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (یعنی مادی کائنات کے مادہ میں شامل ہو کر مادہ بن کر رہ جائیں گے تو پھر بھی کیا زندہ کئے جائیں گے۔ بہر حال، وہ یہ کہتے ہیں کہ) یہ دوبارا لوٹنے (والی بات ہمیں عقل سے) بہت دُور لگتی ہے۔((50/3

سورۃ صٓ میں کفار کا ذکر، اور اس پر صرف چند ایک آیتوں میں پچھلی قوموں کی تباہی کا تذکرہ

کرنے کے بعد نبی اکرم سلامُ‘ علیہ کو مخاطب کرلیا گیا ہے لیکن سورۃ قٓ میں یہ سلسلہ 36 آیات مجیدہ پر پھیلا ہوا ہے اور اس کے بعد نبی اکرم سلامُ‘ علیہ کو بالفاظِ ذیل مخاطب کیا گیا ہے:۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِمَنۡ کَانَ لَہٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَ ھُوَ شَھِیۡدٌ)(50/37

تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ (قوموں کے گزرے ہوئے واقعات کی ان گواہیوں میں) ہر اس شخص کے لئے سامانِ عبرت ہے جس کا دل (ابھی زندہ) ہے۔ یا جو (کم از کم عبرت آموز آگاہی دینے والے کی بات) غور سے سنتا ہے اور وہ (صداقتوں کا) گواہ بنا رہتا ہے۔(50/37)

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَھُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنۡ لُّغُوۡبٍ)(50/38

(اور پھر یہ لوگ اس حقیت پر غور کریں) اور تحقیق کریں کہ ہم آسمانوں اور زمین کو یعنی ساری کائنات کو تخلیق کے چھ مراحل میں سے گزار کر (موجودہ حالت میں لے کر آئے ہیں) اور کسی تھکان نے ہمیں چھوا نہیں (کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں)۔(50/38)

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ)(50/39

(بہر حال، مخالفین یا انکار کرنے والے اس آگاہی کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ ان کی مرضی) اور جو کچھ تمہارے خلاف وہ کہتے ہیں (اس پر افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں تم اپنے مقاصد) پر ڈٹے رہو اور ثابت قدم رہو اور اپنے نشوونما دینے والے کی تحسین و آفرین کے ساتھ اس کے احکام پر سورج طلوع ہونے سے پہلے سے لے کر سورج کے غروب ہونے سے پہلے تک سرگرمِ عمل رہو۔(50/39)

دیکھئے! یہاں رَبّکَ میں کَ ضمیر واحد مخاطب کے ساتھ آپ سلامُ‘ علیہ کو خطاب کیا گیا ہے اور اس کا مرجع قٓ ہے (طوالت کے خوف سے پورا متن نہیں دیا گیا۔ ناظرین قرآنِ کریم میں دیکھ سکتے ہیں)۔

28۔ سورۃ روم نمبر 30 کے شروع میں الٓمٓ کے خطاب کے ساتھ نبی اکرم سلامُ‘ علیہ کو مخاطب کر کے آپ کو غُلِبَتِ الرُّوۡمُ کے الفاظ میں اہلِ روم کے مغلوب ہونے کی پیشین گوئی دی گئی

ہے۔ آیت نمبر 30 میں آپ کے نام فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا کے الفاظ میں خطاب کیا گیا ہے یہاں پر فعل اَمر فَاَقِمْ کا مامور الٓمٓ ہے اس سورت میں آپ سلامُ علیہ کے نام خطاب ذرا دور ہے۔ لیکن سابقہ صفحات میں مقطّعات الٓمٓ چار مرتبہ گزر چکے ہیں جن میں ضمیریں عین متصل مذکور ہیں تو اس طرح سورۃ روم میں خطاب کے دور واقع ہونے سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، جبکہ ماقبل مسلسل چار مرتبہ ضمیر عین متصل آ چکی ہے اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

29۔ سورۃ یونس 10/1 شروع میں الٓرٰ حروف مقطّعات آئے ہیں اس سورت میں آپ سلامُ علیہ کے نام آیت نمبر 15 میں خطاب آیا ہے قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ یہاں قُلْ فعل اَمر کا مامور مخاطب الٓرٰ ہے۔ اس سورت میں ان مقطّعات کے بعدِ آپ سلامُ علیہ کے نام خطاب ذرا دور آیا ہے۔ سابقہ صفحات میں یہ مقطّعات چار دفعہ قریب ضمیروں کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ دیکھئے! سورہ ابراہیم الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ = 14/1 اے الٓرٰ آپ کی طرف ایک کتاب نازل کی گئی ہے تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں۔ دیکھئے! جس ذات مقدس کو آپ کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے، وہی الٓرٰ ہے۔

نوٹ:۔

حروف مقطّعات جن 29 سورتوں کے ابتداء میں آئے ہیں وہ اس ترتیب کے ساتھ پیش کی گئی ہیں جس سے ناظرین کے لئے سمجھنے میں آسانی ہو۔ ابتداء میں ان مرجعوں کی ضمیریں پیش کی گئی ہیں جنہیں ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ حروف مقطّعات میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم سلامُ علیہ کو ہی مخاطب کیا ہے اور اس کے بعدؑ پھر مشکل مقامات پیش کر کے اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ حروف مقطّعات ہی ان ضمیروں کے مرجع ہیں۔

غور فرمائیں: اگر ہم کسی کے نام چٹھی لکھتے وقت ابتداء تحریر میں اس کا نام، عہدہ یا لقب وغیرہ نہیں لکھتے اور چٹھی میں لفظ آپ سے خطاب کرتے ہیں تو چٹھی کا قاری نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کسے کہا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے 29 سورتوں میں نبی اکرم سلامُ علیہ کو آپ کے متعدد القاب گرامی کے ساتھ خطاب

فرما کر آپ کو ہدایات دی ہیں۔ یہ القاب گرامی حروف مقطّعات کی صورت میں آئے ہیں جو اپنے لفظ سے قطع کردہ پہلے حروف ، اور پورے لفظ کے قائم مقام ہیں۔ یہ 29 حروف مقطّعات چونکہ بار بار آئے ہیں اس لئے تکرار ختم کرنے سے یہ 14 بنتے ہیں:۔

الٓمّٓ اور حٰمٓ چھ چھ مرتبہ آئے ہیں۔ الٓر پانچ مرتبہ۔ طٰسٓمٓ دو مرتبہ اور باقی یہ دس حروف ایک ایک مرتبہ آئے ہیں:۔((5 الٓمّٓرٰ ۔) (6 الٓمّٓصٓ) . (7 طٰسٓ ۔) (8 یٰسٓ) (9 صٓ) (10 حٰمٓ عٓسٓقٓ) (11 قٓ) (12 نٓ) (13 طٰہٰ) (14 کٓھٰیٰعٓصٓ

حروف مقطّعات کا قرآنی مفہوم:

اب رہا یہ سوال کہ حروف مقطّعات کے الگ الگ قرآنی مفہوم کیا ہیں؟ جواباً عرض ہے کہ جس طرح پی ڈبلیو آر کا مفہوم محکمہ ریل سے دریافت کرنا چاہئے محکمہ مال سے نہیں اور ایس ڈی او کا مفہوم محکمہ تعمیرات سے پوچھنا چاہئے محکمہ حفظان صحت سے نہیں۔ اسی طرح قرآنی حروف مقطّعات کا مفہوم قرآن کریم ہی سے دریافت کیا جائے گا اور جس طرح سابقہ صفحات میں س کا مفہوم خود قرآن سے متعین کیا ہے۔ سید۔ اسی طرح باقی حروف کا مفہوم بھی قرآن کریم ہی کے فیصلے کے مطابق ہدیہ ناظرین کیا جارہا ہے۔

غور فرمائیں:

پیچھے آپ دیکھ چکے ہیں کہ یٰسٓ) (1 وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ) (2 اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ) (3-36/1 میں یٰسٓ کا مفہوم خود قرآن کریم کی روشنی میں از خود عیاں ہو چکا ہے۔ اے سید!۔۔۔ یا حرف ندا اور س منادیٰ ہے اور یہی س اِنَّکَ میں کَ ضمیر مخاطب کا مرجع بھی ہے۔ پوری آیت کا مفہوم پیچھے عرض کیا جا چکا ہے:۔ ☆ اے سید! حکمت والے قرآن کی شہادت ہے کہ آپ رسولوںؑ میں سے ہیں۔۔ اب باقی حروف مقطّعات کا مفہوم قرآنی آئینہ میں ملاحظہ فرمائیں جو الٓمّٓ سے شروع کر کے بالترتیب پیش کیا جارہا ہے:۔

1۔ الٓمّٓ۔ یہ چار حروف ہیں۔ الف لام میم مشددہ جو چھ سورتوں کے شروع میں آئیں ہیں۔ بقر، آل عمران، عنکبوت، رُوم، لقمان اور سجدہ۔ الف سے امین، لام سے لین القلب، میم سے

مرسل اور میم ثانی سے محمد مراد ہے۔ یہ حروف بالترتیب مذکورہ الفاظ سے قطع کردہ پہلے حروف ہیں اور اپنے پورے لفظ کے قائم مقام ہیں۔

امین:

اللہ تعالیٰ کے سب رسولؑ امین ہیں۔قرآنی ثبوت کے لئے سورہ شعراء ملاحظ فرمائیں۔ رب العزت نے اپنے رسولوںؑ کو خود اُنہی کے الفاظ میں امین بتا کر سند کے طور پر اپنی کتاب میں قیامت تک کے لئے محفوظ کردیا ہے:۔

نوح سلام علیہ نے قوم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا اِنّیِ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْن)(26/107(اور اگر بچنا چاہتے ہو تو میری بات غور سے سنو کہ) بلاشبہ میں تمہارے لئے رسولِ امین ہوں (یعنی مجھے اللہ نے تمہاری طرف امن وسلامتی کا پیغامبر بنا کر بھیجا ہے)۔

ہود سلامُ' علیہ نے فرمایا۔اِنّیِ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ)(26/125 بلاشبہ(اور اگر بچنا چاہتے ہو تو سن لو کہ) بلاشبہ میں تمہارے لئے رسول امین ہوں (یعنی مجھے اللہ نے وحی کے ذریعے تمہارے لئے ایسی آگاہی کا پیغام دے کر بھیجا ہے جو تمہارے لئے اِس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی امن وسلامتی کی ضامن ہوگا)۔

صالح سلامُ' علیہ نے فرمایا۔اِنّیِ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْن)(26/143 بلاشبہ(اگر بچنا چاہتے ہو تو سن لو کہ) میں بلاشبہ تمہارے لئے رسول امین ہوں (یعنی میں اللہ کی طرف سے تمہاری جانب ایسی آگاہی لے کر آیا ہوں جو دُنیا میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی امن وسلامتی کی ضامن ہے)۔

لوط سلامُ' علیہ نے فرمایا۔اِنّیِ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ)(26/162 بلاشبہ کیونکہ اسے حقیقت جانو کہ میں تمہارے لئے رسولِ امین ہوں (یعنی میں تمہاری طرف اللہ کے وہ احکام وقوانین لے کر آیا ہوں جو تمہارے لئے امن وسلامتی کے ضامن ہیں)۔

مندرجہ بالا قرآنی شہادتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے جملہ رسول امین ہیں اور چونکہ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کے قرآنی ارشاد کے مطابق بنی اکرم سلامُ' علیہ رسولوں میں سے ایک ہیں۔لہٰذا آپ بھی امین ہیں۔فلہٰذا الٓمّ کا الف اپنے پورے لفظ امین کا قطع کردہ پہلا حرف ہے اور اسی کا قائم مقام

ہے۔اللہ کے نبی امانت رسالت کے حامل تھے اورایسے امین کے پیغام الٰہی میں نہ کمی کرتے تھے نہ زیادتی، سَلَامٌ عَلَیالْمُرْ سَلِیْنَ۔

لین القلب:

اللہ تعالیٰ کا پیغام جب عوام تک پہنچایا جاتا تھا تو سرکش لوگ اللہ کے رسولؑ پر قسم قسم کی پھبتیاں کستے تھے۔کہا جاتا کہ ''یہ ہے وہ شخص جو ہمارے ہوتے ہوئے رسولؑ بنا کر بھیجا گیا ہے، ساحر کاہن اور مجنوں وغیرہ کے بُرے القاب سے ملقّب کر کے اس کا مذاق اُڑاتے تھے۔اللہ کے رسولؑ کو سب کچھ ٹھنڈے دل سے سننا اور اپنے کام جاری رکھنا ہوتا تھا۔جب مخالفین مجلس رسول سلامُ علیہ میں آتے تو اُن کا انداز کلام اس قدر معاندانہ اور اتنا گھٹیا ہوتا تھا کہ اگر اللہ کا رسول تحمّل و بردباری کے لحاظ سے ایک چٹان کی حیثیت نہ رکھتا ہو تو برہم ہو جائے اور لوگ مجلس سے اٹھ کر چلے جائیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی امانت رسالت کے لئے منتخب کرتا تھا۔وہ اس قدر متحمل مزاج اور گداز ذہن والے (لین القلب) ہوتے تھے کہ اُنہیں شاعر، کاہن، دیوانہ اور مفتری کی پھبتیاں برہم نہیں کر سکتی تھیں۔دیکھیئے! نبی اکرم سلامُ علیہ کے متعلق قرآنی شہادت:۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ)(3/59)۔

صاحب قرآن! اللہ کی رحمت سے لوگوں کے لئے آپ لین القلب (گداز ذہن والے) ہیں۔اگر آپ غلیظ القلب یعنی ترش مزاج ہوتے تو لوگ آپ کی مجلس سے بھاگ جاتے۔)(3/59

دیکھیئے! لین القلب کی ضد غلیظ القلب بیان ہوئی ہے لہٰذا آپ لین القلب تھے۔اور الٓمّٓ کا لام اپنے پورے لفظ ذیل لین القلب سے قطع کردہ پہلا حرف ہے اور اسی کا قائم مقام ہے۔

مُرسِل:

الٓمّٓ کا میم اوّل مرسل کا قطع کردہ پہلا حرف اور اسی کا قائم مقام ہے۔قرآنی ثبوت کے لئے کہ آپ مرسل تھے۔سورہ یٰسٓ کی پہلی آیات مجیدہ ملاحظہ فرمائیں۔یٰسٓ) (1 وَ الْقُرْاٰنِ

الْحَکِیْمِ)(2اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ)(3)(3-36/1۔اے سید! بلاشبہ آپ جماعت مرسلینؑ میں سے ایک مرسلؑ ہیں۔

محمد سلام علیہ:

الٓمّٓ کا میم ثانی محمد سلامُ‘ علیہ کا پہلا قطع کردہ حروف اور اپنے پورے لفظ کا قائم مقام ہے۔محمد سلامُ‘ علیہ کے معنے ہیں حمد درحمد کیا ہوا۔بے حد تعریفوں والا۔یہ بھی آپ سلامُ‘ علیہ کا لقب گرامی ہے جو کثرت استعمال کی وجہ سے آپ کا نام سمجھا جاتا ہے۔قرآن کریم نے آپؐ کا نام نامی احمدؐ بتایا ہے جو عیسیٰ سلامُ‘ علیہ کے الفاظ میں سورہ صف میں اس طرح مذکور ہے:۔

وَاِذْقَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰاۃِ وَمُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْم بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ)(61/6)

اور(یہی وہ قومِ اسرائیل تھی جس میں پیدا ہونے والے)عیسیٰ ابنِ مریم نے ان سے کہا تھا! کہ اے بنی اسرائیل! یہ حقیقت ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔(اس لئے میں تمہیں جس راستے پر چلاتا ہوں وہ اللہ کا آگاہ کردہ ہے اور وہ تمہارے ہی فائدے کا ہے)اور مجھ سے پہلے جو کچھ(تمہاری کتاب)تورات میں آیا تھا اسے سچ کر دکھانے کے لیے آیا ہوں۔اور میں تمہیں اللہ کے ایک اور رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا،اس کا نام احمد ہوگا۔چنانچہ جب وہ (رسول)ان کے پاس واضع دلائل لے کر آچکا،تو انہوں نے کہا(کہ جو کچھ یہ بتا رہا ہے وہ وحی نہیں ہے بلکہ)یہ کھلا کھلا جادو ہے۔((61/6

قرآن کریم کی شہادت کے مطابق نبی اکرم سلامُ‘ علیہ کا اسم مبارک احمد سلامُ‘ علیہ ہے اور محمد سلامُ‘ علیہ چونکہ القاب کی فہرست میں مذکور ہے۔اس لئے قرآنی رہنمائی کے مطابق آپ کا لقب گرامی تحریر کیا گیا ہے۔یاد رہے کہ اس سے ہمارے غرض کوئی نئی بحث چھیڑنا نہیں۔بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے

کہ قرآن مجید اس چیز کی رہنمائی کرتا ہے کہ جب لفظ محمد کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ تو اس کے معنے اجاگر کئے جائیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (48/29)

قرآن لانے والا اللہ کا رسول حمد در حمد اور تعریف در تعریف کیا ہوا ہے۔ (48/29)

رُجُوع اِلَی المطلب:

الٓمّٓ کے الف سے مراد امین ہے۔ لام سے مراد لین القلب ہے۔ میم اوّل سے مراد مرسل اور میم ثانی سے مراد محمد ہے۔ (حمد در حمد کیا ہوا) اِن القاب گرامی کے ساتھ باری تعالیٰ نے نبی اکرم سلامٌ علیہ کو بزبان وحی خطاب فرمایا تھا۔ آپ کے ان مقدس القاب کا تذکرہ قرآن کریم میں مذکور ہے جن کی وضاحت سطور بالا میں بیان کر دی گئی ہے۔ (سَلٰمٌ عَلٰی الٓمّٓ)

2۔ الٓمّٓصٓ۔ یہ پانچ حروف ہیں جو صرف سورہ اعراف کے شروع میں آئے ہیں۔ الف۔ لام۔ میم۔ میم ثانی اور ص۔ پہلے چار حروف وہی ہیں جن کی وضاحت سطور بالا میں عرض کی جا چکی ہے۔ آخری حرف ص۔ صاحب قرآن کا پہلا قطع کردہ حروف اور اس کا قائم مقام ہے۔ دیکھئے قرآن کریم میں صاحب کے لقب سے نبی اکرم سلامٌ علیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

سورہ نجم کی ابتداء میں آیا ہے

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ (53/2)۔

دیکھئے! نبی اکرمؐ کی شان بتائی گئی ہے صَاحِبُکُم۔ کُم ضمیر جمع مذکر مخاطب ہے جو زمانہ رسالت سے لے کر آج تک مخاطبین سے خطاب کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور قیامت تک کے مخاطبین سے خطاب کرتی چلی جائے گی۔ لٰہذا صَاحِبُکُم کی قرآنی خبر کے مطابق نبی اکرم سلامٌ علیہ صاحب الناس ہیں (دنیائے انسانیت کے ساتھی)۔

پیشتر عرض کیا جا چکا ہے کہ آپ قیامت تک لوگوں کے لئے رسولؐ ہیں اور آپ کا یہ رشتہ چونکہ قیامت تک لوگوں کے ساتھ صرف اور صرف اُس کتاب مقدس کے واسطے قائم ہے۔ جو حدود قیامت تک اپنے صحیح متن کے ساتھ پہنچنے والی ہے یعنی قرآن کریم۔ اس لئے ثابت ہوا کہ آپ صاحب الناس

بھی ہیں اور صاحب قرآن بھی۔

فلہٰذا المّٓصٓ میں الف سے مراد امین۔ لام سے لین القلب۔ میم اوّل سے مُرسل۔ میم ثانی سے محمدؐ (حمد در حمد کیا ہوا)۔ اور ص سے صاحب قرآن اور صاحب الناس ہے۔ (سَلٰمٌ عَلٰی المّٓصٓ)

3۔ الرٰ۔ یہ تین حروف ہیں جو سورہ یونس، ہود، یوسف، ابراہیم اور حجر کی ابتداء میں آئے ہیں دو حروف الف اور لام کی وضاحت سطور بالا میں گزر چکی ہے۔ تیسرا حرف ہے را جو راکع سے علامت فتح سمیت قطع کردہ پہلا حرف ہے قرآنی سند ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن کریم میں نبی اکرمؐ کے نام اَقِمِ الصَّلٰوۃ کا حکم صادر ہوا ((17/78)(11/114۔ میں آپؐ کو ہمیشہ صلوٰۃ ادا کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز قرآنی شہادت کے مطابق یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سو فیصدی فرمانبردار تھے۔ جیسے کہ آپ کا اعلان فرمانبرداری اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں محفوظ کر رکھا ہے۔ ان اَتَّبِعُ اِلاَّ مَایُوْحیٰ اِلَیَّ ((46/9,10/15,7/203,6/50 میں وحی پورا پورا اطاعت گزار ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ آپ پورے پورے صلوٰۃ گزار تھے۔ اور چونکہ قیام، رُکوع سجدہ تینوں صلوٰۃ کے ارا کین ہیں لہٰذا ثابت ہوا، کہ آپ قائم بھی تھے، راکع بھی اور ساجد بھی۔ قیام صلوٰۃ کرنے اور سجدہ صلوٰۃ کرنے والے۔ لہٰذا الف سے مراد امین۔ لام سے لین القلب اور را سے راکع ہے۔ (سَلٰمٌ عَلٰی الرٰ)

4۔ المّٓرٰ۔ یہ پانچ حروف ہیں جو سورۃ رعد کے شروع میں آئے ہیں۔ الف۔ لام۔ میم اوّل۔ میم ثانی۔ را۔ ان پانچوں کی وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔ امین۔ لین القلب۔ مرسل۔ راکع۔ (سَلٰمٌ عَلٰی المّٓرٰ)

5۔ یٰس۔ وضاحت گزر چکی ہے۔ یا حرف ندا اور س مناویٰ ہے۔ س سید کا پہلا قطع کردہ حرف ہے۔ اور اسی کا قائم مقام ہے۔ (سَلٰمٌ عَلٰی یٰس)

6۔ صٓ۔ یہ صاحب قرآن کا پہلا قطع کردہ حروف ہے۔ دیکھئے! المّٓصٓ۔ (سَلٰمٌ عَلٰی صٓ)

7۔ قٓ۔ قَائِمٌ کا پہلا قطع کردہ حروف ہے (قیام صلوٰۃ کرنے والا) وضاحت کے لئے دیکھئے۔ الرٰ (سَلٰمٌ عَلٰی قٓ)

8۔ نٓ۔ سورہ قلم کی ابتداء میں آیا ہے اور نذیر کا پہلا قطع کردہ حرف اور اسی کا قائم مقام ہے۔

دیکھئے قرآں کی سند ربّ العزّت نے خود نبی اکرم سلامُ علیہ کی زبان مبارک ہی سے آپ کے نذیر ہونے کا اعلان کرایا اور اپنی کتاب میں محفوظ کردیا ہے۔قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَالَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (22/49) اے رسول اعلان کردیجئے کہ اے نسل انسانی میں تمہارے لئے نَذِیْرٌ مُّبِیْن ہوں (اسَلَمّ عَلٰی نٓ)

9۔طٰہٰ۔ یہ دوحروف ہیں ط اورہ جو بالترتیب طاھر اور ھَادِیّ کے پہلے قطع کردہ حرف ہیں اورانہی الفاظ کے قائم مقام ہیں۔ ملاخطہ ہوں قرآنی اسناد:اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ (56/77) فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ (56/78) لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (56/79) دیکھئے!ارشادباری ہے کہ قرآن کریم ایک بلند مرتبہ صحیفہ ہے جو محفوظ کتاب علم الٰہی میں موجود ہے۔قرآن کریم کی طرف وہی لوگ آتے ہیں جو مُطَھّر پاکیزہ ہیں۔اب چونکہ قرآن مجید کا نزول ہی محمد سلامُ علیہ پر ہوا تھا لہٰذا آپ بدرجہ اُولیٰ طاہر واطہر ہیں۔

اب نبی اکرمؐ کے ہادی ہونے کی قرآنی سند ملاخط فرمائیں۔ ارشاد باری ہے:۔وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَاد (13/7) اے رسول! بے شک آپ نذیر ہیں' اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔ نبی اکرمؐ چونکہ قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَالَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (22/49) کے مطابق قیامت تک کی اقوام کے لئے نذیر ہیں لہٰذا قیامت تک کے لئے ہادی ہیں۔پس طٰہٰ میں طٰ سے مراد طاھر اور ہ سے مراد ھَادِیّ ہے۔(اسَلَمّ عَلٰی طٰہٰ)

10۔طٰسٓ۔ سورہ نمل کے شروع میں آئے ہیں۔ طٰ سے مراد طاھر اور س سے مراد سید ہے۔(اسَلَمّ عَلٰی طٰسٓ)

11۔طٰسٓمٓ۔سورہ شعرا اور قصص کے شروع میں آئے ہیں۔ یہ چار حروف ہیں۔ ط۔س میم اوّل۔ میم ثانی۔ان ہر چہار حروف کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔طُ سے مراد طاہر۔س سے مراد سید۔ میم اوّل سے مرسل اور میم ثانی سے محمد (حمد در حمد کیا ہوا) مراد ہے۔(سَلَمّ عَلٰی طٰسٓمٓ)

12۔۔ یہ حروف ان چھ سورتوں کی ابتداء میں آئے ہیں۔سورہ مومن، حٰمٓ سجدہ، زخرف، دخان، جاثیہ اور احقاف۔ حٰ سے مراد حامل قرآن اور میم سے مراد محمد ہے (حمد در حمد کیا ہوا) حامل قرآن

کی قرآنی سند درج ذیل ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ)(2/97

صاحب قرآن! بلا شبہ جبریل نے قرآن مجید کو آپ کے قلب اطہر پر نازل کیا ہے چونکہ آپ ؐ نزول قرآن کے متحمل ہیں۔ لہٰذا آپ حامل قرآن ہیں۔ م کی وضاحت گزر چکی ہے کہ اس سے مراد مرسل بھی ہے۔ اور محمد بھی (سَلَمٌ عَلٰى حٰمٓ)

13۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ یہ پانچ حروف ہیں جو سورہ شوریٰ کے ابتداء میں آئے ہیں۔ ح سے حامل قرآن مراد ہے۔ م محمدؐ (حمد در حمد کیا ہوا) ع سے عبداللہ۔ س سے سید اور ق سے قائم (قیام صلوٰۃ کرنے والا) ان حروف میں سے ح۔ م۔ س اور ق کی وضاحت گزر چکی ہے۔ ع کی قرآنی سند ملا خطہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کو اپنا بندہ کہہ کر ذکر فرمایا ہے۔ لوگو! اگر تم اس کتاب کے متعلق شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمائی ہے۔ تو اس کی مانند کوئی ایک سورت تم بھی بنا کر لے آؤ۔ دیکھئے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم سلامُ علیہ کو اپنا عبد ارشاد فرمایا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی اکرم سلامُ علیہ کے القاب گرامی میں سے عبد ارشاد فرمایا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی اکرم سلامُ علیہ کے القاب گرامی میں سے عبداللہ بھی ایک لقب ہے۔ (سَلَمٌ عَلٰى حٰمٓ عٓسٓقٓ)

14۔ كٓهٰيٰعٓصٓ۔ سورہ مریم کے شروع میں آئے ہیں۔ یہ پانچ حروف ہیں جن میں یا حرف ندا اور باقی چاروں مناویٰ ہیں۔ یہ چاروں بالترتیب کریم، ہادی، عبداللہ اور صاحب قرآن کے پہلے قطع کردہ حروف ہیں۔ ان میں ہ ع اور ص کی وضاحت گزر چکی ہے۔ ک کی وضاحت درج ذیل ہے:۔ ارشاد باری ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ)(69/40 بلا شبہ اہل عالم کے سامنے قرآن مجید قول کی صورت میں ایک رسول کریمؐ کی زبان مبارک سے پیش ہوا ہے۔۔۔ دیکھئے! نبی اکرم سلامُ علیہ بارشاد الٰہی رسول کریمؐ کے لقب گرامی سے ملقب کئے گئے ہیں لہٰذا ان حروف مقطّعات میں ک کریم کا قطع کردہ پہلا حروف اور اسی کا قائم مقام ہے۔ (سَلَمٌ عَلٰى كٓهٰيٰعٓصٓ)

پھر سُنئے گا:

حروف مقطّعات کی بحث میں جو ہدیہ ناظرین کی گئی ہے۔قرآن کریم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ یہ حروف بطریق اختصار اپنے پورے الفاظ سے قطع کردہ پہلے حروف ہیں اور اپنے اپنے الفاظ کے قائم مقام کی حیثیت رکھتے ہیں نیز یہ رسول مقبول سلامُ علیہ کے وہ القاب گرامی ہیں جن کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب فرمایا کرتے تھے یہ 29 سورتوں کے شروع میں آئے ہیں اور ہر مقام پر ان حروف کے ساتھ نبی اکرم سلامُ علیہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔عموماً ک ضمیر مخاطب مذکور ہے اور بعض جگہ اَنْتَ،ان ضمیروں کے مرجع حروف مقطّعات ہیں۔گریمر کا قاعدہ ہے کہ مرجع کے بغیر ضمیر نہیں آیا کرتی۔ان حروف کے بعد جو مخاطب کی ضمیریں آئی ہیں اگر حروف مقطّعات کو ان کا مرجع نہ مانا جائے تو یہ ضمیریں بے مرجع رہ جاتی ہیں جو زبان دانی کے خلاف ہے۔

واضح رہے کہ قرآن کریم کی ہر سورت رسول اکرم سلامُ علیہ کے ذریعہ قیامت تک کے لوگوں کی طرف۔۔۔ایک چٹھی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو مذکورہ بالا پیارے پیارے القاب کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے۔زمانہ رسالت کے لوگوں نے آپ کے متعلق یہ مشہور کیا کہ قرآن اس نے خود بنالیا ہے۔بالفاظ دیگر:۔لوگوں نے آپ کو مفتری کہا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے ہی نمبر پر امین کے لقب سے ملقب کر دیا۔لوگوں نے کہا یہ معمولی سا آدمی ہے اللہ نے فرمایا یہ کریم ہے،سید ہے۔بلند مرتبہ سردار ہے۔لوگوں نے کہا یہ کاہن ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ مرسلؐ ہے،ہمارا بھیجا ہوا ہے جو خبر تمہیں سناتا ہے ہم سے پاتا ہے،جن لوگوں نے نبی اکرم سلامُ علیہ کو مافوق البشر مانا ہے۔یعنی آپ بندے نہیں ان کے جواب میں پہلے ہی سے آپ کو عبداللہ کے گرامی لقب کے ساتھ ملقب کر رکھا ہے۔تاکہ قیامت تک سند رہے۔

آخری التماس:

قرآن مجید کے حروف مقطّعات کا قرآنی مفہوم جو چودہ نمبروں میں پیش کیا گیا ہے۔اِن میں بعض حروف ایسے ہیں جو ایک سے زیادہ مفاہیم کے حامل ہیں۔مثلاً قرآن کریم کی روشنی میں ن سے نذیر بھی ثابت ہوتا ہے اور نبی بھی۔ع سے عبداللہ بھی ثابت ہوتا ہے اور عابد بھی۔ص سے صادق بھی ثابت ہوتا ہے اور صاحب قرآن اور صاحب الناس بھی۔ح سے حامد بھی ثابت ہوتا ہے اور حامل

قرآن بھی اس طرح حروف مقطّعات کی وضاحت میں جن الفاظ کو قرآنی اسناد کی تائید حاصل ہو۔ ان کے تسلیم کرنے میں کسی راستباز کو انکار نہیں ہوسکتا۔ (وَ مَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغ)

حروف مقطعات کی مزید تفصیل

عربی حروف تہجی کی تعداد 28 ہے۔ اور ان کی نصف یعنی 14 حروف مخففات کے مجموعوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ مخففات میں استعمال ہونے والے حروف مندرجہ ذیل ہیں۔

ا، ل، م، ر، ک، ھ، ی، ع، ص، ط، س، ق، ن، ح ان حروف سے مقطّعات کے 14 مجموعے جو 29 سورتوں میں استعمال ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔

1۔ الٓمّٓ 2۔ حٰمٓ 3۔ الٓرٰ 4۔ الٓمّٓرٰ 5۔ طٰسٓ 6۔ طٰسٓمّٓ 7۔ یٰسٓ 8۔ کٓھٰیٰعٓصٓ 9۔ الٓمّٓصٓ 10۔ صٓ 11۔ قٓ 12۔ حٰمٓعٓسٓقٓ 13۔ نٓ 14۔ طٰہٰ

یہ مقطّعات جن جن سورتوں میں استعمال ہوئے ہیں ان کے نمبر اور نام اس طرح ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا مقطّعات کے مجموعے کن اسماء وصفات نبی سلامُ علیہ کے مخففات ہیں۔ یہ اسماء وصفات نبی سلامُ علیہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف سورتوں میں استعمال فرمائے ہیں

الٓمّٓ

ا سے

احمد

وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ

التَّوْرٰاةِ وَ مُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنم بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآئَ ھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْ اھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ((61/6

اور (یہی وہ قومِ اسرائیل تھی جس میں پیدا ہونے والے) عیسیٰ ابنِ مریم نے ان سے کہا تھا! کہ اے بنی اسرائیل! یہ حقیقت ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ (اس لئے میں تمہیں جس راستے پر چلاتا ہوں وہ اللہ کا آگاہ کردہ ہے اور وہ تمہارے ہی فائدے کا ہے) اور مجھ سے پہلے جو کچھ (تمہاری کتاب) تورات میں آیا تھا اسے سچ کر دکھانے کے لیے آیا ہوں۔ اور میں تمہیں اللہ کے ایک اور رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا۔ چنانچہ جب وہ (رسول) ان کے پاس واضع دلائل لے کر آ چکا، تو انہوں نے کہا (کہ جو کچھ یہ بتا رہا ہے وہ وحی نہیں ہے بلکہ) یہ کھلا کھلا جادو ہے۔ ((61/6

امین

ِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ) (81/19

لٰہذا، تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے (اِنَّ) کہ جو یہ باتیں کہہ رہا ہے وہ ہمارا بھیجا ہوا اور نہایت عزت و احترام والا (رسولؐ ہے)۔ (81/19

ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ) (81/20

(اور یہ رسولؐ اس اللہ) کے نزدیک جو لامحدود قوت والا ہے اور ساری کائنات پر حکمرانی رکھنے والا ہے (عرش)، بڑی قدر و منزلت رکھتا ہے۔) (81/20

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ) (81/21

(اس رسولؐ کا اللہ کے نزدیک تو یہ مقام ہے۔ اور دنیا میں وہ ہر ایک کے لئے) قابلِ اطاعت ہے کیونکہ وہ امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ (اس لئے جو پیغام اسے دیا گیا ہے وہ نہ صرف اسے ویسے کا ویسا نوعِ انسان تک پہنچانے والا ہے بلکہ اسے ویسی ہی عملی تشکیل دینے والا بھی ہے)۔

ل سے لین القلب

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ وَ لَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَ شَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ (3/159)

(لہٰذا، یہ تو ہے انسانوں کے گمان اور ایمان کی حالت۔ لیکن اے رسولؐ) یہ تو اللہ کی تمہارے کمال کے لئے قدم بہ قدم مدد و رہنمائی ہے (رحمۃٍ) کہ تم ان کے لئے بڑے نرم مزاج ہو، ورنہ! اگر تم تُند خُو اور سنگ دل ہوتے (اور انسانی کمزوریوں کے لئے رعایت کا تمہارے دل میں نرم گوشہ نہ ہوتا) تو تمہارے اردگرد (رہنے والے یہ پیروکار تم سے الگ ہوکر) منتشر ہو چکے ہوتے۔ اس لئے تم ان سے درگزر کیا کرو اور ان کے لئے (اللہ سے) حفاظت مانگا کرو اور معاملات میں ان سے مشورہ کیا کرو۔ (لیکن نرم دل ہونے سے یہ مراد نہیں کہ تم ذرا ذرا سی بات پر متاثر ہو کر فیصلے بدل لو بلکہ عزم پختہ رکھو) پھر جب تم پختہ ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کیا کرو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (3/159)

م سے محمد

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ وَ مَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـئًا وَ سَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ (3/144)

اور (موت کے سلسلے میں ایک اور اصول یاد رکھو کہ زندگی اور موت اور اس کی قوت کا راز نازل کردہ نظامِ حیات کے استحکام میں ہے نہ کہ اس رسولؐ کے زندہ رہنے میں جس پر یہ نازل ہوا۔ چنانچہ) محمد تو صرف اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں۔ لہٰذا (اے اہلِ ایمان) اگر (تمہارا رسولؐ) وفات پا جائے یا شہید کر دیا جائے (تو کیا تم) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور (یاد رکھو کہ) جو کوئی اپنے الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا۔ اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) وہ وقت دُور نہیں جب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ عطا کرے گا۔ (3/144)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَ لٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا (33/40)

(اور جہاں تک اس رسولؐ کا تعلق ہے تو اس بارے میں مزید آگاہی یہ ہے کہ) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں میں آخری نبی سلامُ علیہ ہیں جن کے بعد نبوت روک دی گئی ہے (اسی لئے وہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بعض انسان ان کے بیٹے کو نبی بنانے کی طرف مائل ہو جاتے اور اس سلسلے میں مختلف قسم کے جواز پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے) اور اللہ تو وہ ہے جسے ہر شے کا مکمل علم ہوتا ہے۔((33/40

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ((47/2

اور (ان کے برعکس) جو لوگ ایمان لے آئے یعنی جو لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی حالت میں داخل ہو گئے اور سنورنے سنوارنے کے لئے کوششیں کرتے رہے اور جو کچھ محمد پر نازل کیا گیا اسے حقیقی طور پر تسلیم کر لیا (تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) ان کی بُرائیاں دُور کر دی جائیں گی اور ان کی حالتیں سنوار دی جائیں گی کیونکہ جو کچھ تمہارے نشوونما دینے والے (کی طرف سے نازل کیا گیا) وہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے (اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ تمہاری نشوونما کے لئے کیا کچھ ضروری ہے)۔((47/2

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ((48/29

(اور نازل کردہ نظامِ زندگی کا غلبہ دوسرے خود ساختہ نظاموں پر محمد اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہوگا۔ کیونکہ) مُحمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں (ان کی کیفیت یہ ہے کہ) وہ ان پر جو کافر ہیں بڑے سخت ہیں مگر آپس میں بڑے ہی نرم دل اور ہمدرد ہیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو کہ (وہ کس طرح ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے) جھک جاتے ہیں اور اللہ کے احکام وقوانین کے

سامنے سرِ تسلیم خم کیے رکھتے ہیں۔ (لیکن یہ تارک الدنیا انسانوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ) وہ اللہ کی فراوانیوں وفضیلتوں کی تلاش میں مصروفِ جدو جہد رہتے ہیں۔ اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ کا یوں فرماں بردار بنے رہنے سے (ان کے دلوں میں اطمینان اور حقیقی مسرت کا جو) اثر پیدا ہوتا ہے، اس کی علامات ان کے چہروں سے نمایاں نظر آتی ہیں۔ ان کی یہ مثال توریت میں بھی ہے اور ان کی یہ مثال انجیل میں بھی ہے۔ (انہوں نے نازل کردہ نظامِ زندگی کو جس طرح قائم کیا اور پروان چڑھایا ہے، اس کی مثال یوں سمجھو کہ جب عمدہ بیج سے) ایک کھیتی میں شگوفہ پھوٹتا ہے (تو اس کی پہلی کونپل بڑی نرم ونازک ہوتی ہے)۔ پھر وہ مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ اور پھر موٹی ہوتی جاتی ہے اور پھر (بغیر سہارے کے) اپنی جڑ پر محکم طریقے سے قائم ہو جاتی ہے۔ (اس میں خوشے لگتے ہیں اور خوشوں میں دانے پڑ کر سخت اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ یوں وہ چھوٹا سا بیج پکی ہوئی فصل میں تبدیل ہو جاتا ہے)۔ جب کاشتکار (اپنی محنت کو اس طرح ثمر بار ہوتے دیکھتا ہے) تو مسرت سے جھوم اٹھتا ہے۔ لیکن یہی چیز ان کافروں کے لئے دل جلانے کا باعث بنتی ہے۔ (اسی طرح) اللہ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لائے اور سنورنے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو ان سے اس بات کا وعدہ کر رکھا ہے (کہ ان کی کوششوں کا چھوٹا سا بیج، تمام خطرات سے محفوظ رہے گا اور ان کی کھیتی پک کر بہترین ثمرات کی حامل ہو جائے گی۔ لیکن اس کے لئے اس قسم کی محنت اور استقامت کی ضرورت ہوگی جس قسم کی محنت اور استقامت کا ثبوت کسان دیتا ہے)۔ لہٰذا، ان میں سے ایسے لوگوں کو اللہ اپنی حفاظت میں لیے رکھے گا اور انہیں (ان کی کوششوں کا) جوصلہ دیا جائے گا وہ بڑی عظمت والا ہوگا۔ ((48/29

م سے الْمُزَّمِّل

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلِ ((73/1

اے رسالت کی ذمہ داری اٹھانے والے اس کے معاملات میں تمہاری مدد کرنے والے اپنے ایسے ساتھی بناؤ جن میں ہم آہنگی اور یک رنگی ہو (تاکہ نازل کردہ نظامِ حیات ایسی عملی شکل اختیار کر

لے جو حسین و جمیل ہو)۔((73/1

م سے اَلْمُدَّثِّر

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّر ((74/1

اے وہ کہ جسے کثرت سے آ گاہی عطا کر دی گئی ہے (تا کہ تم نوعِ انسان کو ہمارے نظام کی برکتوں کی طرف لے آؤ تا کہ نظامِ باطل کا نشان مٹ جائے)۔((74/1

م سے مُذَکِّر

فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ((88/21

(یہ بات کہ کون ان حقائق پر غور کرتا ہے اور کون غور نہیں کرتا، اس کی پروا کیے بغیر، اے رسولؐ!) تم ان کے سامنے (قران کی) آ گاہی پیش کرتے رہو۔ اس لئے کہ تمہارا (منصب) اس آ گاہی کو پیش کرتے رہنا ہے۔((88/21

م سی مُصَدِّق

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ((3/81

اور (یہ سلسلۂ ہدایت کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ایک ہی پیغام ہے جو شروع سے آخر تک مسلسل چلا آ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ) جب اللہ انبیاء سے عہد لیتا تھا کہ تمہیں یہ کتاب و حکمت دی گئی ہے اور (اپنے پیروکاروں کو آ گاہ کر دینا کہ) پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو ان (کتابوں) کو سچ کر دکھانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو پھر ضرور اس پر ایمان لائیں اور ضرور اس کی مدد کریں۔ (اور پھر) پوچھا گیا کہ! کیا تم نے اقرار کر لیا؟ اور اسی (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا! ہم نے اقرار کر لیا۔ (تب اللہ نے) کہا کہ تم (اس عہد پر) گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں (کہ کون اس حقیقت کو جھٹلاتا ہے اور کون اقرار کرتا ہے)۔ ((3/81

م سی مُبَشِّر

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ((33/45

لٰہذا، اے نبی! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اس لئے بھیجا ہے (تا کہ تم نازل کردہ نظام کو اس طرح قائم کر دو کہ وہ تمام انسانوں کے لئے پیمانہ اور) نگران ثابت ہو۔ اور تم لوگوں کو یہ بتا دو! کہ اس کے مطابق چلنے کا انجام کس قدر خوشگوار ہو گا اور اس کی خلاف ورزی کے کس قدر تباہ کن نتائج نکلیں گے۔((33/45

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ((25/56

بہر حال (اے محمدؐ) ہم نے تمہیں بس ایک مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے یعنی تمہارا فریضہ یہی ہے کہ تم اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق چلنے کے خوشگوار نتائج کی خوشخبری دو اور ان کی مخالفت کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دو۔((25/56

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ((17/105

اور (یہ ہے انجام فرعون کا کیونکہ وہ نازل کردہ صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا رہا۔ اور اب یہ قرآن) ایک مستقل سچائی کے طور پر نازل کیا گیا ہے اور بالکل صحیح نازل کیا گیا ہے (کیونکہ اس ہدایت کی نوعِ انساں کو ضرورت تھی)۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے تمہیں صرف اس لئے بھیجا ہے کہ تم (نوعِ انساں کو یہ) آگاہی دے دو کہ (اس حق کو یعنی اس مستقل سچائی کو) اختیار کرنے کے نتائج حسین وخوشگوار ہوتے ہیں اور اسے مسترد کر دینے کے نتائج خوف ناک ہوتے ہیں۔((17/105

م سے اَلْمُرْسَل

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ)(36/3

اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رکھنا (کہ اے محمدؐ) تم رسولوں میں سے ہو۔)(36/3

ر سے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ((21/107

(اس لئے اے محمدؐ، ان سارے احکام وقوانین کی آگاہی کے لئے) ہم نے خاص کر تمہیں سارے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (یعنی تمہیں وہ کمال عطا کیا گیا ہے کہ تم اقوامِ عالم کی قدم

بہ قدم مددورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جاؤ)۔(21/107)

رسی رَفعِ ذِکر

وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَک(94/4)

اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔(94/4)

رسے رَئُوفٌ رَّحِیم

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْم(10/128)

(حالانکہ اگر یہ ذرا بھی غور کرتے تو انہیں آگاہی ہوجاتی کہ) حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو خود ان میں ہی سے ہے (جس کی دردمندی کا یہ عالم ہے کہ اگر ذرا سی بھی) انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ رنجیدہ ہوجاتا ہے اور اس کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ (کسی نہ کسی طرح بھلائی کا سامان) ان کے لئے ہوجائے۔ اور اہلِ ایمان کے لئے تو اس کی تگ ودو ہی یہ ہے کہ رکاوٹ پیدا کرنے والے اسباب ختم کر کے ان کی نشوونما کے لئے سازگاری پیدا کی جائے (راؤف)۔ کیونکہ وہ سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مددورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے کی کوشش کرتا رہتا ہے (رحیم)۔(10/128)

(10/128)رحیم(21/107)روف(10/128)

ک سی کَرِیم

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ(69/40)

(لہٰذا، اے نوعِ انسان) یہ بات ہر شک وشبہ سے بالاتر سمجھو ورنہ تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے (اِنّہ) کہ یہ سارے کا سارا کلام (کسی عام آدمی کا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے، 69/43 جس نے) رسولِ کریم (پر نازل کیا ہے، 6/19)۔(69/40)

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ(81/19)

لٰہذا، تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے (اِنَّ) کہ جو یہ باتیں کہہ رہا ہے وہ ہمارا بھیجا ہوا اور نہایت عزت و احترام والا (رسولؐ ہے)۔ (81/19)

ک سی کَآفَّةً لِّلنَّاس

وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (34/28)

اور (جب عالم یہ ہے کہ ساری کائنات میں ہر شے اللہ کے قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے تو انسانی دنیا میں بھی اُسی اللہ کے قوانین کارفرما ہونے چاہیں۔ اس لئے، اے رسولؐ!) ہم نے تمہیں ساری انسانیت کی طرف اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم انہیں آگاہ کر دو کہ بہترین کاموں کے نتائج حسین و خوشگوار ہوتے ہیں اور بُرے کاموں کے نتائج خوفناک ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر انسان علم نہیں رکھتے (اور اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ انسانی دنیا میں رسولوں کی ضرورت کیا تھی)۔ (34/28)

ے سے یٰاَیُّھَا النَّبِی

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَ اَحۡصُوا الۡعِدَّةَ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمۡ لَا تُخۡرِجُوۡھُنَّ مِنۡم بُیُوۡتِھِنَّ وَ لَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّآ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا (65/1)

اے نبی! جب تم عورتوں کی طلاق (کے مقدمات کا فیصلہ) دو تو انہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو (یعنی طلاق کا فیصلہ اس وقت سناؤ جب وہ عورت حیض کی حالت میں نہ ہو بلکہ صفائی و پاکیزگی کی حالت میں ہو۔ اور پھر طلاق کا فیصلہ سناتے وقت) تم عدت کا شمار کرو اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین اختیار کیے رکھو۔ کیونکہ وہ ہی تمہاری نشوونما کرنے والا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا احکام ضروری ہیں، 33/49، 2/228-237۔ چنانچہ ان کو طلاق دینے کے بعد) تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو۔ اور نہ ہی خود وہ (بغیر ضرورت کے) وہاں سے نکلیں۔ البتہ اگر ایسا ہو کہ واضع طور پر یعنی جو ثابت ہو جائے کہ وہ اللہ کی طے شدہ جنسی حدوں کو توڑنے

پر آمادہ ہیں (تو پھر انہیں گھروں سے نکالا جا سکتا ہے)۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں (یعنی اللہ کے طے شدہ قوانین ہیں)۔ جو شخص اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا تو حقیقت یہ ہے کہ (اس سے جو دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے وہ تو ایک طرف رہا) وہ خود اپنے آپ پر بھی یقیناً زیادتی و بے انصافی کرتا ہے۔ (انہیں عدت کے دوران انہی گھروں میں رکھنا اور ان کا وہیں رہنا ایک مصلحت پر مبنی ہے) جس کی تمہیں خبر نہیں ہے۔ (وہ مصلحت یہ ہے کہ اگرچہ وہ زمانۂ عدت میں میاں بیوی نہیں رہتے) لیکن ہو سکتا ہے (یعنی جدائی کے اس عملی تجربے سے ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ ان میں باہمی رفاقت کی شکل نکل آئے، اور وہ پھر سے میاں بیوی بن جائیں، 2/232)۔(65/1)

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ)(8/64)

چنانچہ اے نبی! تمہارے لئے اور اہلِ ایمان میں سے ان کے لئے جنہوں نے تمہاری اطاعت اختیار کر لی، اللہ ہی کافی ہے۔)(8/64)

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ((8/70)

اور اے نبی! ان قیدیوں سے جو تمہاری گرفت میں آ چکے ہیں کہہ دو! کہ اگر اللہ نے دیکھا کہ تمہارے دلوں میں خیر سگالی کے جذبات موجود ہیں تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے، تمہیں اس سے بہتر واپس دے دیا جائے گا اور تمہاری ہر طرح سے حفاظت کی جائے گی کیونکہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔((8/70)

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ((9/73)

(اے نوعِ انسان! دیکھ لیا تم نے اہلِ ایمان کا صلہ اور دیکھ لیا تم نے منافقین اور کفار کا انجام۔ لہٰذا) اے نبی علیہ ! تم کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو کیونکہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور

وہ کس قدر بُرا مقام ہے جہاں انہیں لوٹ کر جانا ہے۔((9/73

ے سے الْیَتِیْمَ

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ ((93/9

لہٰذا(کیا تم نے دیکھا کہ تمہاری زندگی کن مراحل سے گزاری گئی تا کہ تم احساس کرنے والوں کو احساس دلاؤ کہ جو نازل کردہ نظامِ زندگی قائم کیا جائے تو اس میں اگر) کوئی یتیم یعنی بے یارو مددگار اور تنہا رہ جائے تو اسے کوئی دبا یا دھتکار نہ سکے۔((93/9

ع سی عَبْدُ اللّٰہ

وَّ اَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ((72/19

(ہونا تو یہ چاہیے، لیکن ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ، خود اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے جھکنا تو ایک طرف) جب اللہ کا بندہ (یعنی رسولؐ اللہ) اس دعوت کو لے کر اٹھا تو یہ لوگ (مخالفتوں کے) ہجوم کے ساتھ اس پر یوں ٹوٹ پڑے گویا اسے (کچل ہی ڈالیں گے)۔((72/19

ع سی عَبْد

عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ((96/10

(وہ نہ صرف خود اللہ کے احکام کے خلاف چلتا ہے، بلکہ) ایک اطاعت گزار جب ان احکام وقوانین کے پیچھے چلتا ہے (تو وہ اس کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے)۔((96/10

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ((18/1

ساری تحسین وستائش اللہ کی عظمتوں کے اعتراف میں ہے (حمد)۔اسی نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی اُلجھی ہوئی ٹیڑھ نہیں رکھی (یعنی محمد پر جو قرآن نازل ہوا ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو غلط ہو یا اُلجھی ہوئی ہو)۔((18/1

ع سے عادل

فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَ اسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَ لَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ وَّ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ اللّٰہُ رَبُّنَا وَ رَبُّکُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّۃَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ

اَللّٰہُ یَجۡمَعُ بَیۡنَنَا وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ((42/15

(لیکن اے نبیؐ! اس طرح کے پیروکاروں اور وارثوں سے افسردہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں، تمہارا کام یہ ہے کہ) تم اس دعوت کو عام کرتے جاؤ۔ اور جیسا میں تمہیں حکم دیے جا رہا ہوں، تم اس پر قائم رہو۔ اور تم ان لوگوں کی خواہشات کے مطابق مت چلنا۔ اور انہیں واضح طور پر بتا دو کہ میں ہر اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں جسے اللہ نے نازل کر رکھا ہے۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔ (یاد رکھو کہ) اللہ ہی ہمارا رب ہے اور وہی تمہارا رب ہے۔ لہٰذا، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں (جن کے مطابق ہمیں اپنا اپنا حساب دینا پڑے گا اس لئے) ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث و تکرار نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کر لے گا (اور اُس دن سب اعمال کے نتائج نکھر کر سامنے آ جائیں گے)۔ اور ہم اُسی کی طرف واپس چلے جا رہے ہیں۔ ((42/15ع:۔عزیز ((10/128

ص ل ی صَلّٰی

عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی 96/10

(وہ نہ صرف خود اللہ کے احکام کے خلاف چلتا ہے، بلکہ) ایک اطاعت گزار جب ان احکام و قوانین کے پیچھے چلتا ہے (تو وہ اس کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے)۔ 96/10

ص ح ب صَاحِبُکُم

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی ((53/2

(لہٰذا، اے نوعِ انسان) تمہارا یہ رفیق (یعنی محمدؐ، جسے تمہاری رہنمائی کے لئے مامور کیا گیا ہے) نہ تو راستے کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے اور نہ ہی راستہ پا جانے کے بعد بھٹک گیا ہے، (اسے اپنی منزل کا بھی علم ہے اور اس کی طرف لے جانے والے راستہ کا بھی پتہ ہے)۔ ((53/2

وَ مَا صَاحِبُکُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ((81/22

لہٰذا (وہ لوگ جو اس رسولؐ کے ساتھی بننا چاہتے ہیں، وہ یہ تسلیم کر لیں کہ) تمہارا یہ رفیق دیوانہ نہیں ہے۔ (وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ مکمل طور پر اللہ کی طرف سے ناقابلِ انکار سچائیاں ہیں)۔

81/22))

ص سے صِدِّیق

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ لَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ وَنُوۡرُھُمۡ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ((5/119

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق ہوتے ہیں (یعنی زندگی کے معاملات میں اپنے ایمان کو سچ کر دکھانے والے ہوتے ہیں) اور شہید ہیں (یعنی اللہ کی سچائیوں کے گواہ ہوتے ہیں)۔ ان کے رب کے پاس ان کا اجر اور ان نُور موجود ہے (جو انہیں عطا کر دیا جائے گا)۔ اور وہ لوگ جو کافر ہیں اور انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا رکھا ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو جہنم والے ہیں۔ ((5/119

ص سے صابر

(10/109) (16/127) (52/48) (73/10) (74/7) (76/24)

(50/39) (18/28) (46/35) (40/77) (40/55) (30/60) (20/130)

(70/5)(68/48) تفصیل پہلے آ چکی ہے

ط سے طاہر

لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَھَّرُوۡنَ ((56/79

(اور یہ قرآن ایسی نازل کردہ کتاب ہے یعنی ایسا ضابطۂ حیات ہے کہ اسے) سوائے پاکیزہ و صاف ستھرے لوگوں کے کوئی نہیں چھو سکتا (یعنی ایک تو یہ کہ قرآن کی آیات کا نازل ہونا شیطانوں کے ذریعے نہیں ہوا کیونکہ یہ ان کے شایانِ شان نہیں 26/210-212 دوسرے یہ کہ قرآن کے حقائق سے وہی لوگ صحیح معنوں میں رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں جن کے جسم بھی اور دل اور دماغ بھی پاکیزہ اور صاف ستھرے ہوں یعنی اُن میں کسی قسم کا تعصب نہ ہو اور وہ گندگی اور الائشوں اور بُرائیوں کو ناپسند کرتے ہوں اور اُن سے بچنے کی کوشش کرنیوالے ہوں)۔ ((56/79

س سے سِرَاجًا مُّنِیۡرًا

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ((33/46

(بہر حال، اے نوعِ انسان! یاد رکھو کہ اللہ کا یہ رسولؐ اللہ کے نازل کردہ نظامِ حیات) کی طرف اللہ کے حکم سے ہی دعوت دیتا ہے اور وہ جگمگاتا ہُوا حسین چراغ ہے (جو زندگی کی تاریکیوں کو ختم کر دینے والا ہے)۔ ((33/46

س سی سّجد

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ((9/112

(اللہ کے ساتھ معاہدہ طے کرنے والے یہ وہ اہلِ ایمان ہیں) کہ جب کبھی ان کا قدم کسی غلط راستے پر پڑ جائے تو وہ وہیں رک جاتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگتے ہوئے واپس صحیح راہ پر آ جاتے ہیں (اَلتَّآئِبُوْن)، اور رضا کارانہ طور پر اس کے احکام و قوانین کی اطاعت کرتے ہیں یعنی اللہ کی غلامی کرنے والے ہیں (الْعٰبِدُوْن) اور وہ اپنی ذات کے اندر اور ذات کے باہر یعنی انفس و افاق پر غور و فکر کرنے والے ہیں تا کہ ان کی حقیقتوں پر پہنچتے رہیں اور کہتے رہیں کہ واہ اللہ ہر حقیقت تیری عظمت و برتری ہی ثابت کر رہی ہے (الْحٰمِدُوْن) اور (اپنی ان تحقیقات کے لئے) انہیں جہاں جہاں بھی سفر کرنا پڑے وہ کرتے ہیں (السَّآئِحُوْنَ) اور ہمیشہ اللہ کے احکام و قوانین کے آگے جھکے رہتے ہیں (الرّٰكِعُوْنَ) اور اپنا تکبر و غرور ختم کر کے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں (السّٰجِدُوْنَ) اور ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جو عین اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق ہیں (الامرون بالمعروف) اور ان باتوں سے روکتے ہیں جن سے اللہ کے احکام منع کرتے ہیں (الناھون عن المنکر) اور وہ ان تمام حدود پر عمل کرتے ہیں یعنی ان کی حفاظت کرتے ہیں جو اللہ کے احکام نے متعین کر دی ہوئی ہیں (والحفظون الحدود اللّٰہ) چنانچہ یہ ہیں وہ اہلِ ایمان (جن کے لئے دنیا اور آخرت کی خوشگواریوں اور سرفرازیوں) کی بشارتیں ہیں۔

(نوٹ: عمومی طور پر یہ آیت ہر مسلمان کے لئے آ گاہی ہے کہ وہ زندگی کے اعمال کی سمت کا تعین ایسے ہی کرے جیسے اس آیت میں بتلایا گیا ہے مگر اسلامی ریاست میں جن کے پاس قوتِ فیصلہ

اوور قوتِ اختیار ہے تو ان کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے افراد کے اعمال کی سمت کا تعین اس آیت کے مطابق کریں کیونکہ آیت میں الامرون کا لفظ ہے جس کا واضع مطلب حکم کرنے والے ہے۔ کیونکہ عام آدمی حکم نہیں کرسکتا اور ریاست کے احکام ہی حکم کرسکتے ہیں لہٰذا انہیں اس سے آگاہ ہونا چاہیے)۔(9/112

ق سے صاحب قَابَ قَوْسَیْنِ

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ((53/8

(اللہ کے احکام وقوانین سے اس درجہ ہم آہنگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اللہ کا مقرب بن گیا، 8/17۔اور جس طرح تم باہمی رفاقت اور معاہدہ کی پختگی کے لئے) دو کمانوں کو اس طرح ملاتے ہو کہ وہ ایک ہی قاب (یعنی ایک ہی کمان کے دستے والی دکھائی دیتی ہیں) یا ذرا سی کم (ایک جیسی دکھائی دیتی ہیں، پھر دونوں مل کر اکٹھا تیر چلاتے ہو۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ رسولؐ کے عہدِ رفاقت کی یہی مثال ہے۔ بلکہ اس کی رفاقت اس سے بھی زیادہ محکم اور گہری ہوتی ہے)۔

(نوٹ: ایامِ جاہلیت میں عربوں کا قاعدہ تھا کہ جب وہ ایک دوسرے سے اٹل عہد باندھتے تو دو کمانیں لیتے۔ ایک کو دوسری کے ساتھ ملا دیتے اور اس طرح ان دونوں کا قاب یعنی کمان کا درمیانی حصہ (دستہ) ایک کر دیتے۔ پھر ان دونوں کمانوں کو اکھٹا کھینچ کر ایک تیر چلاتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا کہ ایک کی رضامندی دوسرے کی رضامندی ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اس مثال سے نوعِ انساں کو سمجھایا گیا ہے کہ محمدؐ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ کی رضامندی ہوتی ہے، 8/17)۔(53/8

ق سی قَامَ عَبْدُ اللّٰہ

وَّ اَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ((72/19

(ہونا تو یہ چاہیے، لیکن ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ، خود اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے جھکنا تو ایک طرف) جب اللہ کا بندہ (یعنی رسولؐ اللہ) اس دعوت کو لے کر اٹھا تو یہ لوگ (مخالفتوں کے) ہجوم کے ساتھ اس پر یوں ٹوٹ پڑے گویا اسے (کچل ہی ڈالیں گے)۔(72/19

ن سی نَذِیر

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ((22/49

(چنانچہ اے رسولؐ) کہہ دو! کہ اے نوعِ انسان! میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہیں واضع طور پر پہلے سے آگاہ کردوں کہ نازل کردہ احکام وقوانین کو اختیار نہ کرنے سے تمہیں تباہ کن نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا (نذیر)۔((22/49

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ((34/28

اور (جب عالم یہ ہے کہ ساری کائنات میں ہر شے اللہ کے قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے تو انسانی دنیا میں بھی اُسی اللہ کے قوانین کارفرما ہونے چاہئیں۔ اس لئے، اے رسولؐ!) ہم نے تمہیں ساری انسانیت کی طرف اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم انہیں آگاہ کردو کہ بہترین کاموں کے نتائج حسین و خوشگوار ہوتے ہیں اور بُرے کاموں کے نتائج خوفناک ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر انسان علم نہیں رکھتے (اوراعتراض کرتے رہتے ہیں کہ انسانی دنیا میں رسولوں کی ضرورت کیا تھی)۔((34/28

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ((33/45

لہٰذا، اے نبی! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اس لئے بھیجا ہے (تاکہ تم نازل کردہ نظام کو اس طرح قائم کردو کہ وہ تمام انسانوں کے لئے پیمانہ اور) نگران ثابت ہو۔ اور تم لوگوں کو یہ بتادو! کہ اس کے مطابق چلنے کا انجام کس قدر خوشگوار ہوگا اور اس کی خلاف ورزی کے کس قدر تباہ کن نتائج نکلیں گے۔((33/45

وَ بِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰہُ وَ بِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ((17/105

اور (یہ ہے انجام فرعون کا کیونکہ وہ نازل کردہ صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا رہا۔ اور اب یہ قرآن) ایک مستقل سچائی کے طور پر نازل کیا گیا ہے اور بالکل صحیح نازل کیا گیا ہے (کیونکہ اس ہدایت کی نوعِ انساں کو ضرورت تھی)۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے تمہیں صرف اس لئے بھیجا ہے کہ تم (نوع انساں کو یہ) آگاہی دے دو کہ (اس حق کو یعنی اس مستقل سچائی کو) اختیار کرنے کے نتائج حسین وخوشگوار ہوتے ہیں اور اسے مسترد کردینے کے نتائج خوف ناک ہوتے ہیں۔((17/105

قُلۡ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَ لَا بِكُمۡ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ((46/9

(اے رسولؐ) ان سے کہہ دو کہ میں رسولوں میں سے کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ (اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوتا ہے وہ میرے علم کی وجہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ) میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ خود میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (لہٰذا، جو میں کہتا ہوں یہ وہی ہے جس کا مجھے وحی کی بناء پر پتا چلتا ہے۔ اسی لئے) میں صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور (اسی وجہ سے، اے نوعِ انسان!) میرا مقصد سوائے اس کے کہ تمہیں غلط روش کے تباہ کن نتائج سے صاف صاف آگاہ کر دوں اور کوئی نہیں ہے۔ ((46/9

ح س حَرِیۡصٌ عَلَیۡكُم

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ((10/128

(حالانکہ اگر یہ ذرا بھی غور کرتے تو انہیں آگاہی ہو جاتی کہ) حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو خود ان میں ہی سے ہے (جس کی دردمندی کا یہ عالم ہے کہ اگر ذرا سی بھی) انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور اس کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ (کسی نہ کسی طرح بھلائی کا سامان) ان کے لئے ہو جائے۔ اور اہلِ ایمان کے لئے تو اس کی تگ و دو ہی یہ ہے کہ رکاوٹ پیدا کرنے والے اسباب ختم کر کے ان کی نشوونما کے لئے سازگاری پیدا کی جائے (راؤف)۔ کیونکہ وہ سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے کی کوشش کرتا رہتا ہے (رحیم)۔ ((10/128

ح س حُكۡم

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ وَ اَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِیَحۡكُمَ بَیۡنَ النَّاسِ فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ وَ مَا اخۡتَلَفَ فِیۡهِ اِلَّا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡهُ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَ

تْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًام بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ الِمَا اخْتَلَفُوْ افِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآئُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ((2/213

(یہ روّیے صرف یہودیوں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہیں بلکہ یوں ہے کہ) تمام انسان ایک ہی امت تھے۔ پھر اللہ نے ان کی آگاہی کے لئے نبیوں کو بھیجا تا کہ وہ انہیں بہترین اعمال کے بہترین نتائج کی خوشخبریاں دیں (مبشرین) اور بُرے اعمال کے تباہ کن نتائج کے بارے میں خوف زدہ کریں (منذرین)۔ اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ضابطہء حیات (الکتب) نازل کیا جس کی سچائی اپنی گواہی آپ دے رہی تھی (بالحق)۔ یہ اس لئے کیا گیا تا کہ انسان جن باتوں میں اختلافات رکھتے تھے یہ ان کے درمیان فیصلہ کر کے (ان میں یک جہتی پیدا کریں) لیکن اس کے بعد کسی اور نے نہیں بلکہ وہ لوگ کہ جنہیں روشن دلائل پر مبنی آگاہی (البینٰت) عطا ہو چکی تھی انہوں نے ہی آپس میں اختلافات شروع کر دیے اور سرکشی و بغاوت پر اتر آئے۔ مگر ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی تھی اور انہوں نے جس چیز کے لئے اختلاف کیا (وہ کسی ضد یا سرکشی کی وجہ سے نہیں) بلکہ وہ صداقت پر مبنی تھا۔ اس لئے اللہ نے انہیں اپنے قانون کے مطابق ایسی درست اور روشن راہ دکھا دی جو اطمینان بھری منزل کو جاتی تھی اور جس کے لئے وہ مناسب سمجھتا ہے اسے صراطِ مستقیم کی طرف چلا دیتا ہے۔ (یعنی ایسے اصول و طریقے اپنانے کی آگاہی دے دیتا ہے جو نازل کردہ احکام کے مطابق ہوتے ہیں)۔ ((2/213

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ((4/65

لہٰذا (اے رسولؐ) تمہارے رب کی قسم (یعنی تمہارے نشونما دینے والے نے حقائق کو علیحدہ علیحدہ کر رکھا ہے تا کہ وہ سچائی کے لئے گواہ بن جائیں) کہ یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں تمہیں فیصلہ دینے والا بنا لیں۔ پھر اس فیصلہ سے جو تم صادر کرو یہ اپنے آپ میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (تمہارے فیصلے کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ

تسلیم کرلیں۔(4/65)

ح سے حکیم

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ (3/81)

اور (یہ سلسلۂ ہدایت کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ایک ہی پیغام ہے جو شروع سے آخر تک مسلسل چلا آ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ) جب اللہ انبیاء سے عہد لیتا تھا کہ تمہیں یہ کتاب و حکمت دی گئی ہے اور (اپنے پیروکاروں کو آگاہ کر دینا کہ) پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو ان (کتابوں) کو سچ کر دکھانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو پھر ضرور اس پر ایمان لائیں اور ضرور اس کی مدد کریں۔ (اور پھر) پوچھا گیا کہ! کیا تم نے اقرار کر لیا؟ اور اسی (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا! ہم نے اقرار کر لیا۔ (تب اللہ نے) کہا کہ تم (اس عہد پر) گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں (کہ کون اس حقیقت کو جھٹلاتا ہے اور کون اقرار کرتا ہے)۔ (3/81)

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَ رَحْمَتُہٗ لَھَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَھُمْ وَ مَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ وَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (4/113)

اور (اے محمدؐ) یہ تو اللہ نے تجھے فضیلت دے رکھی ہے اور قدم بہ قدم تمہاری مدد و رہنمائی سے تمہیں کمال عطا کر رکھا ہے (کہ نہ تمہیں کمتر کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بہکایا جا سکتا ہے ورنہ تمہارے مخالفین) میں سے ایک گروہ نے تو تمہیں بہکانے کا پورا پورا ارادہ کر لیا تھا۔ حالانکہ (انہیں اپنی عقل سے کام لینا چاہیے تھا کہ اس طرح تو) وہ محض اپنے ہی نفسوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ (کیونکہ تم تو اللہ کے احکام کی روشنی دینے والے ہو (5/15) اور اس روشنی سے منہ موڑنے والے خود ہی اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ جبکہ روشنی کا منہ جس طرف بھی پھیر دیا جائے گا وہ روشن ہی کرے گی)۔ لہٰذا، تمہیں تو وہ کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتے کیونکہ اللہ نے تم پر ضابطۂ حیات نازل کیا اور تمہیں وہ دانش عطا

کی جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلہ کرنے والی ہے (حکمت) اور تمہیں وہ علم عطا کر دیا جو تم نہیں جانتے تھے۔ چنانچہ اللہ کی تم پر عظمت یافتہ فضیلت کی عنایت ہے۔((4/113

کَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ((2/151

چنانچہ اسی مقصد کے لئے ہم نے تم میں سے ہی (تمہارے پاس) رسول بھیجا ہے جو تمہارے سامنے ہمارے احکام وقوانین پیش کرتا ہے اور تمہاری (صلاحیتوں) کی نشوونما کرتا ہے اور تمہیں نازل کردہ ضابطہء حیات کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنا سکھاتا ہے۔ غرض یہ کہ وہ تمہیں ایسا کچھ سکھاتا ہے جو تم جانتے نہ تھے۔((2/151

آپ نے دیکھا کہ بعض حروف کئی کئی اسماء وصفات نبی سلامُ' علیہ کا اختصار ہیں جیسے م، ر، ن، ح وغیرہ

یعنی آپ الٓمّٓ کو اس طرح بھی کھول سکتے ہیں

الٓمّٓ :۔ احمد لین القلب مزمل مدثر

الٓمّٓ :۔ امین لین القلب مبشر مرسل

اسمای وصفات نبی سلامُ' علیہ کو مدنظر رکھ کر کسی بھی متعلقہ حرف سے مجموع بنایا جا سکتا ہے یہاں ہم اپنی بساط کے مطابق انہیں کھولتے ہیں۔

الٓر :۔ احمد لین القلب رحمتہ العلمین

الٓمّٓر :۔ احمد لین القلب مبشر مذکر روف

الٓمّٓص :۔ امین لین القلب محمد مرسل صابر

کٓھٰیٰعٓصٓ :۔ کریم ھادی یا عبد صدیق

طٰہٰ :۔ طاہر ھادی

طٰس:۔	طاہر سراجاً منیر نذیر	
طٰسٓم:۔	طاہر سراجاً منیر محمدؐ	
حٰمٓ:۔	حکیم مرسل	
حٰمٓعٓسٓقٓ:۔	حکیم محمد عبد سراج قوی	
یٰس:۔	یا سراجاً منیر نذیر	
ص:۔	صاحبکم	
ق:۔	قوی	صاحب قاب قوسین
ن:۔	نذیر	

القرآن۔آخری عقلی معجزہ

چودہ سو سال سے حروف مقطّعات کی انتہائی مخفی حیثیت رہنے کے بعد آخر کار 1976ء میں کی گئی کمپیوٹر پر تحقیقات کرنے کے بعد کئی اہم حقائق کا انکشاف کیا۔ ریاضیاتی طور پر کی گئی یہ تحقیق دلچسپ بھی ہے اور معجزانہ بھی۔

یہ تحقیقات اس ویب سائٹ www.islamawareness.net پر موجود ہیں یہاں ہم اس کے چند ایک نقاط بیان کرتے ہیں۔

سورۃ المدثر میں کفار نبی سلامُ علیہ سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی نازل کردہ آیات نہیں ہیں بلکہ یہ آپ نے خود ہی گھڑی ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ان کو عنقریب ''سقر'' میں ڈال دیں گے۔

نبی کی باتیں سن کر کفار جس قسم کے رویے کا اظہار کرتے تھے اُسے قرآن نے سورہ مدثر ((74 کی آیات ((11-31 میں بیان فرمایا ہے۔

ذَرۡنِیۡ وَ مَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا)(11

(اس لئے کوئی بھی ایسا شخص جو اپنی دولت وسرمایہ یا اولاد کی طاقت یا کسی اور وجہ سے رب کے نظام سے دشمنی اور سرکشی کر رہا ہے تو اسے اپنے انجام کو یاد رکھنا چاہیے۔ چنانچہ ایسے شخص کو) میرے حوالے رہنے دو کیونکہ اسے اکیلے میں نے تخلیق کیا ہے (اور مجھے علم ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے)۔

وَّ جَعَلۡتُ لَہٗ مَالًا مَّمۡدُوۡدًا)(12

کیونکہ (ایسے شخص کو) تو میں نے ہی فراوانیوں میں دولت وسرمایہ عطا کیا تھا۔

وَّ بَنِیۡنَ شُہُوۡدًا)(13

اور (اس کو میں نے ہی ایسی) اولاد عطا کی تھی جو اس کے سامنے حاضر و موجود ہو (تاکہ وہ اس کی

طاقت سے دوسروں پر اثر انداز ہو سکے)۔

وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا)(14

غرضیکہ ہم نے اس کے لئے زندگی کے راستے ہموار کر دیے اور (مشکلات کو آسانیوں اور ہمواریوں میں بدل دیا۔

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ)(15

(لیکن اس پر بھی اس کی ہوس پوری نہ ہوئی) اور وہ حرص کرتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دیتا رہوں (اور وہ قوت و دولت کے بل بوتے پر حق کی مخالفت میں آگے ہی آگے بڑھتا جائے)۔

كَلَّا اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا)(16

لیکن ایسا ہرگز نہیں کیا جائے گا کیونکہ حقیقتاً وہ ہمارے احکام و قوانین کی دشمنی پر اتر آیا ہے۔

(نوٹ: اس آیت کے مطابق ایسے لوگوں کو محتاط ہو جانا چاہیے جنہیں اولاد اور دولت سے طاقت ملی ہوئی ہے مگر وہ نازل کردہ احکام سے سرکشی برت رہے ہیں)۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا)(17

مگر بہت جلد میں اسے (مشکلات اور مصائب کی) بڑی چڑھائی چڑھاؤں گا۔

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ)(18

حقیقت یہ ہے کہ (اسے اچھے اور برے دونوں راستوں کا انجام بتا دیا گیا تھا۔ اس لئے) اس نے اس پر غور کیا اور اندازہ لگایا (کہ کون سی راہ اُس کے لئے فائدہ مند ہے)۔

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ)(19

(لیکن اُس نے عارضی فائدوں والی غلط راہ کو چن لیا)۔ لہٰذا، وہ تو مارا جائے گا کیونکہ اس نے کس قدر (غلط) اندازہ لگایا (اور بڑی راہ کو چن لیا)۔

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ)(20

پھر ایسا (غلط) اندازہ کہ (جس سے تباہیوں اور بربادیوں کے سوا کچھ نہ حاصل ہو گا۔ اس لئے) وہ مارا جائے گا۔

ثُمَّ نَظَرَ (21)

اس نے ایک بار پھر (اس دعوت پر تنقیدی) نگاہ ڈالی۔

ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ (22)

(اور اس کے دل میں کشمکش کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہو گئے)۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسورا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَکْبَرَ (23)

پھر وہ پشت پھیر کر تکبر کرتے ہوئے،

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (24)

یہ کہہ کر وہ چل دیا کہ یہ سوائے جادو کے اور کچھ نہیں ہے۔ (اس لئے یہ غلط ہے کہ یہ وحی ہے اور اللہ کے فیصلے ہیں۔ یہ وہی جادو ہے) جسے پہلے والوں سے نقل کیا گیا ہے۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (25)

لٰہذا، یہ صرف ایک انسانی کلام ہے (جسے خود وضع کر کے اللہ کی وحی کہہ کر پیش کر دیا گیا ہے)۔

سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ (26)

(مگر ایسے شخص کو یاد رکھنا چاہیے) کہ وہ وقت دُور نہیں جب اسے جہنم کی جھلسا دینے والی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ (جو اس کے سارے تکبر کو پگھلا کر راکھ کر دے گی)۔

وَ مَآ اَدْرٰکَ مَا سَقَرُ (27)

لیکن کیا تمہیں ادراک ہے کہ جہنم کی جُھلسا اور پگھلا دینے والی آگ کیا ہوتی ہے؟

لَا تُبْقِیْ وَ لَا تَذَرُ (28)

(یہ ایسی آگ ہے) جو نہ باقی رہنے دے گی اور نہ ہی (پیچھا) چھوڑے گی (یعنی جُھلسا دینے کے بعد بھی چین نہیں لینے دے گی)۔

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ (29)

(اور یہ ایسی آگ ہے) جو انسان کی کھال کو جُھلسا کر اس کا حلیہ بگاڑ دینے والی ہے۔

عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ (74/30)

(اور یہ وہ جہنم کی آگ ہے) جس پر ہم نے اُنیس (فرشتے) مقرر کر رکھے ہیں۔ (74/30)

اُس کے بعد کفار کے رویے کی بنا پر اُن کے انجام کی خبر (26-29) آیات میں دی ہے۔ ان آیات میں اُسے ''سقر'' میں ڈالنے کی وعید سنائی گئی ہے۔ آخر یہ ''سقر'' کیا ہے؟ عربی لغت کے مطابق تو اس کا مطلب ہے ''سخت دھات کی چیزوں کی پگلا دینے والی''

انسان کیونکہ نہ تو لوہا ہوتا ہے نہ تانبا لیکن اُس کے نظریات اور عقائد جو نسل در نسل چلے آ رہے ہوتے ہیں وہ پتھروں کی طرح سخت ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ کسی قیمت پر بدلنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اب جو قرآن اُسے ''سقر'' میں ڈالنے کی بات کرتا ہے اور ''سقر'' کی تعریف جو قرآن نے دی ہے کہ ''پہلے سے چلی آ رہی کوئی چیز باقی نہیں رہے گئی اور نہ وہ آئندہ کے لئے کچھ چھوڑے گئی۔ بشر کو مکمل طور پر بدل دے گی کیوں کہ اس پر عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ انیس تعینات ہیں

يَوۡمَ يُسۡحَبُوۡنَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ ذُوۡقُوۡا مَسَّ سَقَرَ (48)

(کیونکہ وہ دن طاری ہو کر رہے گا) جس دن یہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے۔ (اس دن ان سے کہا جائے گا کہ اب) تم جہنم کے چُھونے کا مزہ چکھو۔

ایسی حالت جو بالکل لاجواب کر دے بے بس کر دے بے بس کر کے رکھ دے ۔

آخر انیس ہی کیوں کوئی اور عدد کیوں نہیں؟

اگلی ہی آیت (74/31) میں تھوڑی گہرائی میں جا کر غور کرنے سے ''ملائیکہ'' جنود، عدتہم، فتنہ کسی گہرائی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور جدید کیمپوٹرائزڈ تحقیقات 19 پر ہوئی ہیں اُس سے تو ان آیات کا مطلب مزید نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔

وَمَا جَعَلۡنَاۤ اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلۡنَا عِدَّتَهُمۡ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِيَسۡتَيۡقِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَيَزۡدَادَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِيۡمَانًا وَّلَا يَرۡتَابَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَلِيَقُوۡلَ الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡكٰفِرُوۡنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ

يَشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ)(74/31

اور ہم نے (اس آگ میں) جانے والوں کیلئے صرف فرشتے ہی مقرر کئے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کی گنتی صرف ایسے لوگوں کے لئے مقرر کی ہے جو کافر ہیں۔ اور جو اہلِ کتاب ہیں (ان کے لئے یہ گنتی اس لئے ہے) تا کہ وہ یقین کرلیں (کہ قرآن واقعیٔ اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے، کیونکہ ان کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ انہیں پہچان ہے کہ وحی کس طرح کی ہوتی ہے اور وحی کے ذریعے عالمِ بالا کی خبروں میں گنتی کی کیا اہمیت ہوتی ہے)۔ اور (باقی رہے قرآن پر یقین رکھنے والے) اہلِ ایمان، (تو ان کے لئے یہ گنتی اس لئے ہے) تا کہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو (یہ جان کر کہ اللہ اپنی باتوں کو صحیح صحیح گنتی کے ساتھ بھی بتاتا ہے)۔ لہٰذا، وہ لوگ جو اہلِ کتاب ہیں اور وہ لوگ جو اہلِ ایمان ہیں (انہیں اس گنتی سے قطعیٔ طور پر کسی) شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے (کہ اس گنتی سے اللہ کا کیا تعلق ہے) اور (اب یہ سنو کہ یہ گنتی کن کے لئے اور کیوں آزمائش بنائی گئی ہے۔ یہ ایسا اس لئے کیا گیا ہے) تا کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے (یعنی وہ لوگ جو اس کشمکش میں مبتلا رہتے ہیں کہ قرآن کو جھٹلائیں یا مانیں اور قرآن میں دی گئی باتوں اور مثالوں کو وہ سطحی عقل سے جھٹلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں 2/26، وہ بھی) اور جو کافر ہیں (وہ بھی) یہ کہیں کہ بھلا اس طرح کی مثال دینے سے اللہ کا ارادہ کیا ہے؟ (یعنی اس گنتی سے ان کے دلوں میں اللہ اور قرآن کے بارے میں جو شکوک ہیں وہ سامنے آ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ایسے سوالات تحقیق کے لئے نہیں ہوتے بلکہ انکار کے لئے ہوتے ہیں)۔ لہٰذا، اسی طرح جسے اللہ مناسب سمجھتا ہے، اسے غلط راستے پر ڈال دیتا ہے اور جسے مناسب سمجھتا ہے اسے منزل تک لے جانے والی روشن راہ پر ڈال دیتا ہے، 2/26 حالانکہ تیرے رب کے لشکروں کے متعلق خود اس کے سوا کسی کو علم نہیں ہے (کہ کتنے فرشتے ہیں اور کون کون سی مخلوقات کے لشکر ہیں جو اللہ کے احکام کے مطابق سرگرمِ عمل ہیں)۔ (اور ایسے اُمور کا اس طریقے سے بیان کرنے کا مقصد) سوائے اس کے اور نہیں کہ انسان اس سے نصیحت حاصل کرے۔ (74/31)

ریاضیاتی حقیقت کو بھی کوئی نہ مانے تو یہی ''فتنہ'' ہے فوراً بعد ہی (74/32) میں یک دم

والْقَمَر اور وَالَّیْل کی جو بات کی گئی ہے اس سے جو بات سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ موضوع (Topic) ان دو سورتوں میں بھی مذکور ہے۔ گویا کہ مزید تفسیر ان دونوں سورتوں میں موجود ہے۔

عَلَیۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حروف کی تعداد 19 ہے۔

قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد 114 ہے جو 19 کا حاصل ضرب 19×6=114 ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن مجید میں 114 مرتبہ آئی ہے سورۃ توبہ کے شروع میں نہیں جبکہ سورہ نمل کے شروع اور درمیان 2 مرتبہ آئی۔ اس طرح یہ بھی 19 کا حاصل ضرب ہے 19×6=114

14 حروف تہجی سے بننے والے 14 حروف مقطّعات کے مجموعے 29 سورتوں میں استعمال ہوئے ہیں یعنی 14+14+29=57 جو کہ 19×3=57 ہے

حروف مقطّعات سے شروع ہونے والی سورتوں میں ق،ص،ن سنگل استعمال ہوئے ہیں 50 نمبر سورۃ ''ق'' جو کہ حرف ''ق'' سے شروع ہوتی ہے اس میں ق کی تعداد 57 ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے 3=19×57

42 نمبر سورۃ میں بھی حرف ''ق'' باقی حروف کے ساتھ استعمال ہوا ہے اس سورۃ الشوریٰ میں بھی ''ق'' کی تعداد 57 ہے یعنی 19 کا حاصل ضرب 3=19×57

اگر سورۃ نمبر 50 اور 42 میں استعمال ہونے والے ''ق'' کا مجموع لیا جائے تو یہ 57+57=114 بنتا ہے جو کہ پورا قرآن ہے۔

42 نمبر سورۃ کی 53 آیات ہیں ان کو جمع کیا جائے تو 42+53=95 بنتا ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب 19×5=95 ہے

50 نمبر سورۃ میں آیات کی تعداد 45 ہے ان کو جمع کیا جائے تو 50+45=95 بنتا ہے جو کہ 5=19×95 ہے

50 نمبر سورۃ کی جس جس آیت میں حرف ''ق'' استعمال ہوا ہے ان آیات کے نمبروں کا مجموعہ نمبر 50 میں جمع کیا گیا تو 798 بنا جو کہ 42=19×798 ہے اس میں 42 کا آنا حیران کن ہے کیونکہ دوسری جس سورۃ میں ''ق'' استعمال ہوا ہے اس کا نمبر 42 ہے۔

حروف کے اس نظام میں بعض حروف اس خاص ترتیب کو قائم رکھنے کے لئے خاص طور پر استعمال کئے گئے ہیں مثلاً جناب سیدنا لوطؑ کے مخالفین کا 13 مقامات پر تذکرہ ہوا ہے جو کہ یہ ہیں 38/13,29/13,27/56,27/54,26/160,22/43,11/74,21/74,11/89, 11/70,7/80 اور 54/33 ان بارہ مقامات پر لفظ قوم لوط استعمال ہوا ہے جبکہ تیرویں

مقام 50/13 میں لفظ اخوان لوط استعمال کیا گیا کیوں؟ اس لئے کہ اگر اس مقام پر بھی قوم لوط کا لفظ استعمال ہوتا تو ایک ''ق'' کی تعداد بڑھ جاتی جو کہ 57 کی بجائے 58 ہوتی اور یہ 19 کا حاصل ضرب نہ بنتا

دوسری یک حرفی سورہ ''ص'' ان سورتوں 38,19,9 میں پایا جاتا ہے ان تینوں سورتوں کے ''ص'' جمع کئے گئے تو ان کی تعداد 152 بنی جو کہ 8=152×19 ہے یہاں بھی سورۃ 7 کی آیت 69 میں ایک اشارہ ملتا ہے جہاں لفظ الْخَلْقِ بَصْطَةً س لکھا گیا ہے۔یعنی لکھا ''ص'' جائے گا اور پڑھا 'س' جائے گا ''س'' لکھا جاتا تو ''ص'' کی تعداد کم ہوجاتی اور وہ 19 کا حاصل ضرب نہ رہتا اسی طرح ''ن'' سے شروع ہونے والی سورۃ نمبر 68 جس کا نام ہی ''ن'' ہے میں ن کی تعداد کو گنیئں تو یہ 132 بنیں گے لیکن کیونکہ وحی صوتی ذریعہ سے آئی ہے اور عربی زبان بھی صوتی ہے اس لئے پہلے ''ن'' کو یوں لکھیں گے ''ن ون'' اس طرح یہ تعداد 133 بنتی ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب یعنی 7=133×19 ہے

2 حرفی مقطّعات سے شروع ہونے والی سورتیں

یٰس جو ''ی'' اور ''س'' سے شروع ہورہی ہے اس میں ''ی'' اور ''س'' کی تعداد 285 ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے 15=285×19

حٰمٓ مسلسل (40 سے 46 تک 7 سورتوں میں آیا ہے اس میں ''ح'' اور ''م'' کی تعداد اس طرح ہے۔

سورت نمبر	ح	م	ح+م

444	380	64	40
324	276	48	41
353	300	53	42
368	324	44	43
166	150	16	44
231	200	31	45
261	225	36	46
113×2147=19	1855	292	

سہ حرفی مقطّعات

42 نمبر سورہ میں ''ع''،''س''،''ق'' کی تعداد اس طرح سے (ع=98)،(س=54)،
(ق=57) یعنی 98+54+57=209 یا 19×209=11

آلمہ چھ سورتوں میں استعمال ہوا ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے

	کل تعداد	م	ل	ا	سورۃ نمبر
19×152	9899	2195	3202	4502	2
19×298	5662	1249	1892	2521	3
19×88	1672	344	554	774	29
19×66	1254	317	393	544	30
19×43	817	173	297	347	31
19×30	570	158	155	257	32
19×1046	19874	4436	6493	8945	Total

ایک حرف میں اضافہ یا کمی اس تمام نظام کو ختم کر دے گی۔

آلرا:۔ پانچ سورہ میں استعمال ہوا ہے۔ تفصیل اس طرح ہے۔

سورہ نمبر	ا	ل	ر	کل	
10	1319	913	257	2489	19×131
11	1370	794	325	2489	19×131
12	1306	812	257	2375	9×125
14	585	452	160	1197	19×63
15	493	323	96	912	19×48
Total	5073	3294	1095	9462	19×498

چارحرفی مقطّعات

آلمر:۔حرف سورہ نمبر 13 الرعد میں استعمال ہوا ہے۔جس میں حروف کی تعداد یوں ہے۔

ا	ل	م	ر	کل	
605	480	260	137	1482	19×78

الٓمّٓص۔سورہ نمبر 7 الاعراف کے شروع میں آیا ہے اس کے حروف کی تعداد اس طرح ہے۔

ا	ل	م	ص	کل	
2529	1530	1164	97	1482	19×8

حرف ''ص'' سورہ نمبر 19 اور 38 میں بھی آیا۔یعنی یہ سورہ جن مقطّعات سے شروع ہوتی ہیں ان میں ''ص'' بھی شامل ہے۔ان تینوں سورہ میں ''ص'' کی تعداد اس طرح ہے۔

سورہ نمبر 7	سورہ نمبر 19	سورہ نمبر 38	کل	
97	26	29	152	19×8

یہ انتہائی پیچیدہ مظاہر کیمپوٹرائزڈ لاک ہیں۔جو قرآن میں لگائے گئے ہیں۔

طٰہٰ اور طسٓمٓ

سورہ نمبر	ح	ط	س	م
19	175	-	-	-
20	251	28	-	-
26	-	33	94	484
27	-	27	94	-
28	-	19	102	460
Total	426	107	290	944

426+107+290+944=1767 [93]×19

کٓھٰیٰعٓصٓ سورہ نمبر 19 مریم کی ابتدا اس مقطّعات سے ہوئی ہے۔

ک	ھ	ی	ع	ص	کل	
137	175	343	117	26	798	19×42

ریاضیاتی تحقیقات دیکھنے کے بعد بھی اگر بہتان تراضی کرنے والوں کی آنکھیں نہ کھلیں تو ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (22/46)

لیکن کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ (ان گزری ہوئی تباہ شدہ قوموں کے عبرت انگیز انجام کو دیکھ کر) ان کے دلوں میں عقل وفکر (سے کام لینے کی صلاحیت پیدا ہوتی) اور ان کے کان (ان کے بارے میں) سننے (کو تیار ہو جاتے) کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ (جو لوگ حقائق کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے اور حقائق کے بارے میں سننا ہی نہیں چاہتے تو ایسے لوگوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (یعنی دانش و احساسات اور جذبات کی وہ صلاحیتیں بے کار ہو جاتی ہیں جو سچائیوں کو تسلیم کرتی ہیں)۔((22/46)

اوپر بیان کردہ حقائق کے علاوہ بھی مقطّعات کے حیران کن تراکیب وترتیب قرآن میں پائی جاتی ہے۔

یہ ہے وہ ریاضیاتی طریقہ جس کے تحت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ)(9

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر یعنی یہ قرآن ہم نے ہی نازل کیا ہے اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے۔

نہ ہی قرآن کے کسی حرف میں اضافہ کیا جاسکتا ہے نہ کمی۔

اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ مقطعات اسماء وصفات نبی ہیں

اور نبی سلامُ علیہ کے ساتھ ہی کفار دشمنی مول لیے ہوئے تھے اور اب بھی لیے ہوئے ہیں لہٰذا نبی سلامُ علیہ کے اسماء وصفات کو مخففات کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو Interlock کردیا۔ یہ ہے

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ)(94/4

اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کردیا۔((94/4

کیا Stanic Verses رنگیلا رسول اور توہین آمیز خاکے شائع کرنے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟ علم کی بارگاہ میں میدان میں آؤ اور دلائل کے ذریعے جواب لاؤ۔

اہل رشد (رسالہ والے) اور ان کے ہم خیال جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کئی قرآئۃ میں ہے جن میں الفاظ کا فرق ہے اور 16 مختلف طرز کے قرآن شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ بھی سوچیں۔

حال ہی میں رشد رسالہ جو کہ لاہور سے شائع ہوا ہے اس کی تین جلدوں میں ہزاروں صفات ہیں اور ان کا سارا زور اور صلاحتیں اس بات پر صرف ہو رہی ہیں کہ قرآن مختلف قراءۃ میں نازل ہوا تھا لہٰذا وہ الفاظ کے فرق کے ساتھ 16 مختلف قسم کے قرآن شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ حکومت پاکستان نے انہیں حکماً اس کام سے روک دیا ہے لیکن وہ اس کو اسلام کی بہت بڑی خدمت اور

نیکی سمجھتے ہوئے اس بات پر احتجاج کرر ہے ہیں۔کیاان کے سامنے یہ آیات ہیں

(15/9)(10/15)(2/23)(10/38)(11/13)(17/88)(41/41-42)

یا پھر قرآن کے کہنے کے مطابق آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں دل اندھے ہوتے ہیں(22/46)ان حضرات کی تمام کوششیں اور صلاحتیں جس طرف لگ رہی ہیں اس سورہ النساء کی آیت(4/119)پوری طرح فٹ آتی ہے۔

وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا)(119

اور میں انہیں ضرور(اطمینان وسر بلندی عطا کرنے والی)درست راہ سے ہٹادوں گا۔اور انہیں ضرور غلط امیدیں دلاؤں گا۔اور میں انہیں ضرور حکم دیتا رہوں گا چنانچہ(وہ توّاہم میں مبتلا ہوکر مرادیں حاصل کرنے کے لئے)جانوروں کے کانوں تک کو چیر دیا کریں گے۔اور میں انہیں ضرور حکم دیتا رہوں گا چنانچہ وہ اللہ کی تخلیقات(جو کہ نوعِ انسان کوخوشگواریاں،اطمینان اور سرفرازیاں عطا کرنے والی ہیں) ان میں ایسا تغیر پیدا کردیا کریں کہ وہ(تباہیاں اور بربادیاں پیدا کرنے والی بن جائیں)۔مگر(اے نوعِ انسان!یادرکھو کہ)جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا سر پرست بنالے گا تو وہ یقیناً ایسے واضح خسارے میں مبتلا ہوجائے گا جو نقصان درنقصان کرتا جائے گا۔

قرآن میں تبدیلی کا اختیار تو نبیؐ کو بھی نہیں

اس کمپیوٹرائزڈ دور میں اپنی فائلوں کو دوسروں کی دست برد سے دور رکھنے کے لئے خاص اعداد وحروف کو بطور Lock اور Password استعمال کیا جاتا ہے اور انٹرنیٹ پر چلنے والی کروڑں ویب سائٹس کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کو دوسروں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کے لئے اسماء وصفات محمدیؐ کے مخففات کو بطور انٹرلاک استعمال کیا۔ یہاں تک کہ نبی سلامُ علیہ کی زبانی کہلوایا کہ انہیں بھی وحی میں تبدیلی کا کوئی اختیار نہیں۔

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْ جُوْ نَ لِقَآ ئَنَا ائْتِ بِقُرْ اٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا یَکُوْ نُ لِیٓ اَنْ اُبَدِّ لَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْ حٰٓی اِلَیَّ اِنِّیٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْ مٍ عَظِیْمٍ ((10/15

اور جب ان کے سامنے ہمارے واضع دلائل اور احکام وقوانین پیش کیے جاتے ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے تو وہ کہتے ہیں! کہ یا تو اس قرآن کے علاوہ کچھ اور لے کر آؤ یا پھر اس میں ردو بدل کر دو۔ (اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ میں اس میں ردو بدل کروں۔ میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے کیونکہ میں اس بات سے خوف زدہ ہوں کہ اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس عظیم دن کے عذاب (کی گرفت میں آجاؤں گا جب اعمال کی جوابدہی ہوگی)۔((10/15

سورۃ الحاقہ اور سیرت نبویؐ

ہر سال مسلمان چاہے وہ کسی بھی مسلک یا مکتبہءفکر سے تعلق رکھنے والے ہوں میلاد مصطفی یا سیرت رسولؐ پر کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں اور اپنے اپنے مسلک وعقائد کے مطابق سیرت نبویؐ پیش

کرتے ہیں۔قرآن کریم میں رسولؐ کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان پر تو سب کا اتفاق ہے جیسے

1۔ہم نے آپ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔

2۔ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

3۔اے نبی سلامُ علیہ ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

4۔سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت اور سورہ نجم کی چند ایک ابتدائی آیات

5۔جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

6۔اے نبیؐ! یہ تیر تم نے نہیں چلائے یہ تیر ہم نے چلائے ہیں.

7۔جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ

8۔اللہ کے فضل سے آپ انتہائی نرم دل واقع ہوئے ہیں اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

ان کے علاوہ اور بہت ساری صفات جو قرآن میں آئی ہیں وہ بھی بیان کی جاتیں ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ روایات وتواریخ کی کتابوں میں پائے جانے والے آپ کی زندگی کے بارے میں حالات کا ذکر غزوات، معجزات، غیر مسلموں سے رویئے، معاش، معاشرت وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں۔

لیکن سورہ الحاقہ کی آیت نمبر 40 سے آخر سورہ تک جو کچھ بیان ہوا ہے اس پر شائد (جہاں تک میری معلومات ہیں) کسی بھی عالم نے کبھی بھی اظہار خیال نہیں کیا یعنی ان کی تفسیر تک نہیں گئے۔یہ آیات گھروں میں تراویح اور شبینوں میں پڑھی تو جاتی ہیں اور اگر کہیں ترجمہ کی کلاس ہو تو وہاں ترجمہ بھی بیان کیا جاتا ہے فقط ترجمہ کی حد تک۔

لیکن ان آیات میں جو شدت اور گہرائی پائی جاتی ہے وہ انتہائی غور و فکر کی متقاضی ہے۔

پہلے ان آیات کو دیکھتے ہیں۔ سورہ الحاقہ کا نمبر 69 ہے۔ اور آیت نمبر 40 سے لیتے ہیں۔

اِنَّہٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ)(40

(لہٰذا، اے نوعِ انسان) یہ بات ہر شک وشبہ سے بالاتر سمجھو ورنہ تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے (اِنَّہ) کہ یہ سارے کا سارا کلام (کسی عام آدمی کا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے، 69/43، جس نے) رسولِ کریم (پر نازل کیا ہے، 6/19)۔

وَ مَا ھُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ)(41

لہٰذا، یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ لیکن تم اسے بہت کم تسلیم کرتے ہو (اور شک میں پڑے رہتے ہو کہ اس کی صداقتوں کو مانا جائے یا نہ مانا جائے)۔

وَ لَا بِقَوۡلِ کَاھِنٍ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ)(42

اور (یہ بھی یاد رکھو کہ یہ کلام) کسی کاہن کا کلام نہیں ہے (جو اٹکل پچو باتوں پر مبنی ہو)۔ لیکن تم بہت ہی کم اس کی سبق آموز آگاہی پر غور کرتے ہو۔

تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ)(43

(اس کی اٹل حقیقت یہ ہے کہ یہ کلام) اس کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو سارے عالمین کی نشوونما کرنے والا (اللہ) ہے۔

وَ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ)(44

(یاد رکھو کہ اس نازل کردہ وحی میں انسانی خیالات اور انسانی مرضی و پسند کی ذرہ بھر آمیزش نہیں ہے) کیونکہ اگر (یہ رسول) اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر اسے ہماری طرف منسوب کر دیتا

لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ)(45

تو بلا شبہ ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔

ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ)(46

اور پھر ہم اس کی رگِ گردن کاٹ دیتے۔

فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡہُ حٰجِزِیۡنَ)(47

اورتم میں کوئی ایسا نہ ہوتا جو ہمیں ایسا کرنے سے روک سکتا۔(اس لئے یہ سارے کا سارا کلام سچ ہے)۔

وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ)(48

لٰہذا، حقیقت یہ ہے کہ (اس سارے کلام کی) آگاہی سے (وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں) جو اپنے اوپر اس قدر اختیار حاصل کر لیتے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے اس کے احکام وقوانین کو اختیار کیئے رہتے ہیں تا کہ خوفناک نتائج سے بچے رہیں (متقین)۔

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ)(49

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمیں اس بات کا مکمل علم ہے کہ تم میں ایسے بھی ہیں (جو اس کلام کی صدقتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور) اسے جھٹلانے میں لگے رہتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ)(50

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ اس کی سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے تو پھر وہ حسرت کریں گے۔(یعنی وہ اپنے انجام پر کہہ اٹھیں گے کہ کاش ایسا ہوتا کہ ہم نے اسے تسلیم کر لیا ہوتا)۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ)(51

لٰہذا، تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ (یہ کلام) ایک نا قابلِ انکار سچ ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ)(52

اس لئے (اے اہل ایمان) تم اپنے ربِ عظیم کی صفات کے مطابق (اس کلام یعنی قرآن کو عملی شکل دینے کے لئے سرگرمِ عمل ہو جاؤ (فسبح)۔(69/52)

آخر اتنے سخت الفاظ کیوں؟

حروف مقطّعات والی سورتیں جہاں ختم ہوتی ہیں یعنی سورۃ ''ن' جس کا نمبر 68 ہے کے فوراً بعد سورہ الحاقہ 69 نمبر پر ہے۔

اور سورہ ''ن'' کے بعد آخر قرآن سورہ والناس تک کوئی بھی سورہ حروف مقطّعات سے شروع

نہیں ہوتی۔

اب اس سورہ الحاقہ کی آیت 46 میں نبی سلامُ' علیہ کو اتنے سخت الفاظ مین تنبیہی کیوں کی گئی؟ جبکہ اوپر کی تحریر میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی سلامُ' علیہ کے کئے گئے اقدامات کو اپنے ذمہ لیا ہے نبی سلامُ' علیہ کی پیروی کو اپنے محبت کی شرط قرار دیا جارہا ہے۔

یہاں تک کہ ((10/15 میں آپ کی زبانی کہلوا بھی دیا'' کہ میرے اختیار میں قرآن کا ایک حرف بھی تبدیل کرنا نہیں ہے۔ نیز ((45/8

پھر اتنی سخت تنبہیہ کیوں؟

انداز کیجئے کہ شہ رگ کاٹنے کی اتنی سخت تنبہی! بڑی ہی قابل غور حقیقت آپ ہی کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کی جانے والی سورہ''محمدؐ'' کی آیت نمبر 24 کے مطابق'' تدبر'' کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اوپر ہم نے سورہ الحاقہ کی آیت نمبر 40 سے آخر سورۃ تک کے حوالاجات دیئے ہیں

لیکن ریاضیاتی تحقیقات کی تمام بنیاد سورہ الحاقہ کی آیت نمبر 38۔39 ہے

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ)(38

بہر حال (اے رسولؐ! ان سے کہہ دو کہ جو حقائق بیان کیے جا رہے ہیں یہ قیاسات اور گمان کی باتیں نہیں ہیں، بلکہ) جو کچھ بھی تم (اس کائنات میں) دیکھتے ہو مَیں ان کی حقیقتوں کو اٹل گواہی کے طور پر پیش کرتا ہوں (اُقسم)۔

وَمَا لَا تُبْصِرُونَ)(39

اور جو کچھ تم نہیں دیکھ سکتے ہو(میں ان کی حقیقتوں کو بھی اٹل گواہی کے طور پر پیش کرتا ہوں، کہ جو کچھ بتایا جارہا ہے وہ سچ ہے اور ہو کر رہے گا)۔

میں یہ کہہ دیا کہ'' جو تم نہیں دیکھ رہے''۔ اور یہ آیت ہر زمانے کے انسان کو جامد نہ ہونے کا

پیغام دیتی ہے کہ نئی نئی تحقیقات اور ایجادات ہوتی رہیں گئیں انہیں تحقیقات میں اوپر بیان کردہ قرآن پر ریاضیاتی تحقیق بھی آتی ہے، جو یہ ثابت کرتی ہے کہ قرآن کی فائلوں (سورتوں) کو جناب سیدنا محمد کے اسماء وصفات کے مخففات کے ذریعے انٹرلاک کر دیا گیا۔

سورۃ الحاقہ نمبر 46 میں کی گئی تنبیہہ کی توجیح کچھ اس طرح لگ رہی ہے۔

قرآن میں سورتوں کی تعداد 114 ہے۔

حروف مقطّعات کی تعداد 14 ہے۔

سورتوں کی تعداد 114 کا مخفف بنائیں تو وہ صرف 14 بنے گا۔

یہ مخفف Abbrevation برابر ہے حروف مقطّعات 14 کے

اب دونوں کا مزید مخفف بنائیں تو یہ بنے گا صرف 4

قابل غور بات ہے کہ پورے قرآن میں نبی سلامُ علیہ کا نام نامی اسم گرامی صرف 4 بار ہی آیا ہے۔

اور یہ مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔((47/2)(33/40)3/144(48/29)

پورے قرآن میں بعض انبیاء کا نام متعدد مرتبہ آیا ہے مثلاً موسیٰؑ ،ابراہیمؑ ،نوحؑ ، لوطؑ ،عیسیٰؑ کا نام چار سے زیادہ مرتبہ آیا ہے۔

اور بعض عیسائی فخریہ کہتے ہیں کہ قرآن میں ہمارے نبی کا نام تمہارے نبی سے زیادہ بار آیا ہے۔

(22/46) کے مطابق اگر دل اندھے نہ ہوں تو تدبر کریں کہ کیا عجیب وغریب ربط سے قرآن اور محمد ﷺ میں۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ((22/46

لیکن کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ (ان گزری ہوئی تباہ شدہ قوموں کے عبرت انگیز انجام کو دیکھ کر) ان کے دلوں میں عقل وفکر (سے کام لینے کی صلاحیت پیدا ہوتی) اور ان کے کان

(ان کے بارے میں) سننے (کو تیار ہو جاتے) کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ (جو لوگ حقائق کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے اور حقائق کے بارے میں سننا ہی نہیں چاہتے تو ایسے لوگوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (یعنی دانش و احساسات اور جذبات کی وہ صلاحیتیں بے کار ہو جاتی ہیں جو سچائیوں کو تسلیم کرتی ہیں)۔((22/46

اور کیا شان اور مقام ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمد سلامُ علیہ کا

محمد سلامُ علیہ کے نام میں بھی چار حروف

اللہ کے نام میں بھی چار حروف

ریاضیاتی طور پر کیا حقیقت نکھر کر سامنے آ رہی ہے

شاید اقبالؔ نے اسی لئے کہا تھا کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

کہ اگر نبیؐ ایک بھی بات کا اپنی طرف سے اضافہ قرآن میں کر دیتے تو تمام Phenomenon نہ صرف بگڑ جاتا بلکہ آپ کے نام ''محمدؐ'' کا کوڈ ہی ختم ہو کر رہ جاتا اور اللہ تعالیٰ کا قائم شدہ ریاضیاتی مظاہر بالکل ختم ہو جاتا۔ یہی وجہ نظر آتی ہے جو سورہ الحاقہ میں آپ کو اتنی سخت تنبیہ کی گئی ہے۔

یہ تنبیہ آپ کے ہی ذکر کو بلند رکھنے اور اپنے ہی ناموں کے خفیہ کوڈز کو قائم و دائم رکھنے کے لیے کی گئی ہے۔

کوئی یہ نہ کہے کہ منصف نے محض عقیدت محبت کی بنا پر یہ اسم محمد سلامُ علیہ نکالا ہے ایک مختلف زاویہ سے اس حقیقت کو دیکھتے ہیں۔

ذیل میں 19 سے ضرب ہونے والی سورتیں اور ان کی آیات کی تعداد دیکھتے ہیں۔

19 سے ضرب	سورت نمبر	آیات کی تعداد
1×19	19	99
2×19	38	89
3×19	57	30
4×19	76	32
5×19	95	9
6×19	114	7

14=260×19

اب آپ X-Axis پر آیات اور Y-Axis پر مندرجہ بالا سورتوں کا گراف بنائیں۔

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ)(94/4 کی ریاضیاتی تفسیر اگر ان انقاط کو دوسری طرح سے ملائیں
تو یہ گراف بنائے گا یعنی اللہ کیلئے یہاں الانعام کی

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ)(6/162

(اور انہیں یہ بھی) بتلا دو! کہ اس میں بھی کوئی شک وشبہ والی بات نہیں کہ میری صلوۃ اور (اس کے مطابق نازل کردہ احکامات پر عمل کرنے کے لئے) جو کچھ اللہ نے واجب کر رکھا ہے اس کے لئے میری جدوجہد اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کی نشوونما کرنے والا ہے۔ (یعنی اس کے سارے جہان علم دینے والے ہیں جن کی وہ پرورش کر رہا ہے۔

اور ان ہی نقاط کو النساء کی 150

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا)(150

یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ (ان بنیادی سچائیوں کو یعنی) اللہ اور اس کے رسولوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان (یوں) فرق پیدا کرنا چاہتے ہیں (کہ

کائنات تو اللہ کے قوانین کے تحت چل رہی ہے مگر اُن قوانین کا انسانوں سے تعلق نہیں جو رسولوں کے

ذریعے بھیجے گئے ہیں) اور (انسانوں میں ایسے بھی ہیں) جو یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں (کہ وہ اللہ کی ہی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ مگر) بعض دوسروں کو ہم تسلیم نہیں کرتے (کہ وہ بھی رسول تھے)۔ چنانچہ (وہ اس طرح اقرار اور انکار) کے درمیان کی راہ اختیار کرنے کا ارادہ کرتے رہتے ہیں اس کے زیر اثر دیکھیں۔

قرآن میں آنے والے چند ایک
ناقابل تردید حقائق

www.openburhan.com اس ویب سائیٹ کو ویزٹ کریں تو آپ کو قرآن کے دو کلرز میں ٹیکسٹ نظر آئیں گے۔ایک سیاہ اور دوسرا بلیو(نیلا) نیلے ٹیکسٹ پر آپ کسی لفظ کو کلک کریں گے تو سائیڈ پر اس لفظ کا پورا خاندان آجائے گا۔وہاں جا کر آپ کسی لفظ پر کلک کریں تو وہ لفظ پورے قرآن میں جس جس آیت میں آیا ہے وہ تمام آیات آپ کے سامنے آجائیں گئیں مثلاً آپ ''الصلوۃ'' پر کلک کرتے ہیں تو ''الصلوۃ'' کے مادہ ص۔ل۔و سے متعلق پورا خاندان لفٹ سائیڈ پر آجائے گا اور ہر لفظ کے سامنے لکھا ہوگا کہ وہ لفظ قرآن میں کتنی مرتبہ آیا ہے ''الصلوۃ'' کے سامنے اسکی تعداد ہوگی

اور اگر کلک کریں تو الصلوۃ کی تمام آیات آپ کے سامنے آجائیں گئیں قرآن میں بعض الفاظ حیرت انگیز طور پر تعداد میں مذکر، مونث متضاد وغیرہ آپس میں ملتے ہیں ان کی کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں۔

عورت	24بار	مرد	24بار
الدنیا	115بار	آخرت	115بار
ملائکہ	88بار	شیاطین	88بار
حیات	145بار	موت	145بار
نفع	50بار	نقصان	50بار

لوگ	50بار	پیغمبر	50بار
ابلیس	11بار	ابلیس سے پناہ	11بار
آزمائش	75بار	شکر	75بار
صدقہ	73بار	اطمینان	73بار
گمراہ لوگ	17بار	مردہ لوگ	17بار
مسلمین	41بار	جہاد	41بار
جادو	60بار	فتنہ	60بار
زکوۃ	32بار	بارکہ	32بار

اسی طرح اردن کے ایک اسکالرز ید قاسم غزاوی کی ویب سائٹ

www.quranmiracle3.com

پر آپ کو حیرت انگیز ریسرچ ملے گی مثلاً

انسانی ہاتھ میں 19 ہڈیاں ہیں

انسانی جسم میں 209 ہڈیاں ہیں جو 19 کا حاصل ضرب ہے۔ 19×209=11

19 سفیرز (spiheres) سے بننے والی جیومیٹرک شپ کا انجینئر نگ میں استعمال موبائل ٹرانسمیشن کی شش پہلو (Hexagonal) ترتیب

شہد کی مکھیوں کا چھتا

مزید تفصیل کے لئے ویب دیکھیں۔ (انہوں نے ثابت یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فارمولا اس کائنات میں استعمال کیا ہے وہی قرآن میں بھی استعمال کیا ہے)

اور آخر میں پیغام!

اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والوں کو چاہیے کہ اس قدر حیرت انگیز اور مبنی بر حکمت قرآن پر عمل کریں فرقوں کو ختم کریں اور کائنات کی تسخیر پر توجہ دیں اللہ کے قانون قرآن پر عمل کرنے سے ہی یہ دنیا بھی بہتر ہوگی اور آخرت بھی۔

جو ریاضیاتی حقائق اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں انہیں پڑھنے کے بعد شائد ہی کوئی ذی

شعور انسان کسی جھوٹے مدعی نبوت پر ایمان لائے۔ جناب سیدنا رحمتہ اللعالمینؐ ہی قیامت تک آخری نبی ہیں آپ سلامُ علیہ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آئے گا۔((33/40

ہدیہ عقیدت

صاحبو! یہ ہدیہ عقیدت نہایت احترام کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب (صلے اللہ علیہ وسلم) میں پیش خدمت ہے۔ چند موتی چن کر ہم نے مالا بنائی ہے۔ دیکھئے کتنی حسین ہے! کیسی مہک ہے اس میں، اور کتنے خوبصورت رنگ! موتی جو ہم نے چنے ہیں وہ سب کے سب بین الاقوامی شہرت کے حامل غیر مسلم ہستیوں کی تحریروں سے ہیں۔ بس ابتداء میں اپنا ایک شعر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ ع

جو ذالجلال نے بخشے ہیں چند سانس مجھے
تیرے جمال کی ضو پر نثار کرتا ہوں

لیجئے پہلا گوہر آبدار اور اپنے دل کی دنیا سجا لیجئے۔

جتنے دروغ اہل مغرب نے اندھے جذبات میں ڈوب کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ہستی کے بارے میں گھڑے ہیں، وہ خود ہمارے منہ پر ذلت کا طمانچہ ہے۔ اک کم گو خلیق اور عظیم روح ایسی روح، ایسی شخصیت جو بے حد مخلص کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتی، دنیا کو روشن کرنا اس کے مقدر میں لکھا تھا اور یہ حکم اس بارگاہ سے جاری ہوا تھا جو اس تمام کائنات کی خالق ہے۔

تھامس کارلائل۔ ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ (1840ء)

تاریخ صاف طور پر اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ تاریخ کی سب سے زیادہ ناکارہ افواہ کہ کٹر مسلمان تلوار کی نوک پر اللہ کا نام لے کر دنیا کو فتح کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ افسوس کہ

مورخین نے اس جھوٹی داستان کو جتنا دہرایا ہے، اس سے بڑھ کر کسی جھوٹ کو نہیں دہرایا۔

(ڈی۔ لیسی اولیری، ایٹ دی کراس روڈز، لندن 1923ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بلند پایہ ذہن بادشاہت کی شان وشوکت کو ایک آن میں ٹھکرا دیتا ہے۔ خداوند کے اس پیغمبر نے وہ سب کام اپنے ہاتھوں سے کئے جو ایک عام غریب آدمی کیا کرتا تھا۔ گھرانے کی پوری دیکھ بھال اور خدمت، وہ چولہے میں آگ بھی جلا لیا کرتا تھا۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے فرش پر جھاڑو بھی دے دیا کرتا تھا۔ بکریوں کا دودھ دوہتا تھا، اپنے جوتوں اور کپڑوں کی مرمت خود کیا کرتا تھا۔ ترک دنیا کا شائبہ نہ تھا، اور نہ ہی کوئی دکھاوا۔ جب کہ عرب اس کے قدموں تلے تھا۔ اس کی خوراک ایک بدو سے بہتر نہ تھی۔

(ایڈورڈ گبن، دی ڈیکلائین اینڈ فال آف دی رومن امپائر۔ 1823ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے زیر تحفظ وزیر نگرانی افراد کے لئے انتہائی باوفا اور لائق اعتماد محافظ تھے۔ بہت ہی نفیس گفتگو کرتے، ایسے شیریں دہن کہ گویا منہ سے پھول جھڑتے ہوں۔ جو بھی ان سے ملتا، اس کا دل عقیدت سے لبریز۔ جو ان سے قریب ہوتا، وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرنے لگتا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے آپ سے مل کر کہا "میں نے زندگی میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جیسا شخص نہیں دیکھا۔ نہ پہلے اور نہ ان کے بعد۔ وہ جو بات کہتے احتیاط کے ساتھ لیکن ان کے الفاظ اور جملے وزن بھی رکھتے تھے اور وضاحت بھی۔ جو وہ کہتے تھے اسے کوئی بھول نہیں سکتا تھا۔

(سٹینلے۔ لین پول، سپیچز اینڈ ٹیبل ٹاک آف دی پروفٹ محمدؐ)

قطعی ناممکن ہے کہ کوئی شخص رسول عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اور کیریکٹر سے واقف ہو کر آپ کا شیدائی نہ بن جائے۔ وہ خالق کائنات کے عظیم پیغمبروں کے خاتم تھے۔ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں جتنا بھی لکھوں جتنا بھی کہوں، میں جو محسوس کرتی ہوں، اسے بیان نہیں کر سکتی۔ میں اس عظیم پیغمبر کی حیات پاک بار بار پڑھتی ہوں اور ہر مرتبہ میرے دل سے تحسین و آفرین کے کلمات بلند ہوتے ہیں اور ہر بار عقیدت کے نئے جذبے بیدار ہوتے ہیں۔

(اینی بسنت، دی لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمد مدراس 1932ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سخاوت اس درجہ کو پہنچی ہوئی تھی کہ وہ غریبوں کو ہمیشہ اپنے گھر آنے پر اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے۔ ایسی مثال آپ کو کہیں نہیں ملے گی کہ وہ لوگوں کی عملی ضروریات پورے کرنے کے بعد مطمئن نہیں ہوجاتے تھے غریبوں کے ساتھ رابطہ رکھتے ان کی باتیں سنتے اوران کی زندگی بہتر بنانے کی تدبیریں کرتے۔ سچے کھرے دوست اور لائق اعتماد ساتھی! یہ تھے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم)

(ڈبلیو۔ سی۔ ٹیلر، دی ہسٹری آف محمدن ازم اینڈ اٹز سیکٹ)

حکومت کے بھی سربراہ اور دین کے بھی، محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بیک وقت قیصر بھی تھے اور پاپائے اعظم بھی۔ لیکن وہ پوپ تھے پوپ کے دکھاوؤں کے بغیر، اور قیصر تھے قیصر کی فوجوں کے بغیر، محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) باقاعدہ فوج نہیں رکھتے تھے نہ ان کا کوئی باڈی گارڈ تھا، نہ پولیس فورس، نہ ہی وہ حکومت کے خزانے سے تنخواہ لیتے تھے۔ دنیا کی تاریخ میں اگر کسی ایک فرد نے اللہ کی حکومت زمین پر قائم کی تو وہ صرف محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تھے۔ وہ ایک ایسی ہستی تھے کہ بغیر انسانی سہاروں کے اعلیٰ ترین قوتیں رکھتے تھے۔ اقتدار کی خواہش سے بے نیاز ان کی اپنی نجی زندگی اتنی سادہ تھی جتنی ایک عام آدمی کی ہوسکتی ہے۔

(ریورینڈ باس ورتھ سمتھ، محمد اینڈ محمدن ازم، لندن 1874ء)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مثال پوچھتے ہو؟ انسانوں کے لئے باعث تقلید گوہر آبدار، نکھرا ہوا بے داغ کردار، ان کا گھر، ان کا لباس، اور ان کی غذا سادگی کے شہکار، شان وشوکت سے اتنے دور کہ اپنے ساتھیوں سے عقیدت بھرا جملہ بھی نہیں سن سکتے تھے۔ ہر کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے اور کسی سے مدد کے طالب نہیں ہوتے تھے۔ وہ ہمہ وقت سب کے لئے حاضر رہتے تھے۔ بیماروں کی عیادت کرتے اور دکھیاروں کی ہمدردی کے ساتھ مدد کرتے، ان کی نیک دلی، نیک عملی اور دریادلی لاانتہا تھی۔ وہ فرد کو نہیں پورے معاشرے کو خوش حال دیکھنا چاہتے تھے۔

(ڈاکٹر گستاف ویل، ہسٹری آف دی اسلامک پیپلز)

اگر انگلینڈ پر ہی نہیں! یورپ پر آئندہ صدی میں کسی مذہب کا راج ہوگا تو وہ صرف اور صرف

اسلام ہوگا۔ میں نے دین محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہمیشہ ادب واحترام کی نظر سے دیکھا ہے۔ سبب یہ کہ وہ واحد مذہب ہے جو ہر زمانے کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ ایسا دین جو خود بھی قوی ہے اور قوت بخش بھی۔ میں نے پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بغور مطالعہ کیا ہے حیران کن شخصیت! (برخلاف عام کرسچن عقیدے کے) میں انہیں انٹی کرائسٹ نہیں بلکہ انسانیت کا نجات دہندہ سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ ان جیسا کوئی شخص آج کی جدید دنیا کی ڈکٹیٹرشپ سنبھال لیتے وہ نہایت کامیابی سے انسانیت کے سب مسائل حل کرڈالے۔ اور یہ سب اس انداز سے کہ بنی نوع انسان کو امن وسکون اور سچی خوشی حاصل ہوجائے۔ میں پیش گوئی کرچکا ہوں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا دین مستقبل کے یورپ (مغرب) کو اسی طرح قابل قبول ہوگا، جس طرح آج یورپ میں اسلام کی قبولیت کا رجحان شروع ہورہا ہے۔

(سرجارج برنارڈ شا، دی جنوین اسلام۔1936ء)

اگر ہم جائزہ لیں کہ انہیں کتنے کم وسائل میسر تھے اور کتنی دور پائیدار حیثیت میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے کام آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ تاریخ عالم میں ان کا اسم گرامی ایک مخصوص چمک کا حامل ہے۔ وہ صرف مکہ کے نبی نہیں ہیں، یہ ان کا عطا کردہ جذبہ اور پیغام ہی تھا، جس کے طفیل دنیا میں انگنت سلطنتیں ابھریں، خوبصورت شہر آباد ہوئے، صرف محلات نہیں عبادت گاہیں تعمیر ہوئیں، صوبے کے صوبے اور ملک کے ملک ایمان کی لڑی میں پروئے گئے۔ ان سب چیزوں سے بالاتر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے احکام نے حیات انسان کو قاعدہ قانون بخشا۔ انسانی عظمت کو کوئی پیمانہ لے آئے اور اس مقدس ہستی سے موازنہ کردیکھئے، اس معیار پر کوئی پورا نہیں اترے گا۔

(جے۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ سٹیب، اینڈ اٹز فاؤنڈر)

(بشکریہ ماہنامہ صوت الحق، کراچی، از ڈاکٹر شبیر احمد ایم ڈی۔ فلوریڈا)

☆☆☆

اپنے آپ کو جانیں

اپنے دشمن کو پہچانیں

اسلام کا لبادہ اوڑھ کر

پیغمبر اسلامؐ اُمّہات المؤمنینؓ وصحابہ کرامؓ کی توہین کس نے کی؟

جاننے کے لئے پڑھیئے

سندھ ساگر اکیڈمی کی شائع کردہ

جناب عزیز اللہ بوھیو صاحب کی کتاب

فتنہ انکارِ قرآن کب اور کیسے؟

رابطہ:

زندگی

بہر حال ایک نہ ایک دن ختم ہو جاتی ہے۔ چاہے کسی کھرب پتی کی ہو یا مفلس و قلاش کی۔ کوئی انسان کسی ملک کے کسی خاص شہر کے خاص گھر میں ہی کیوں پیدا ہوا۔؟ وہ روانڈا جیسے پسماندہ یا امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ بات سوچنے کی ہے کہ

اس لئے تمام انسانیت ایک ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

''جس نے ایک انسان کو ناحق قتل کیا گویا اُس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کی زندگی بچائی گویا اُس نے پوری انسانیت کی زندگی بچائی''۔

کائنات کے سب سے بڑے انسانیت ساز خاتم الانبیاءؐ کے بعد اُن ہی کے نقشِ قدم پر انسانیت ساز انسان اُن کا پروگرام آگے بڑھاتے رہیں گے۔

انہیں انسانیت ساز انسانوں میں ایک جناب کرنل (ر) عمر شبیر صاحب ہیں۔

جنہوں نے دو معرکۃ الآراء ناول ''منزل'' اور ''گرج'' لکھے ہیں۔

اور اب دس (10) سالہ محنت شاقہ و تحقیق کے بعد ترجمۂ قرآن

''قرآن بالتحقیق'' شائع کیا ہے۔

مطالعہ کیجئے اور انسانیت ساز نمائندہ کے طور پر اپنا کردار ادا کیجئے۔

رابطہ: فلیٹ نمبر 120-B عسکری۔10 ڈیفنس لاہور

فون: 042-36501807 موبائل: 0300-9878556

اپنے آپ کو جانیں
اپنے دشمن کو پہچانیں

اسلام کا لبادہ اوڑھ کر

پیغمبر اسلامؐ اُمّہات المؤمنینؓ وصحابہ کرامؓ

کی توہین کس نے کی؟

جاننے کے لئے پڑھیئے

سندھ ساگر اکیڈمی کی شائع کردہ

جناب عزیز اللہ بوہیو صاحب کی کتاب

فِتنہ انکارِ قرآن کب اور کیسے؟

رابطہ: 0300-2663651
0334-6340814

زندگی

بہر حال ایک نہ ایک دن ختم ہو جاتی ہے۔ چاہے کسی کھرب پتی کی ہو یا مفلس و قلاش کی۔ کوئی انسان کسی ملک کے کسی خاص شہر کے خاص گھر میں ہی کیوں پیدا ہوا؟ وہ روانڈا جیسے پسماندہ یا امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں بھی پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ بات سوچنے کی ہے

اس لئے تمام انسانیت ایک ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"جس نے ایک انسان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کی زندگی بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کی زندگی بچائی"۔

کائنات کے سب سے بڑے انسانیت ساز خاتم الانبیاءؐ کے بعد ان ہی کے نقش قدم پر انسانیت ساز انسان اُن کا پروگرام آگے بڑھاتے رہیں گے۔

انہیں انسانیت ساز انسانوں میں ایک جناب کرنل (ر) عمر شبیر صاحب ہیں۔

جنہوں نے دو معرکۃ الآراء ناول "منزل" اور "معراج" لکھے ہیں۔

اور اب دس (10) سالہ محنت شاقہ و تحقیق کے بعد ترجمہ قرآن "قرآن بالتحقیق" شائع کیا ہے۔

مطالعہ کیجئے اور انسانیت ساز نمائندہ کے طور پر اپنا کردار ادا کیجئے۔

رابطہ: فلیٹ نمبر B-120 عسکری۔10 ڈیفنس لاہور

فون: 042-36501807 موبائل: 0300-9878556